اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث

الشاہ رفیع الدین الدہلویؒ

بتصحیح و تقدمہ

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کتب مؤلفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

و دیگر مطبوعات ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

نمبر	کتاب	پیسے	روپے
۱	المنہاج الواضح (راہ سنت)	۵۰	۳
۲	تبرید النواظر	۷۵	۲
۳	گلدستہ توحید	۷۵	۱
۴	دل کا سرور	۰۰	۲
۵	چراغ کی روشنی	۰۰	۱
۶	آئینہ محمدی	۳۷	۰
۷	بانی دار العلوم دیوبند	۰۰	۱
۸	چالیس دعائیں	۵۰	۰
۹	ازالۃ الریب عن مسئلۃ علم غیب	۰۰	۸
۱۰	البیان الازہر ترجمہ فقہ اکبر	۵۰	۰۰
۱۱	انکار حدیث کے نتائج	۰۰	۲
۱۲	عیسائیت کا پس منظر	۲۵	۱
۱۳	مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ	۵۰	۳
۱۴	طائفہ منصورہ	۵۰	۲
۱۵	مجموعہ رسائل حضرت شاہ رفیع الدینؒ	۰۰	۲
۱۶	تفسیر آیت النور	۲۵	۱

یہاں سے طلب فرمائیے

۱- ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

۲- ماسٹر اللہ دین ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

بخدمت گرامی جناب پروفیسر محمد اقبال صاحب مجددی

اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث الشاہ رفیع الدین الدہلوی رحمہ اللہ

بتصحیح و تقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب مدظلہ سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

(طبع اوّل)

مقام اشاعت ــــــ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تعداد ــــــ ایکہزار

تاریخ ــــــ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

ناشر ــــــ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

مطبع ــــــ اشرف پریس لاہور

قیمت ــــــ ~~4-75~~ [illegible]

ملنے کے پتے

(۱) ناظم ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۲) ماسٹر اللہ دین صاحب ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

(کتبہٗ عبدالعزیز سرگودہوی)

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشتملات کتاب پر ایک نظر:-

اس کتاب کے تین اجزا ہیں،

۱- تحصیل

۲- تذئیل

۳- تفصیل

خطبہ کے بعد مصنفؒ نے محبت سے بحث کرنے والوں کے طبقات کا ذکر کیا ہے، مثلاً اربابِ شریعت، صوفیہ کرامؒ، حکماءؒ اور شعراءؒ، اور ساتھ ہی کتاب کی تصنیف کا اجمالی داعیہ ذکر کیا ہے، دیباچہ کے بعد سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے

تحصیل:-

کو جگہ دی ہے، جس میں محبت کی حقیقت اور اس کے اقسام اور مختلف شعبے مثلاً محبت الٰہیہ، محبت بشریہ، محبت جامعہ، پھر ان میں سے ہر ایک کی مختلف قسمیں، مثلاً پہلی قسم کے دو شعبے ہیں،

محبۃ من اللہ

اور محبۃ مع اللہ

اور دوسری قسم کے بھی دو شعبے ہیں،

محبۃ طبعیہ

محبۃ عرضیہ

اور تیسرے شعبے کی ایک ہی قسم یعنی محبت مرکبۃ ہے،

پھر اس کے بعد ہر ایک شعبے کی پوری تفصیل و تشریح بیان کی ہے۔

چنانچہ پہلے شعبے میں محبت ذاتیہ اور اسمائیہ کی تحقیق بیان کی گئی ہے، اور اس شعبہ میں دو نکتے بیان کئے ہیں،

پہلے نکتہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت (تربیۃ اللہ تعالیٰ) دو قسموں میں منقسم ہے

تربیۃ ایجاد

تربیۃ ارشاد

اور پھر محبت کی مختلف شاخیں اور فروع کا بیان، مثلاً اجتبا، ہدایت، توفیق، امتحان، تجاوز، تثبیت، تقریب، اخلاص، تکریم، تفضیل، شکر وغیرہ۔

دوسرے نکتہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں کے ساتھ (محبۃ اللہ تعالیٰ مع العباد) کے وجوہ و اسباب اور اس کی مختلف اقسام کا بیان،

دوسرے شعبہ میں، محبت کا فیضان مختلف نفوس پر، اور کیفیت ظہور محبت، اور اس کی نشوونما، اور مراتب قوت وضعف، محبت کی کشمکش عقل کے ساتھ، اور محبت کی تبدیلیاں پوری تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، آخر میں بعض مشکل مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے،

شعبہ ثالثہ میں اتحاد کے اسباب، اتحاد سے محبت کا ظہور، اور افتراق سے انقطاع کا رونما ہونا اور پھر مناسبات محبت کا بیان، پھر شاہ صاحبؒ نے بیان کیا ہے کہ "اصول المناسبات" پانچ ہیں۔

۱۔ معانی روحانیہ

۲۔ اوضاع سماویہ

تناسب فی اقدار الاخلاط

تناسب فی القویٰ

اور وہ اسباب جو کسی قاسر کی طرف راجع ہوتے ہیں،

شعبہ رابعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان موجودات کی تمام قوتوں کا جامع ہے، خواہ وہ قوتیں ارضی ہوں، یا سماوی، عنصری، یا معدنی، ملکی ہوں، یا حیوانی وغیرہ،

پھر محبت کے مختلف الوان، اور اغراض متفرقہ کا بڑی بسط سے ذکر کیا ہے،

شعبہ خامسہ میں مدارک عامہ اور خاصہ کا محبت میں مختلف اور متفاوت ہونا بیان کیا ہے، قرب و معیت کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے، معیت حق، اور معیت رسول کا بیان، اور پھر محبت حق سے مستفید ہونے کے شرائط کا تعین کیا ہے،

احیاء و اموات کے ساتھ محبت اور اس کے نتائج و فوائد کا بیان، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کے ساتھ محبت کی حقیقت اور اس کی وجہ اور نتائج و ثمرات وغیرہ کا بیان،

تذئیل :-

اس میں کتاب (اسرار المحبۃ) کی تصنیف کا سبب بیان کیا ہے اور وہ خط و کتابت درج کی ہے جو خواجہ حسن مودودی لکھنوی ؒ نے حضرت شاہ رفیع الدین ؒ کے ساتھ کی تھی جس میں محبت کے مختلف نکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اور اسی سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محبت کے حقوق کیا ہیں، اور طرفین کے لئے محبت کن شرائط کے ساتھ مفید ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کفار کو بھی اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت ہوتی ہے لیکن انکی محبت میں نقص ہوتا ہے پھر اسکی تفصیل بیان کی ہے۔ اور اسی وجہ سے عالم آخرت میں یہ محبت ان

کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گی۔

اس حصہ میں شاہ صاحبؒ نے "ہو معکم" میں معیت کا مفہوم متعین کیا ہے، اور اس کا مصداق محبت ذاتیہ" کو ٹھہرایا ہے، لیکن "المرء مع من احب" میں معیت کو اطلاق پر چھوڑا ہے اور اس کی علت اور وجوہات بیان فرمائے ہیں۔

عالم آخرت ایک ایسا گھر ہے جس میں حیات (زندگی) مکمل طور پر پائی جائیگی۔ اور اسی وجہ سے نفس الامری حقائق" کا انکشاف تام اور ظہور کامل، صحیح اور اصلی شکل میں صرف اسی گھر (جہان) میں ہو سکیگا دنیا میں چونکہ حیات ناقص ہے۔ اس لئے "حقائق نفس الامری" کا پوری طرح انکشاف نہیں ہو سکتا، اس ذیل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ "محبت روحانی" کا خصوصی حکم اور امتیازی شعار اطاعت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار اہل بیت میں ہوتا ہے،

تطہیر اہل البیت کا مفہوم، ولایت عرفانیہ کا بیان، اور یہ کہ جو شخص اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ان کی اقتدا و اطاعت نہیں اختیار کرتا، تو ایسا شخص کذاب ہے جس کے سر پر سودا باطل سوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے خواص، صفات اولیاء کرام آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے محبت طبعیہ کا امام قیس (مجنون) کو قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل:-

اس مبحث میں تحصیل کی بعض مجمل اور مبہم باتوں کی وضاحت اور تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور درجات محبت کی تفصیل، اور یہ کہ ادنیٰ درجہ محبت کا وہ ہے جو اعیان جمادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ شعور کے تابع ہے، تیسرا درجہ اعیان شاعرہ کے ساتھ، اور چوتھا درجہ حس (یا حسن) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور سالکین اور واصلین کے مراتب کی تفصیل،

موت کے بعد باہم تجاذب کے شواہد اور ان کی شرح، اور پھر اس ضمن میں عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات اور حکایات کا ذکر، اور ان کے باریک اور دقیق اسرار کا بیان،

محبت کی تاثیر اور اس کی شرح و تفسیر جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے بیان فرمائی ہے، اور "اختلام الحواس" کی تشریح، انبیاء علیہم السلام کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ اور اکمل ہوتی ہے، اور اس سلسلہ میں پانچ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور خاتم النبیین سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کے مراتب اور درجات محبت، اور ان کے مقامات کے تعین کا عجیب و غریب اور انوکھے طریق پر بیان،

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ کرنا کس طرح ہوتا ہے، اور اس کے اسباب کیا ہیں اور پھر جا بجا عمیق ابحاث آپ کو ملیں گے،

قصیدۂ شیخ الرئیس :-

اس کے بعد کتاب میں شیخ ابن سینار کا قصیدہ درج کیا ہے (یہ قصیدہ شیخ کے دیوان مطبوعہ طہران میں موجود ہے) جس میں شیخ نے پوچھا ہے کہ نفوس کا ابدان و اجسام میں اترنا کیوں ہوا؟ نفوس یا ارواح کے ابدان میں اترنے کے بارہ میں شیخ نے سوال کیا ہے اور اس کی حکمت اور لِمَ دریافت کی ہے،

قصیدۂ عینیہ :-

شیخ ابن سینا کے جواب اور رد میں شاہ رفیع الدینؒ نے ایک قصیدہ لکھا ہے یہ ایک طویل اور نہایت ہی عمدہ قصیدہ ہے جو ۲۵۱ اشعار پر مشتمل ہے، اس قصیدہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حکمت ولی اللٰہی کے مطابق نفوس کا ابدان کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے، اس میں خالص ولی اللٰہی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر ابن سینا کا رد کیا ہے اور ساتھ ہی فلسفہ اشراقیہ، اور مشائیہ کا بھی ضمناً رد کیا ہے اور ان فلسفوں کی کمزوری ظاہر کی گئی ہے۔

قصیدہ احمد شوقی :-

اس کے بعد ہم نے احمد شوقی کا ایک قصیدہ جو ابن سینا کے قصیدہ کے وزن اور کافیہ میں لکھا گیا ہے اور اس شاعر نے بھی نفس کے بارہ میں اپنی شاعرانہ بساط کے مطابق یہ قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی ابن سینا کے قصیدہ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے، زبان کی شائستگی اور خیال کے لحاظ سے یہ بھی بہت اچھا قصیدہ ہے نفس موضوع کی مناسبت سے ہم نے اس کو یہاں نقل کر دیا ہے جو قارئین کرام کیلئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مخمس :-

اس کے بعد حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا ایک مخمس ہے جو حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے نفس کے بارہ میں کوئی قصیدہ لکھا تھا، اس پر شاہ رفیع الدینؒ نے تخمیس لگائی ہے۔ اس کا موضوع بھی نفس کا ابدان کے ساتھ تعلق کائنات کی تخلیق اور ارتقاء اور نوع انسانی کا درجہ کمال تک پہنچنا مسئلہ وحدۃ الوجود، وحدت اور کثرت کا ارتباط وغیرہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس لئے اس مخمس کو ہم نے یہاں درج کر دیا ہے۔

قصیدہ معراجیہ :-

آخر میں ہم نے شاہ رفیع الدینؒ کا ایک عمدہ قصیدہ درج کیا ہے جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ بھی ایک عمدہ قصیدہ ہے، مؤخر الذکر دونوں قصیدے (مخمس اور معراجیہ) "حیات ولی" سے لئے گئے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کی سوانح حیات ہے جس کے مصنف شیخ رحیم الدین دہلویؒ ہیں، ان دونوں قصیدوں میں بہت غلطیاں تھیں جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے ان اغلاط کی تصحیح کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی جا بجا کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، اہل علم حضرات پر اگر وہ واضح ہوں تو ہمیں

بھی مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

کتاب کی اہمیت اور افادیت پر اجمالی نظر۔

یہ کتاب حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے خواص کے لئے لکھی ہے جیسا کہ امام الانقلاب و زعیم السیاسۃ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی دیوبندیؒ نے فرمایا ہے "خواص کے لئے امام ولی اللہؒ کے فلسفہ کی تشریح میں مولانا رفیع الدینؒ نے "اسرار المحبۃ" اور "تکمیل الاذہان" کے مختلف رسائل لکھے، "حملۃ العرش" کی تحقیق میں انکا رسالہ اس قدر اعلیٰ فکر دیتا ہے کہ امام عبد العزیزؒ نے وہ رسالہ اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے ایسا ہی تفسیر آیت النور^ع^ میں انکا رسالہ بے نظیر ہے"۔ (حزب امام ولی اللہ دہلویؒ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ ص۱۱۹)

نیز اس کا ثبوت خود کتاب میں بھی ملتا ہے جہاں شاہ رفیع الدینؒ اپنے والد گرامی کی تصنیفات کا حوالہ دیتے ہیں اور ان میں بیان کردہ بعض باتوں کی تشریح صراحۃً فرماتے ہیں بعض کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں، اور بعض باتیں ضمناً ذکر کرتے ہیں جیسا کہ تفصیل میں تفہیمات، لمحات، سطعات اور ہوامع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح ایک مقام میں خیر کثیر اور بدور بازغہ کا ذکر کیا ہے یہ تمام کتابیں حکمت ولی اللہی کا خزانہ عامرہ ہیں، اور ان میں بہت زیادہ مضامین عالیہ بیان کئے گئے ہیں، نیز ان کتب میں بعض اصطلاحات جدیدہ اور مسائل دقیقہ اور اسرار غامضہ کا بیان ہے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ان کو اہل علم کے اذہان کے قریب کرتے ہیں اور ان کی تفصیل و تشریح فرماتے ہیں لیکن ایک شرح کی طرز پر نہیں بلکہ اپنے مخصوص حکیمانہ طریق پر کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ چیز خود واضح ہو جاتی ہے۔

سطعات اور ہمعات کے بعض مطالب کو شاہ رفیع الدینؒ نے تفسیر آیت النور میں حل کیا

ع۔ رسالہ حملۃ العرش جو "مجموعہ رسائل" میں درج ہے اور "تفسیر آیت النور" یہ دونوں نہایت اہتمام سے عمدہ کاغذ پر مستعلین کتابت سے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے تحت شائع ہو چکے ہیں ۱۲ متوالی

ہے۔ الغرض کہ یہ کتاب "اسرار المحبۃ" بھی حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بہت سی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کلید کا کام دینے کے علاوہ اپنے موضوع کی جدت اور نکات آفرینی کے لحاظ سے بیمثال کتاب ہے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی یہ کتاب جو اپنی نوعیت موضوع اور مشتملات کے اعتبار سے بالکل ہی انوکھی اور بہت ہی بلند مرتبہ کتاب ہے اس سے قبل طباعت کے جامہ سے آراستہ نہیں ہوسکی، محبت جیسے ایک نہایت ہی لطیف وصف کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مختلف پہلو معلوم کرنے کس قدر ضروری ہیں، محبت الٰہیہ اور محبت بشریہ کی تفصیل معلوم کرنا اہل علم میں سے ہر شخص کے لئے ازحد ضروری امر ہے، خواص اس کی توضیح و تشریح کیلئے یقیناً ہر آن مشتاق ہونگے جس سے اس کتاب کی اشاعت و افادیت کا پہلو بخوبی روشن ہے اس لئے اس کتاب کی طباعت و اشاعت پر ہمیں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالےٰ ہمارے لئے اور تمام اہل علم حضرات کے لئے اس سے استفادہ آسان کردے۔ آمین

کتاب کی ادبی حیثیت :-

ایک خاص پہلو اس کتاب کی اہمیت کا یہ بھی ہے کہ عربی ادبیات کے سلسلہ میں اس کتاب کا شمار یقیناً ادبیات عالیہ میں ہوگا، اس لئے کہ موضوع کی عظمت کے علاوہ اس میں زبان کی پاکیزگی اور سلامت انتہائی درجہ کی پائی جاتی ہے، فصاحت و بلاغت اور اظہار ما فی الضمیر کے لئے جس قسم کے الفاظ شاہ صاحبؒ نے چنے ہیں وہ نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے، پھر سلسلہ محبت کی تفہیم میں مختلف اشعار کا انتخاب اور پھر عمدہ قصائد، ان تمام امور پر جب اہل علم حضرات غور فرمائینگے تو یقین ہے کہ کسی بھی عربی ادب کی کتاب سے اس کتاب کے درجہ و مرتبہ کو کم نہ پائینگے بلکہ اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر ان سے ممتاز ہی پائینگے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی تصنیفات :-

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کا کچھ اجمالی سا تعارف ہم نے شاہ صاحب کی دوسری کتاب "مجموعہ رسائل" کے مقدمہ میں لکھا ہے، اگرچہ شاہ صاحبؒ کی تمام کتابوں کا ذکر نہیں صرف چند ایک کتابیں جو ہمیں معلوم ہو سکی تھیں، انہیں کا کسی قدر ہم نے تعارف کرایا۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر شاہ رفیع الدینؒ کی بعض قیمتی کتابیں ایسی ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں۔ اور اکثر ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں اور بعض تو بالکل ہی معدوم ہیں، شاید زمانہ کی دست درازی انہیں ضائع کر چکی ہے۔

ہم یہاں شاہ رفیع الدینؒ کی بعض اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ذکر مختلف تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، یا جو ہمیں معلوم ہو سکی ہیں۔

صاحب[ع] نزہۃ الخواطر اور صاحب[ع] حدائق الحنفیہ نے شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف کا ذکر کیا ہے مثلاً صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ صاحبؒ کی مصنفات کی جو فہرست دی ہے اس میں مندرجہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

اسرار[۱] المحبۃ، تفسیر[۲] آیت النور، دمغ[۳] الباطل، رسالہ[۴] فی العروض، رسالہ[۵] فی مقدمۃ العلم، رسالہ[۶] فی التاریخ، رسالہ[۷] فی اثبات شق القمر وابطال البراہین الحکمیہ، رسالہ[۸] فی تحقیق الالوان، رسالہ[۹] فی آثار القیامۃ، رسالہ[۱۰] فی الحجاب، رسالہ[۱۱] فی برہان التمانع، رسالہ[۱۲] فی عقد الانامل، رسالہ[۱۳] فی شرح اربعین کافات، رسالہ[۱۴] فی المنطق، رسالہ[۱۵] فی امور العامہ، حاشیہ[۱۶] علی میر زاہد رسالہ، تکمیل[۱۷] الصناعۃ، تخمیس علی بعض القصائد لوالدہؒ

ع صاحب نزہۃ الخواطر حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جو حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے مبارک خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ تھے جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، عرصہ تک وہ بھی ندوۃ العلماء کے ناظم رہے اور چھوٹے صاحبزادے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ہیں جو اپنی علمی، دینی اور ملی خدمات کی وجہ سے تعارف سے بے نیاز ہیں، آجکل آپ ہی ندوۃ العلماء کے ناظم ہیں اطال اللہ حیاتہ وادام فیوضہ حضرت مولانا سید عبدالحی صاحبؒ نے اردو زبان میں گل رعنا کے نام سے ایک نہایت ہی عمدہ تذکرہ لکھا ہے، اور نزہۃ الخواطر عربی زبان میں متعدد جلدوں میں ہندوستان کے ایک خاص عہد کا علمی، ثقافتی اور تاریخی تذکرہ ہونے کے علاوہ حیرت انگیز معلوماتی کتاب ہے جو غالباً حیدر آباد دکن میں دائرۃ المعارف سے طبع ہوئی ہے ۱۲ سواتی

(باقی حاشیہ بر ص۱۵)

قصیدہ عارض ہہا[19] قصیدۃ شیخ الرئیس ابی علی بن سینا (العینیہ)

اس کے بعد صاحب "نزہۃ الخواطر" لکھتے ہیں۔ "ولہ غیر ذالک من المؤلفات الجیدۃ" جس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ رفیع الدینؒ کی تمام کتابوں کا استقصا نہیں کیا۔ اور صاحب "حدائق الحنفیہ" نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں میں ایک کتاب "راہ نجات اردو" کا تذکرہ بھی کیا ہے اسی طرح ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اپنے ایک مقالہ میں جو انہوں نے "اردو ترجموں کی نوعیت اور اہمیت" کے سلسلہ میں انگریزی زبان میں لکھا تھا اور جس کا اردو ترجمہ "نگار پاکستان" جنوری ۱۹۶۳ء کے ص ۱۹-۲۲ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ڈاکٹر موصوف نے شاہ رفیع الدینؒ کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر سورۃ البقرہ[20]

تنبیہ الغافلین[21]

اور یہ تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے بنام "تفسیر رفیعی" شاہ رفیع الدینؒ کے ایک شاگرد کے فرزند نے ۱۲۷۲ھ میں طبع کرائی تھی۔ اور اس کے حاشیہ پر تفسیر مولانا یعقوب چرخیؒ بھی طبع کرائی گئی تھی (دیکھو مضمون مولانا عبدالحلیم چشتی فاضل دارالعلوم دیوبند مندرجہ ماہنامہ "بینات" رمضان ۱۳۸۹ھ)

صاحب نزہۃ الخواطر نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کتب کا دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی کیا ہے مثلاً صاحب حدائق حنفیہ نے رسالہ "معجزہ شق القمر" اور رسالہ "علم العروض" کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ رسالہ "شق القمر" کا ذکر مولانا نظام الدین کیرانویؒ نے بھی حاشیہ میزان العقائد ص ۲۶ میں انشقاق القمر پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے "وفیہ کلام طویل ذکرہ مولانا الشاہ رفیع الدین قدس سرہ فی رسالتہ ان شئت الاطلاع علیہ فارجع الیہ"۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۲) ۱۸ صاحب حدائق حنفیہ مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے جنہوں نے علماء احناف کی تاریخ اردو زبان میں حدائق الحنفیہ کے نام سے لکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے جو مطبع نولکشور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ جزاہ اللہ من الجزاء والحفہ بسلفہ الصالحین۔ آمین ۱۲ سواتی

صاحب "الیانع الجنی" شیخ محدث محسن تیمیؒ نے بھی شاہ رفیع الدینؒ کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور خاص طور پر دمغ الباطل اور اسرار المحبۃ کی بہت تعریف کی ہے چنانچہ اس کے بارہ میں لکھتے ہیں "ولہ مختصر جامع بیّن فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا واوضح الناس اطوارہ یسمی "اسرار المحبۃ" قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا" (الیانع الجنی علی ہامش رجال الطحاوی ۵۶) رسالہ آثار القیامت جو بنام قیامت نامہ یا علامات قیامت بارہا اصل فارسی اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے جو تقریباً ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

تکمیل الصناعۃ — سے اگر مراد "تکمیل الاذہان" ہے تو اس کتاب میں چار باب ہیں پہلا باب علم منطق پر مشتمل ہے دوسرے باب میں فن تحصیل تیسرے میں امور عامہ اور چوتھے باب میں فن تطبیق الآراء کا بیان، باب اول (منطق) کے علاوہ تینوں ابواب کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "ابجد العلوم" میں نقل کر دیا ہے واللہ اعلم منطق کا حصہ انہوں نے کیوں ترک کیا ہے۔

یہ کتاب نہایت ہی اہم کتاب ہے اور یہ غالباً شاہ رفیع الدینؒ کی آخری تصنیف ہے کیونکہ یہ سنہ ۱۲۳۰ھ میں اپنی وفات سے تین سال قبل تصنیف فرمائی ہے۔

یہ کتاب بمع مقارنۃ العلم کے ہم مدرسہ نصرۃ العلوم کے ادارہ نشر و اشاعت کے تحت طبع کرا رہے ہیں واللہ الموفق۔

رسالہ مقارنۃ العلم "ابجد العلوم" میں درج ہے اور وہاں سے ہی ہم نے نقل کیا ہے۔ اور اگر تکمیل الصناعۃ، تکمیل الاذہان کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے تو اس کا علم ہمیں نہیں، خیال غالب یہی ہے کہ "تکمیل الاذہان" ہی مراد ہے واللہ اعلم۔

قصیدہ عینیہ اور قصیدہ معراجیہ اور مخمس ہم "اسرار المحبۃ" کے ساتھ ہی طبع کرا رہے ہیں، الدر الدراری شاہ رفیع الدینؒ کی ایک بہت ہی اہم کتاب ہے جس کا ذکر انہوں نے تکمیل الاذہان میں کیا ہے اور اسی کتاب سے تطبیق الآراء کے کچھ مباحث نقل کئے ہیں، ہمیں اس کتاب کے بارہ میں کچھ علم نہیں

کہ یہ کسی کتب خانہ میں موجود ہے یا تلف ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اہل علم اگر اس پر روشنی ڈالیں تو مناسب ہوگا۔

کتاب اسرار المحبۃ کی نقل :-

اس کتاب کی نقل ہم نے "مجلس علمی کراچی" کے نسخہ سے حاصل کی ہے اور "مجلس علمی" نے اس کی نقل انڈیا سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے توسط سے حاصل کی ہے چنانچہ حضرت مولانا اعظمی نے ایک مکتوب میں اس کے بارہ میں یوں انکشاف فرمایا ہے۔

"اسرار المحبۃ کی نقول بھی مجلس علمی کے پاس میری ہی بھیجی ہوئی ہیں جس کو مجلس کے سرپرستوں کی خواہش پر میں نے نقل کرایا اور بھیجا ہے۔ اسرار المحبۃ کے حاشیہ پر بھی جگہ جگہ میرے قلم سے تصحیحات ہیں، فرصت نہیں تھی ورنہ اس سے زیادہ مکمل تصحیح ہوگئی ہوتی"۔

حضرت مولانا اعظمی کی ان تصحیحات سے بہت زیادہ فائدہ ہوا، لیکن پھر بھی بعض مقامات میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اس مجلس علمی سے حاصل کئے ہوئے نسخہ کا تقابل ہم نے ایک دوسرے نسخہ کے ساتھ کیا جو نسبتہً زیادہ قدیم اور صحیح تھا، یہ نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ڈائرکٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور کی ملکیت میں ہے۔ یہ نسخہ حضرت شاہ رفیع الدین کی وفات کے تقریباً بیس برس بعد کا لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تمت بالخیر من فضلہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ، والحمدلہ والشکرلہ، تم تم تم تمام شد، بندہ درگاہ روح اللہ بن محمد اسد اللہ خان ملقب بہ طوسی، کتاب ہذا القدر مسودہ تصحیح نمود، ارحم الراحمین در محبت خود و محبوب خود زندہ دارد، و بزمرہ محبان خود محشور گرداند، آمین یا رب العالمین مرقوم ہژدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۵۳ھ

یہ نسخہ بڑی حد تک صحیح اور خوشخط لکھا ہوا ہے لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ دیمک خوردہ ہے اس لئے بعض بعض مقامات سے جملے الفاظ اور حروف غائب ہیں، نیز اس کے ابتدائی حصہ میں ص۳ کے بعد چند صفحات بھی موجود نہیں، اور اس کے علاوہ اس نسخہ کے آخر میں قصیدہ عینیہ بھی موجود نہیں، البتہ اس نسخہ کی ایک مزید خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حاشیہ میں کہیں کہیں مصنفؒ کے قلم سے منہیات بھی درج ہیں جن کو ہم نے تبرکاً نقل کر لیا ہے۔

الغرض کہ جہاںتک ہو سکا ہم نے اس کتاب کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے لیکن بعض مقامات پر ہم تصحیح میں کامیاب نہیں ہو سکے بالخصوص قصیدہ کی تصحیح میں ہمیں اعتراف ہے کہ بہت کوتاہیاں رہ گئی ہیں۔

یہ قصیدہ کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین" للعلامۃ السید نعمان خیر الدین الشہیر بابن الآلوسی البغدادی مطبوعہ مصر ۱۲۹۸ھ میں بھی درج ہے لیکن پورے اشعار اس میں درج نہیں، صرف ۱۱۶ اشعار ہیں۔ جبکہ قصیدہ پورے ۲۵۱ اشعار پر مکمل ہوتا ہے۔ نقل کرنے والوں نے ان اشعار کو بالکل ہی تقریباً مسخ کر دیا ہے۔ اس لئے بہت سے اشعار بہت زیادہ تصحیح طلب ہیں ان کے علاوہ ہمیں کوئی اور نسخہ نہیں مل سکا تاکہ اس کے ساتھ بھی تقابل کر لیا جاتا۔

تشکر:-

سب سے پہلے ہم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہٗ ناظم مجلس علمی کراچی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمیں ان مخطوطات کی نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی صرف اجازت ہی نہیں بلکہ ہماری خواہش پر یہ قلمی نسخے ہمارے پاس نہایت ہی فراخدلی سے بھیج دیئے اور اس کے علاوہ بعض قیمتی معلومات اور گرانقدر مشوروں سے بھی مستفید فرماتے رہے اللہ تعالٰے مولانا موصوف کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرمائے۔

اسی طرح حضرت مولانا اعظمی دامت برکاتہم کے بھی ہم از حد ممنون ہیں، جن کی نصیحات سے ہم نے فائدہ اٹھایا اور جو اپنے گرانقدر علمی مشوروں سے ہم جیسے کم علم لوگوں کو نوازتے ہیں اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم۔

اس سلسلہ میں ہم محترم مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے اسرار المحبۃ کا قلمی نسخہ ہمیں تصحیح کی خاطر عنایت فرمایا۔ اور وقتاً فوقتاً دیگر مفید مشورے بھی دیتے رہے آپ کی اس علم نوازی اور فیاضی کے ہم شکر گذار ہیں۔

● ابھی چار پانچ ہی دن ہوئے تھے کہ یہ مقدمہ احقر نے لکھ کر تیار کیا تھا۔ اور خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کی طباعت کے بعد مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے پاس کتاب کا نسخہ بھیج دیا جائیگا جیسا کہ اس سے قبل "مجموعہ رسائل" اور "تفسیر آیت النور" جب ان کے پاس ہم نے بھیجے تھے تو موصوف نے نہایت ہی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور ایک مکتوب میں انہوں نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کی اشاعت پر بہت زیادہ تحسین و آفرین فرمائی تھی۔ خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کے طبع ہو جانے پر موصوف کو بہت زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ وہ خود بھی اس کتاب سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے ایک مکتوب میں کیا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کی شب ڈاکٹر صاحب موصوف پر کوس رحلت بج گیا۔ اور وہ اس عالم آب و گل سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت سے کسے مفر ہے۔ ؎

انا الموت الذی آتی علیکم

فلیس لہارب منی نجاء (جریر) ●

ہم حضرت مولانا محمد ابوالخیر صاحب اسدی مدظلہ (مخدوم رشید ملتان) کے بھی شکر گذار ہیں، جنہوں نے ہماری خواہش اور طلب پر "جلاء العینین" سے قصیدہ عینیہ نقل کر کے ارسال فرمایا جزاہ

اللہ خیر الجزاء

حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے کتاب کی تصحیح میں تعاون فرما کر ہمیں ممنون احسان بنایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ فاضل نوجوان عزیز مولوی عزیز الرحمٰن صاحب (فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے کتاب کے مسودات نقل کر کے ہمارے کام میں تعاون کیا اور ہمارے بوجھ کو ہلکا کیا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ مولوی عبد العزیز صاحب (فاضل دار العلوم دیوبند ، ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم و ناظم شعبہ نشر و اشاعت) کا بھی ہم بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کا بیڑا اٹھایا اور حسن سعی سے اس کی کتابت کی ۔

آخر میں ہم ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنے کرم بے پایاں سے نوازے ۔

جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں تو اس عاجز مصحح کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان اکابر کے طفیل ان کی جماعت کے ساتھ ہی وابستہ رکھے اور ان کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے ۔ آمین

حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات :-

ابجد العلوم ، الیانع الجنی ۔ نزہۃ الخواطر اور حدائق الحنفیہ کے علاوہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ان کی تصنیفات اور علمی خدمات پر لائیڈن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (طبع اول) میں ایک مفصل مقالہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب نے سپرد قلم کیا ہے اس میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا ذکر ہے ۔

شاہ رفیع الدینؒ کی ولادت ۱۱۶۳ھ میں ہوئی ہے اور وفات ستر سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ
میں ہوئی ہے جیسا کہ بشیر الدین احمد صاحب نے "واقعات دہلی" مطبوعہ ۱۹۱۸ء ج ۲ ص ۸۸ میں لکھا
ہے حقیقت یہ ہے کہ علوم ولی اللہی کی نشر واشاعت اور تفہیم وتسہیل میں حضرت شاہ عبد العزیزؒ
کے ساتھ ساتھ شاہ رفیع الدینؒ نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب شاہ عبد العزیزؒ
کی حیات میں شاہ رفیع الدینؒ کی وفات ہوگئی تو شاہ عبد العزیزؒ اس سے بہت متاثر ہوئے،
چنانچہ شاہ عبد العزیزؒ کے ملفوظات جمع کرنے والے نے شاہ رفیع الدینؒ کے جنازہ کی کیفیت اس طرح
بیان کی ہے کہ "جب شاہ رفیع الدینؒ کو لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت شاہ
عبد العزیزؒ نے ایک خاص کیفیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "مرا چار رشتہ بود یکے برادر حقیقی، دوم
قبلہ گاہی (حضرت شاہ ولی اللہؒ) مرا بہ تقریبے دادند کہ فرزند تست، سیوم شیر دابہ من نوشیدہ،
چہارم شاگرد" نیز جامع ملفوظات نے لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیزؒ باوجود نابینا ہونے کے ان کی
چارپائی اٹھانے کی کوشش، اور انتہائی ضبط کی کوشش کے باوجود، بار بار بلبلا اٹھنا اور فرمانا کہ
"چہ گویم من طاقتے ندارم" (تذکرہ شاہ ولی اللہؒ از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)

تصحیح:-

ہم سے جہاں تک ہو سکا "مجلس علمی کراچی" اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کے ذاتی نسخہ کو
سامنے رکھ کر دونوں کا تقابل کیا۔ اور بعض مقامات پر اپنی دانست کے مطابق بھی بعض اغلاط
کی درستگی اور تصحیح کر دی۔ اور اس کے علاوہ ان دونوں مذکورہ بالا نسخوں (مجلس علمی والا نسخہ اور
ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب والا نسخہ) کا تفاوت بھی جا بجا حاشیہ میں ظاہر کر دیا ہے، اور بعض مقام
پھر بھی رہ گئے ہیں جن کی تصحیح کما حقہ نہیں ہو سکی۔ ہم اہل علم سے درخواست کرینگے کہ وہ اس طرف

توجہ مبذول فرمائیں۔ اور جو مقامات ہماری تصحیح سے رہ گئے ہیں ان کی تصحیح فرمائیں اور ہمیں بھی اطلاع دیکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

قلمی کتابوں کی تصحیح ایک نہایت ہی مشکل اور دشوار سا معاملہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں اپنی علمی بے بضاعتی کا بھی پورا احساس اور اعتراف ہے۔ اہل علم اس کی تلافی کر سکتے ہیں، واللہ المیسر والموفق۔

رموز :-

کتاب کے حاشیہ میں جہاں "ش" اس سے مراد "اسرار الجنۃ" کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب ڈائرکٹر آف انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور (سابق پرنسپل اورئینٹل کالج لاہور) کی ملکیت میں اور ان کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اور جہاں حاشیہ میں "مولانا اعظمی" ہوگا اس سے مراد سید الفقہاء، تاج العلماء، رئیس المحدثین، و شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی دامت برکاتہم (فاضل دار العلوم دیوبند و مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو اعظم گڈھ۔ یوپی۔ انڈیا) کی ذات گرامی ہوگی۔

عبد الحمید سواتی
خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ
(مغربی پاکستان)

شوال سنہ ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ بکمال المحبۃ والصلوۃ علی حبیبہ محمد احب الاحبۃ وعلی الہ ومن صحبہ وتبعہ واحبہ
اما بعد فیقول العبد المسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین ان المحبۃ وصف شریف و
حال لطیف فہی بنفسہا لذیذۃ فی الوجدان غایۃ اللذۃ وہی ناشئۃ عن کمال باہر فی المحبوب وکاشفۃ
عن اندماج سر قاہر من ذلک الکمال فی المحب ومنبئۃ عن بلوغ معرفتہ الی ذلک الکمال من
حیث ہو کمال وہی اذا وافت محلہا ووقعت علی اہلہا سبب[1] لعدۃ مراتب اقترابیۃ ولصفاء فکرۃ
وجودۃ رویۃ ولتہذیب کثیر من الاخلاق الفاضلۃ ولمباشرۃ جمیع من الاعمال الصالحۃ و
لوثاقۃ جملۃ من الروابط النافعۃ فی الدنیا والآخرۃ واذا صادفت غیر محلہا ووقعت علی غیر اہلہا
فہی مدخل جم من الفتن الدینیۃ والدنیویۃ حتی ورد التحذیر عنہ بان المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من
یخالل[2] وہی شرط لکسب کل کمال وھی وسیلۃ للترقی الی مقامات الفناء والبقاء والمملکۃ الکبیرۃ فی
دار الجزاء والمناصب الدنیویۃ ذات العز والاعتلاء وقد اعتنی بالبحث عنہا مع استیلائہا علی الناس
قاطبتہم فرق منہم اربع۔

اولہم ارباب الشرائع فقد وقع فی الانجیل ان الیہود امتحنوا روح اللہ علیہ السلام بان ای احکام
التوراۃ اعظم فقال ان تحب اللہ بکل قلبک وان تحب لاخیک ما تحب لنفسک وقد تواتر عن حبیب اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان شعبہا وفوائدہا واحکامہا ما لا یبلغہ الاحصاء والاستیفاء۔

---

(۱) فی "ش" فہی سبب ۱۲ سواتی

(۲) رواہ احمد من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی وابوداود والبیہقی فی شعب الایمان۔ وقال الترمذی ہذا
حدیث حسن غریب وقال النووی اسنادہ صحیح۔ مشکوۃ ج ۲ ص ۴۲۶ ۱۲ سواتی

وثانیہم اصحاب التصوف فقد روی عن اکابر الصوفیۃ سلفاً وخلفاً رموز منہا دقیقۃ ومعاملۃ فیہا وقیعۃ[1] وافرد لاحکامہا فوایح الجمال للشیخ احمد الغزالیؒ واللمعات للشیخ فخر الدین العراقیؒ وفی المثنوی الجلالی منہا بحار وامواج وفی شرح الخمریۃ للسید علی الہمدانیؒ والمولی الجامیؒ تفصیل واسفار وفی احیاء العلوم والآخر عین العلم منہا باب وفی الفتوحات للمحبۃ والخلۃ والاخوۃ ابواب وفی العوارف للمحبۃ باب وغیر ذلک مما لا یرجی عدہ وحدہ

وثالثہم الحکماء فقد افرد ابو علی بن سینا رسالۃ فی العشق وبسط فیہ الکلام الصدر الشیرازی فی الاسفار الی غیر ذلک وما عدوا من الامراض الدماغیۃ السوداویۃ الا المراتب الغالیۃ من بعض اقسامہ الردیۃ ورابعہم الشعراء عربہم وعجمہم وہنودہم نشروا اسرارہا ونظموا حکایاتہا وانی کنت قدیما اذکر بین اصدقائی منہا ابحاثا شریفۃ غیر مضبوطۃ ونکات منیفۃ غیر محفوظۃ الی ان اتفق فی السنۃ الرابعۃ عشر من المائۃ الثالثۃ عشر ۱۳۱۴ تقریب حرکنی الی استنباط لبابہا والخوض فی عبابہا ووافق ذلک منی حالا تنازع[2] فیہ آرائی وتجاذب[3] فیہ عزائمی وحینا لا تیسیر لی مراجعۃ محفوظ ولا مطالعۃ کتاب فتارۃ امیل الی البسط والاطناب وتارۃ الی قصر وایجاز فشرعت فی کتابتہ وتالیفہ حتی انتظم بفضل اللہ سبحانہ فی تلک الحالۃ من نکاتہا وابحاثہا ما شاء اللہ علی ضبط وترتیب لم اسبق الی مثالہ وما اطلعت علی من سلک علی منوالہ فاوردت بثہا فی اہل ودادی وتذکیرہم بطارفی وتلادی وقد بقی فی النفس امور لم تیسیر فی الحالۃ الراہنۃ رسمہا ولا تمہد[4] ما ینسج علیہ رقمہا ثم اتفق لی الحاق امور معہا حسنت توزیعہا علی ثلثۃ اجزاء فاقول

---

(۱) وفی "ش" رقیقۃ ۱۲

(۲) فی "ش" تتنازع ۱۲

(۳) فی "ش" تتجاذب ۱۲

(۴) فی "ش" ولا تمہیدا ۱۲

تحصیل

اورد فیه حقیقة المحبة واقسامها من محبة الٰهیة وبشریة وجامعة، و
محبة من الله ومحبة مع الله، ومحبة طبعیة وعرضیة، وتشریح المحبة الذاتیة والاسمائیة
واصول المحبة وشعبها وفروعها، وفیضان المحبة علی النفوس، وکیفیة ظهور المحبة ونمائها و
مراتب قوتها وضعفها ومسارعة المحبة مع العقل، وکیفیة بقائها وحقوقها وتمامها ونقصوها والتسابها
واحکامها، ثم تکشف عن حل المسائل الغامضة، وتشریحات مستفیضة عن دقائق احوال المحبة
وتطوراتها المتنوعة بعبارات رشیقة ومعانی لطیفة وایضاح آثارها وثمراتها والمواجید القیمة
ثم کشف عن باعث الاتحاد وحدوث المحبة وابان اصول المناسبات ومبادی المحبة ووجوهها
فی حالی الوصل والهجران من الانس والغرام والحب والایثار والفداء والهوی والدهش، و
الضعف والورار والشوق والصبابة والولع والوله والهیمان والکآبة والاستغراق والوجد والعشق
ثم ذکر انفعالات عجیبة وحالات غریبة ووجوه الجمال واسباب تفاوته فی الرجال والنساء وغیرها
من ابحاث شریفة ونکات طریفة من غرائب انعطافات المحبة ما یدهش العقول ویبهر الالباب
ثم اوضح ان الانسان اجمع الموجودات للقوی قاطبة سواء کانت فلکیة او عنصریة معدنیة
او نباتیة حیوانیة او ملکیة، وبیّن تفاوت درجات القوی وتشتت اغراض المحبة وتفرق
الوانها بعلو الاغراض وخستها واعتدالها وغلوها، وتفاوت مدارک العامة والخاصة فی المحبة، واظهر
مطلب القرب والمعیة، وحل معانی حدیث المعیة، وتفاوت نفوس الکاملین فی الفنائیة، والتفریق بین
الحب فی الله والتحاب فی الله، وبیان المحبة مع الاحیاء والاموات ونتائجها المثمرة، ذکرها باجب دقیقة
بشهادة الکتاب والسنة، لان النصوص مشتملة علیها والآیات دالة علیها والاحادیث شارحة لها
وکل موجود منغمس فی بحار المحبة، والمشاهدة امر قاطع وما القلوب الا اسیرة المحبة، ولا الرقاب
الا خاضعة خاشعة تحت نیر المحبة، وکل عبید لسلطان الغرام وما من احد الا وهو نزاع الی عطف
حنان، وکل علی ارتیاد نجعتها وورود شرعتها۔

وبالجملة فهذا کتاب جدید فی ابحاثه، فذ فی بابه، ثابت فی حقائقه، وقلما وفق عالم محقق او
کاتب بارع سوی المصنف لتشریح ابواب المحبة واحوالها علی هذا النهج وتفسیر اقسامها وتبیین حقائقها
وتحقیق مواردها واظهار الفرق بین درجاتها وکیفیاتها العجیبة، واثبت ان الحب مستول علی
جمیع طبقات الموجودات وتغلغل الانسان فی المحبة ابعد متغلغل وانه بما له فیها الی اقصی الغایات شاهد والاثر
المحبة لا من انکر الجمال باسره ؎ ایها المنکر الغرام علینا حسبک الله قد جهلت الجمال لا شوقی
(سوانح)

الذی نعتقدہ ونجزم بہ انہ لاریب ان المحبۃ سر قدسی غیبی وشان عظیم الٰہی کلما یقال فی الانباء عن شانہ واستیفاء لبیانہ فھو عن حقیقتہا قاصر وسعۃ سباسبہا سبیل[1] المدارک حاصر وہی کسائر الصفات الالٰہیۃ من العلم والحیٰوۃ والقدرۃ مستوعبۃ الظہور للمظاہر بجملتہا وساریۃ ینبوعہا[2] فی الاکوان برمتہا وکیف لا وظہور العالم انما ہو باقتضائہا کما ورد "فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف"

ثم تعدد آثار الرحمۃ الرحمانیۃ العامۃ المشار الیہا بقولہ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ "

والرحمۃ الرحیمیۃ الخاصلۃ المنبئۃ علیہا بقولہ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ من انشعاب[3] فان الرحمۃ انما ہی نوع من المحبۃ ثم انتظام النشأتین انما ہو بانبساطہا وشیوعہا کما ورد "ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منہا رحمۃ واحدۃ بہا یتراحم الخلق بینہم وبہا یتعاطف الوحش علی اولادہا وامسک عندہ تسعۃ وتسعین رحمۃ فاذا کان یوم القیامۃ اکملہا بہذہ الرحمۃ ورحم بہا اہل الجنۃ"

ثم المنصب الخاص بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم المسمّٰی بالمحبوبیۃ انما ہو لاجلہا کما قلت بالفارسیۃ

در ازل ذات حق بری ز عیوب	بود مر ذات خویش را محبوب
حب مستوعب از جمیع جہات	متعلق بذات ھم بصفات
چونکہ عالم از و ظہور نمود	ہر صفت را دراں ظہورے بود
ظل آں حب اقدس اعلیٰ	ذات او بودہ است بے ہمتا
زیں سبب گشت ذات او جامع	جملہ اوصاف حق درو لامع

(۱) فی "ش" بسیل ۱۲

(۲) فی "ش" بتنوعہا ۱۲

(۳) فی "ش" من انشعابہا وکذا صححہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم ۱۲ سواتی

شد مسلم بدو ہمہ خوبی ہا خلعت وتاج وتخت محبوبی

والنبوۃ علی اطلاقہا صنف منہا کما ورد "اتانی رحمۃ من عندہ" "اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما" "واتیناہ رحمۃ وعلما"

والولایۃ ایضا نوع منہا کما ورد فی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ "لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" وفی عموم الصحابۃ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ"

والایمان الذی ہو اصل الفضائل شدتہا کما ورد "والذین امنوا اشد حبا للہ" "ولا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" والفوز بالنجاۃ ونیل الدرجات بہا کما ورد فی امیر المومنین ابی بکر رضی اللہ عنہ عند معارضتہ خطیبا بلیغا "اعطاک اللہ الرضوان الاکبر قیل یا رسول اللہ ما الرضوان الاکبر قال ان اللہ تجلی للناس یوم القیامۃ عامۃ ویتجلی لابی بکر خاصۃ" و ورد "المرء مع من احب" واہم مراتب التوحید التوحید فیہا کما ورد "ان کان اباءکم وابناءکم الی ان قال احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ" وشرع جملۃ من الاحکام لانشائہا وابقائہا کما ورد "لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی شیئ اذا فعلتم تحاببتم تہادوا تحابوا افشوا السلام بینکم" وبالجملۃ فاکثر اللذات والابتہاجات واکثر الہیمانات والاحتراقات بہا کما قیل شعر

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

وقد تفطن قوم من الاذکیاء بحصولہا بین الممکن والواجب وبین العرض والجوہر وبین الہیولی وصورہا وبین النفس والبدن وبین ارباب الانواع وبین الملائکۃ وفی خواص الثوابت ونظرات السیارات وفی احکام البروج والدرجات ولبعض العناصر مع المرکز ولبعضہا مع المحیط وفی خصائص الآثار العلویۃ والمعادن والنباتات ویوجد فی الاعداد والاشکال لمعان منہا شواہد و

هي في طائفة من الحيوانات والانس والجن شايعة معروفة، ولهذا النوع المتعارف منها بسطة عظيمة انتسابا وورودا، فيرتبط بالعدم لمكروه استمرارا ولحوقا، وبالمعدوم تمنيا وتحصيلا، وبالموجود تعلقا وتحققا قبول المحبوب كما يتولد منه فمن التعلق ان يكون له وعنده في حكمه وتصرفه او في مثال[1] سمعه وبصره او في استعماله ومباشرته على اختلاف جهات الاستعمال كالمسكن والمركب والملبس والخادم والنساء وآلات الحرب والرصد والغناء والحرف واللعب والدرس وغيرها وان يكون له في قلب غيره كالجاه والاطاعة وحسن الظن وحسن الثناء ودوام الذكر ووفور الشفقة والعناية ونحوها وان يكون منه مباشرة وتوليدا كالاولاد وبدائع التصنيفات وغرائب الصنائع والنكات المستخرجة ومن التحقق ان يكون في بدنه كالغذاء الصالح والدواء النافع والصحة والقوة والزينة او في نفسه كلذات الحواس الظاهرة والباطنة والاخلاق الشريفة والملكات الفاضلة والعلوم الحقة والمناصب العالية وكما يحصل من المحبوبات الغائبة يعد[2] نوع من الفناء والبقاء فينتسب على احد هذه الوجوه بالقديم والحادث والاعيان والمعاني والمشهود والمعقول والجزئي والكلي فيتنوع آثارها في موادها من الاعضاء وحركاتها ومن الحواس وشعبها ومن القوة العقلية وملكاتها في السياسات والصناعات ومن القوة الملكية وانوارها في اللطائف والكرامات على تنوع وتصنف يضيق عنها المقام

واسبابها جملة الاختصاص والمماثلة، واعتقاد الكمال واللذة تمتعا تذكرا او توقعا وايضا برفع حاجة او فضول رفاهية وايضا من اجل حسن او غرابة او اعتياد او حكاية او نحوها والتوسع الى غيره من المحبوبات ومحبة المحبوب له وبالجملة فما تعلق منها بالاعيان الشاعرة وان كانت لها اقسام فنعتني ههنا منها بثلثة محبة الهية ومحبة البشرية ومحبة جامعة فللاولى شعبتان لمحبة من

(۱) ليس في "ش" لفظ مثال۔ وكتب مولانا الاعظمي مثال؟ او متناول؟ بالشك ۱۲ سواتي

(۲) بعض كذا صححه مولانا الاعظمي ۱۲۔

اللہ ومحبۃ مع اللہ وللثانیۃ شعبتان محبۃ طبعیۃ ومحبۃ عرضیۃ وللثالثۃ شعبۃ ملتئمۃ منہما وہی محبۃ دنیا بینہم للہ ونتکلم فی الشعب الخمس۔

اما الشعبۃ الاولیٰ:۔

فمن صولہا ان من المتحقق عند ارباب التحقیق ان للہ تعالےٰ کمالا ذاتیاً وکمالاً اسمائیاً ولکل مرتبۃ محبۃ اما المحبۃ الذاتیۃ فہی اقتضاء الذات ظہور کمالات نفسہا بکل شان لسعتہ[1] الدائرۃ الامکانیۃ فہذہ المحبۃ شاملۃ لکل شیٔ فی کل حال وحاصلۃ لاصحاب الجحیم فی عین عذابہم وآلامہم ولیس لہم بہا نفع ولا شرف اذلیس فیہ تکمیل لہم بکمالاتہم بل ابراز کمالاتہ فی مرائیہم۔

واما المحبۃ الاسمائیۃ فلکل اسم صفتان محبۃ مع ظلہ ومحبۃ مع مرأتہ وجزئیات الاسماء غیر محصورۃ ولکن من کلیاتہا حضرۃ الالوہیۃ وما کان منہا فقط فاثرہا اما التعرف والجذب ورفع الحجب فیتسنہ المحبوب البتۃ بالضرورۃ الوجدانیۃ واما الاقامۃ علیٰ خصلۃ من خصائل المقربین کالانقیاد التام ظاہراً وباطناً لامر للہ والتسلیم کذلک لقضاء للہ والتواضع المفرط بین یدی اللہ والشفقۃ البالغۃ علیٰ خلق اللہ مع تنویہ ذکرہ فی الملکوت بذلک وشارۃ الرضاء منہ لذلک ففی ہذا النوع ربما لایعرف المحبوب محبوبیتہ والولی ولایتہٗ وکان الحظ لاکثر عوام الصحابہ والتابعین والعلماء والمتقین والملوک العادلین والشہداء المخلصین ولطوائف من المؤمنین الراسخین من ہذا النوع وسلطنۃ ہذہ المحبۃ وثمرتہا فی الآخرۃ ولیس لہا وجوب الظہور فی الدنیا فمنہا مالاتظہر فی الناس وماتظہر فیہم ولاتصحب الاذلاً وبلاءً کما وقع لبعض الانبیاء والاولیاء من ایدی الکفار واہل الانکار ومنہا ماظہرت فاجدت نکداً وہم فی جمیع ذلک فی عین البہجہ والتلذذ والافتخار ومن کلیاتہا حضرۃ الربوبیۃ وما کان منہا ای انضم حکمہا فیہا وفیہا تصلح الدنیا والآخرۃ وتقع القبول فی الخلق والنصر علی الاعداء والتفضیل علی الناس وتسخیرہم وفیہا ورد " اذا احب اللہ عبداً نادی

---

(۱) تسعتہ؟ صححہ مولانا الاعظمی ۱۲

جبرئیل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی جبرئیل فی السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض"

ومن اصولہا ان مثل تربیۃ اللہ تعالیٰ للنفوس من ہذا من نزولہا من عالم الاعیان الثابتۃ و مرورہا فی منازل الارواح والمثال والشہادۃ والبرزخ والحشر الی اقامتہا فی دار الخلد و وقوع النظرۃ الحبیۃ الالہیۃ علیہا یشبہ[1] تربیۃ الزارع لحرثہ من بذر القاء البذر والسقی و قلع النوابت والحصاد و الدیاس والتنقیۃ من العصف وامثال ذلک فانہا یکون علی نہج واحد ولکن المطلوب الاصلی من البعض اوراقہا او زہرہا ومن البعض حبہا وثمرہا ومن البعض خشبہا ولیفہا ومن البعض بذرہا او نواہا ومن البعض ما تخلص من البذر والنوی بعد عمل فکذلک موقع النظرۃ الحبیۃ الالہیۃ ربما کان نفس التعین الروحی او النفسی او النسمی او لطیفۃ من اللطائف او قوۃ من القویٰ او خلق من الاخلاق او عمل من الاعمال او قول من الاقوال او ہیئۃ جمیلۃ منتزعۃ من الاحوال والاعمال او صورۃ یستخلص منہا فی البرزخ او المحشر مثلاً فما کان معتمداً[2] نظرۃ الالہیۃ احد التعینات تسمی محبۃ ذاتیۃ وما کان من الاخلاق والاحوال تسمی محبۃ صفاتیۃ وما کان من الاقوال والاعمال تسمی محبۃ افعالیۃ وما کان جملۃ منہا تسمی محبۃ کاملۃ فاذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب ای اذا تعلقت بہ المحبۃ و وقعت علیہ فیرزق بواسطتہا عفو السیئات بانحاء المغفرۃ وقبول الحسنات بانواع التضعیف و رفع الدرجات الی ما شاء اللہ لذلک الامر المحبوب ویتبلج[3] مکنون ہذا الاصل بالاطلاع علی امرین احدہما ان تربیۃ اللہ سبحانہ لعبادہ علی نحوین تربیۃ ایجاد و امداد و ورد فیہا "کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ" قل

---

(۱) خیران ۱۲ سوانی

(۲) معتمد النظرۃ کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲

(۳) ای یظہر سر ہذا الاصل ۱۲ سواتی

مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا" فہی نعم السعداء والاشقیاء فلا تعد من نتائج المحبۃ معہم لاعیانہم وہی التی یکون علی نہج واحد وتربیۃ ارشاد وارفاد وورد فیہا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" وتختص بالسعداء فہی ثمرۃ المحبۃ واثرہا ولہا فروع غیر محصوۃ بحسب استعدادات الاشخاص وسوانحہم وہی معاملات شریفۃ تستوفی اصولہا للکاملین ویکتفی ببعضہا لغیرہم وتختلف جمیعا کما وکیفا وترتقی بمرور الاوقات من حد الی حد بینہما کما بین السماء والارض

فراسہا الاجتباء وہو جذب القلب الی نفسہ بالانشراح لذکرہ والاطمینان فی حضورہ والرغبۃ الی طاعتہ والتلذذ بالانتساب الیہ وایثارہ علی ما عداہ وینتہی الی کیفیات تملاء الباطن وتلزمہ من عشق مقلق ودہش مغرق وسکون فی رضاء واضمحلال فی التجاء وبہجۃ بالوجدان وتوسع لشہود السریان وامثالہا

ثم الہدایۃ وہو تعریفہم بنفسہ علی ما ہو علیہ من الصفات والاخلاق والافعال فی حضراتہ العینیۃ التی بہا نظام الوجود وبما یحصل بہ رضائہ وقربہ فی کل حین وینتہی الی درجۃ العلماء الراسخین والاطباء الروحانیین۔

ثم التوفیق وہو صرف ہمتہم الی مرضیاتہ وتمکینہم منہا بجمع الاسباب ورفع الموانع وتیسیر الاتیان بہا علی وجہہا بحفظ اداہا واصلاح النیات فیہا سواء کانت مشروعۃ عامۃ او محمودۃ فی حقہ خاصۃ کمناجاۃ برج؟ وینتہی الی حفظ الانفاس وغرائب المجاہدات۔

ثم الامتحان وہو تسلیط المکروہات الطبعیۃ علیہم من الفقر والمرض والذل والاعداء واللماز ونقص الاموال والانفس لتمحیص قلوبہم والکسر الشدید لنفوسہم واثبات استحقاقہم لمزید المحبۃ ورفع الدرجات وتوطین اقدامہم فی عوالی المقامات وینتہی الی ما یترتب علیہ حکمتہ فی علم اللہ تعالےٰ۔

ثم العصمۃ وہو کفہم عن المساخط والمکارہ وحفظہم عما یسول النفس والشیطان من المکائد بتشجیع

القلب على المصائب وتنفيره عن[1] المعائب والتبعيد عن مظانها والحيلولة[2] بينهم وبين وسائلها والتنبيه و الزجر عند الميل اليها وليست هي بالتي تختص بمفترض الطاعة فانها امتناع صدور الخطاء الاجتهادي و الذنب امتناعاً شرعيا لاستلزامه ايجاب الممنوعات او اباحتها[3] وهذه عدم صدورها على وجه يبعد عن حضرته وينتهي في الورع الى ما يحق له الاقتدار بقوله وفعله۔

ثم التجاوز[6] وهو محو آثار التقصيرات والجنايات عنهم ولا بد منها رعاية لجمعية الصورة البشرية و ايفاء لحقوق الصفات المقتضية لوقوعها فلا يحرموا عن فيوضها وبركاتها كما ورد "لو لم تذنبوا لذهب الله بكم ولجاء بقوم يذنبون فيستغفرون الله فيغفر لهم" وامتنانا بالعفو عليهم وطرداً للعجب عن بواطنهم وجلباً للحياء والخوف منه سبحانه اليهم وهو اما بعدم المبالاة لها[4] مطلقاً او بازالتها بمكفراتها او بمجرد استغفار او مع ندم واعتراف او مع مقاساة تعب واحزان او بذوق تبعة ومواخذة قليلة وايضا اما بحبس الانتقام[5] فقط فتوبة قاصرة او بالعود الى الاختصاص السابق فتوبة كاملة وينتهي الى مثل "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم"

ثم التثبيت[ک] وهو ادامة[6] العصمة والتجاوز بارادة عدم الرد المطلق اي عن درجة الخصوص والقربة و ينتهي بالتوثق بحسن الخاتمة والمنزلة الفاضلة۔

ثم التقريب[ش] وهو رفع الحجب عن قلبه وبصيرته والتشريف ببوارقه وشوارقه والاستخدام على بينة وبصيرة فما هو[7] من مقاصد الحق ومراداته ودرء مقاصده ومهماته وينتهي بتجلي الذات والجارحية للحضرة الربانية

---

(۱) في "ش" من ۱۲

(۲) في "ش" والحيلولة ۱۲

(۳) في "ش" او باجتهاده ۱۲

(۴) في "ش" بها ۱۲

(۵) في "ش" الانتظام ۱۲

(۶) في "ش" ادامة ۱۲

(۷) في "ش" فيما ۱۲

ثم الاخلاص[9] وہو محق الظلمات الجسمانیۃ عنہم باثبات الانوار السبحانیۃ فیہم والتبدیل[1] بکینونتہ لاکونہم وینتہی بالکمال المطلق

ثم التکریم[10] وہو توفیر[2] آثارہا وتوفیۃ ثمراتہا من المکاشفات القدسیۃ البہیۃ[3] والتصرفات الخارقۃ[4] السنیۃ وتاثیر القول والہمۃ ودوام استحبابہ[5] الادعیۃ والاقامۃ لاصلاح البریۃ وینتہی لحد النبوۃ والرسالۃ بالمناصب الشامخۃ من القطبیۃ المداریۃ والارشادیۃ والخلافۃ النبویۃ وغیرہا۔

ثم التفضیل[11] وہو تخصیص من شاء منہم بشیٔ من المزایا الفائقۃ وان ادنی[6] الاکمل منہ الافضل منہا کالامامۃ والخلۃ والتکلیم[7] والعصا وحباء[8] الشہادۃ والانۃ الحدید ومنطق الطیر وتسخیر الریح والآیات البینۃ ودوام المصاحبۃ روح القدس ورفع الدرجات بالختم فی الدنیا والسبق فی الآخرۃ والمحبوبیۃ والشفاعۃ الکبریٰ والوسیلۃ وامثال ذلک وہی کما تکون للانبیاء تکون لکمل الاولیاء۔

ثم الشکر[12] لہم بحسن الثناء علیہم ونشر المبشرات بفضلہم من صوادق المنامات وشہادۃ العجم والجمادات فی عہدہم ومن بعدہم ونصرہم واشاعۃ فیضہم وحسن التولیۃ والحمایۃ لاعقابہم وانباعہم انہ غفور شکور ہذا ولا ینبغی ان یغفل عن ان وضع ہذہ الاسامی وہذا الترتیب انما ہو بضرب من الاصطلاح والتناسب من غیر ان ینفی لہا محامل اخر فی الموارد الشرعیۃ اواختلاف[9] وتورع فی الحوادث الخلقیۃ فانہ واسع حکیم۔

---

(۱) لیس لفظۃ والتبدیل فی "ش" ۱۲

(۲) فی "ش" توقیر ۱۲

(۳) فی "ش" الالہیۃ ۱۲

(۴) فی "ش" الخارقیۃ ۱۲

(۵) فی "ش" دوام استجابۃ ۱۲

(۶) فی "ش" ادنی ۱۲

(۷) فی "ش" التکلم ۱۲

(۸) فی "ش" وخبار ۱۲

(۹) فی "ش" او اختلاف وتورع فی الخلقۃ فانہ واسع حکیم ۱۲

وثانیهما ان محبة الله سبحانه مع عباده و رضائه عنهم وقبوله لهم بل الاضداد لها ایضا بحسب نظر واعتبار درجات اربع۔

اولها فی سابق العلم حین قدر اعیانهم وحکم بسعادتهم وشقاوتهم والزمهم اعمالا مختلفة فی مدة اعمارهم وقضی بالصلاح والفساد علی خواتیمهم وسرها انفساح شیونه الذاتیة والقسار[1] المصلحة الکلیة فی صقع الربوبیة المسمی بالعنایة الازلیة۔

واخرها بعد دخول الجنة بقرون متطاولة حیث یقول الرب تبارک وتعالی "یا اهل الجنة بقیت من امانیکم شیئ فیقولون لا یا ربنا وقد اعطیتنا مالم تعط احدا من خلقک فیقول بلی ان لکم عندی کرامة انعم بها علیکم احل علیکم رضوانی فلا اسخط بعده ابدا فیجدون منها لذة لم یجدوا مثلها من نعم قط" و فیها ورد "وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ" وسرها اتصال النفوس فی ترقیها باشعة اصل الرضوان المستقر فی جوہر الذات فی حضرة الربوبیة من غیر استتار بمظانه والکتناف باثاره وسریان فیضه فیهم بدون احتجاب بظلاله وحیلولة مظاهره ولا بحث ههنا عن هاتین الدرجتین کما اشرنا الیه فی صدر الکلام و لکن بینهما درجتان عامة صوریة مطلقة وردفیها "لَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ" "وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَهُ لَکُمْ" "اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا" ونظائرها وخاصة حقیقیة منجزة وردفیها "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" "لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" بیان للاولی ان کل حسنة[2] وهی محبوبة مرضیة له تعالی ومن ثم لا یواخذ بها احدا اثاب[3] علیها اولم یثب کما ان کل سیئة مکروهة عنده تعالی لا جرم لفعلها احدا عاقب علیها اولم یعاقب فمن وفق لشیئ من الحسنات فقد استحق منه سبحانه للاحسان وتعرض للرحمة والرضوان

(۱) فی "ش" القسار ۱۲

(۲) فی "ش" کل حسنة هی محبوبة ۱۲

(۳) فی "ش" اثاب علیها بشرط صحة الایمان ولم یثب بشرط وقوع الخوالط ۱۲ منه

واستعد لنعیم الآخرۃ ودخول الجنان ولکن بشرط الختم علی الایمان والخروج عن عہدۃ ما ارتکب من العصیان و
بیان الثانیۃ ان بعد الایمان فی الاعمال الصالحۃ ما یرضی بہ الرب تبارک وتعالیٰ حتما باتا من غیر تعلیق و
لا تاجیل وربما کانت تلک الاعمال موجبۃ لحسن الخاتمۃ حافظۃ لہا کما وقع فی اہل بدر "اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم" وفی اہل الحدیبیۃ "لن یلج النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ" وفی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ
عنہ "ما ضر عثمان ما عمل بعد ہذا" ولا ینکر ہذا فان القدر المبرم لم یبطل لسببیۃ[1] الاسباب وقد افہمت انہ ما
من حسنۃ جلیلۃ ولا دقیقۃ الا لاجلہا یتجاوز اللہ عن قوم ویرحمہم بہا وما من سیئۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا
یؤاخذ اللہ بہا قوما ویعاقبہم علیہا وان انتہی الامر بالآخرۃ الی الایمان عند الخاتمۃ فان اصل الدخول فی الجنۃ
والخلود فی النار بالایمان والکفر عندہا ولکن لا یدری ایہم یغفر بایۃ حسنۃ وایہم یؤاخذ بایۃ سیئۃ ولا بد
ان یعرف بذلک بعد الموت ومن ثم لا یحتقر معروف ولا یجتری علی منکر وکما یحصل الہیئۃ المرضیۃ من الافعال
والاقوال کذلک یحصل من مبادیہا من الاخلاق لاجل وقوعہا علی اعتدال مصروف[2] بالطبع الی آثار فاضلۃ
وکذلک یحصل من جوہر النسمۃ لاجل تکونہا من مادۃ صافیۃ طیبۃ نورانیۃ علی طبع الملائکۃ السفلیۃ او
من جوہر الروح المنعقد[3] من قوی فلکیۃ سعیدۃ منیرۃ مواطیۃ لانوار القدسیۃ علی طبع الملائکۃ العلویۃ او
من لمعات الجبروتیۃ استولت اربابہا علی حوامِلہا جدا علی طبع التجلیات الربانیۃ فیکون فطریا لہم ما یکون مکتسبا
لمن[4] دونہم باقصی المجاہدۃ وجمیع ذلک علی اختلاف مراتب الرضا بہم قلۃ وکثرۃ فیتفاوت بہ درجاتہم فی
ما بینہم فہذا الرضا المنجز البات بما حصل ومتی حصل ومہما حصل ہو المراد بوقوع النظرۃ الحبیبۃ ومن
اصولہا ان من العلوم عند المبصرین ان النفس لمعۃ ولاتہا کالمرآۃ والمرائی تختلف امتلائہا بالصور و

(۱) فی "ش" بسببیۃ الاسباب ۱۲

(۲) فی "ش" معروف ۱۲

(۳) فی "ش" المنعقد ۱۲

(۴) فی "ش" فیمن ۱۲

عظم الصور فی فضلہا بحسب القرب من المرئی والبعد عنہ والقرب من الحق سبحانہ انما یکون بتقریبہ وذلک
انما یکون علی حسب المحبۃ منہ تعالیٰ لاستواء تعلق العلم والقدرۃ بہم فبکثرۃ انبساطہ عز وجل فی المدرکۃ ورسوخ
صورتہ فیہا وبقلتہا یعرف مراتب محبتہ تعالیٰ لہم وقربہ منہم وبیان ذلک ان من الناس من لا یستطیع
استحضار صورۃ الحق عز وجل الا بالتفات وتنبہ[1] فی ضمن قول او عمل وہذا یکون فی عبادۃ وشغل[2] خاص یصدر
عنہ بالحضور او فی جمیع العبادات او لا یصدر قول ولا فعل الا عن اخلاص نیۃ واتباع امر وارادۃ تقرب و
منہم من یستحضر الصورۃ الالٰہیۃ مجردۃ عن الحروف والبرازخ ولکن من حیث انہ صورۃ علمیۃ لا من حیث
انہ تجلی قدسی وہذا قد یکون مع مداخلۃ الخطرات والہواجس وصور الاغیار او مع معاملۃ من الخوف او
الحیاء او الالتجاء او الاشتیاق مثلا او بالتحدیق[3] علی وجہ الاستغراق بلا فتور ولا مزاحمۃ شئ وہو المسمی
"بالیاد داشت" وایضا قد یکون المحاضرۃ بالحاصل فی النفس او الی صرف المعنی او بالتطلع الی الخارجی
الصرف وہو اعلی ومنہم من یستحضرہ من حیث ہو تجلی لہ لا علی[4] انہ صورۃ فقط والفرق[5] بین الصورۃ والتجلی دقیق یتفطن لہ
فی ضمن مثال اذا کانت مرأۃ فی ید زید یراک فیہا وانت غیر ملتفت الیہ فقابلک صورتک فاذا التفت
الیہ وکلمتہ بالاشارۃ بواسطۃ الصورۃ امرا ذہنیا[6] وعتابا وضحکا الیہ عادت الصورۃ کانہا حیۃ شاعرۃ
فحینئذ قد صارت تجلیا لک فمادۃ التجلی ہی الصورۃ العلمیۃ وصورتہا ہی ارادۃ التعرف[7] الی العبد وہذا
بحسب الحقیقۃ واما بحسب الفہم والوجدان فقد تحضر الصورۃ ایضا علی انہ ہو ویکون اللحاظ الی عین المعلوم

---

(۱) فی "ش" وتنبیہ ۱۲

(۲) فی "ش" وشغل من یصدر ۱۲

(۳) فان کان ذلک فی ضمن حال کما ذکر او مقام کالتوکل والصبر والشکر فہؤلاء یسمون الابرار وان کان لصرف التحدیق او بمزاج معشق فہؤلاء یسمون الشطار ۱۲ "منہ" من "ش"

(۴) فی "ش" ہو تجلی لہ علی انہ ۱۲

(۵) ای الفرق بین الصورۃ العلمیۃ والتجلی ۱۲ مولانا الاعظمی

(۶) فی "ش" ونہیا ۱۲ (۷) فی "ش" التعریف ۱۲

لا الی صورته ثم انه قد جرت العادة الالٰهية انه يفيض بعد تعلق هذه الارادة(۱) الخلافة للصور النوعية و النفوس وجودا جبروتيا او ملكوتيا نورانيا خارجيا يسمّٰى بالسكينة مرة و بالروح المؤيد به تارة اخرى و بالوجود الموهوب اخرى فيعتمد هذا الوجود على النفس اعتماد نار الكليم عليه السلام على الشجرة و تستتبع علما وحالا وتصرفا خارقة للعادة استتباع صورة الماء البرودة والرطوبة فی محلها واول(۲) وروده واستقراره يكون على القوة النفسانية المداركة(۳) فيسرى فی البدن بسريان الروح الحامل(۴) لتلك القوى وهو المعنى بقوله "فاذا احببته كنت سمعه وبصره" ثم يزداد نفوذا و رسوخا فی جوهر النفس الناطقة اعنى الصورة الشخصية التی بها انا انا وانت انت ثم فی الحصة الحاملة للحقيقة الانسانية ثم الحيوانية ثم المعدنية ثم فی جواهر العناصر ويكون له فی كل مرتبة قوة وسعة واثر خاص مغاير الحكم لغيرها فاذا توحدت الكل مطية لها و فاضت حقيقة متوحدة جامعة لها فهو الكمال المطلق ثم يترقى السعة والشيوع فی مواطن الوجود غيبا وشهادة ولذلك تفاخرت الانبياء بكثرة الاتباع وامتداد الشريعة فالمحبة الاولى كمحبة دار المتاع والثانية كمحبة دار التنزه نظرا و قدما والثالثة كمحبة دار العمل والحكومة والخلوة والله اعلم۔

ثم ان لهذه المحبة شعبا من الهداية والاصطفاء والاجتباء والتقريب والاستخلاف والايحاء و الارسال والخلة والتكليم والحب وغيرها وللناس بحسبها مراتب من الايمان والصلاح والولاية و الشهادة والصديقية والنبوة والرسالة والعزم والخاتمية وامثالها ولم يتيسر لی فی هذه الساعة حصر عددها وتمييز حقائقها وتشخيص درجاتها جميعا سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا و قد ارشدنا الله سبحانه الی

---

(۱) ای ارادة مستمرة لا زائد ..... من "ش" ۱۲

(۲) فی حاشية "ش" اسماء هذه التكميل ۔

(۳) فی "ش" والمحركة ۱۲

(۴) المعنى الحامل للصورة المعدنية هی الصورة اللحمية والعصبية وامثالهما والحامل للصورة الانسانية هی النفس الناطقة ای ما هو متوافقة لسائر افراد بنی آدم مخالفا لها فی الجن والملائكة والافلاك والصور الشخصية ظاهرها ای ما يختص بكل فرد ۱۲ من "ش"

سبیل اکتساب ہذہ المحبۃ بقولہ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" وفصل اصولہا وفروعہا فی امثال قولہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ "یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" "یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ" "یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ" "یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ" "وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ" "وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ" وبمثل قولہ "ما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ" وبمفہوم امثال قولہ "لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ" "لَا یُحِبُّ كُلَّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ" ونحوہ وہی فی السنۃ[1] النبویۃ مبسوطۃ معلومۃ واللہ سبحانہ اعلم علم۔

اما الشعبۃ الثانیۃ :۔

فمن اصولہا ان سر الفیض الاقدس رکز فی کل نفس رقیقۃ بحذاء الذات المقدسۃ مکتسبۃ کسوۃ شان من شیونہا الاسمائیۃ وجعل لہا فی النفوس السعیدۃ حدا من الغلبۃ والظہور وہیأ لہا من حضرۃ الفیض المقدس مطیبۃ بحسب ما یتفق من امداد الکواکب والعناصر ومن ممارسۃ المکاسب ومصاحبۃ الاکابر عند انعقادہا وبعد انزعاجہا[2] ولقوۃ ہذا المرکب تحول وتصول النقطۃ الحبیۃ فحسلۃ منازلات الکل وتنوع احوالہم وتصنف معاملاتہم انما ہو علی طبق ہذا الراکب والمرکب۔

ثم النظر فی اقسام ہذہ المحبۃ واہلہا من جہات[3]۔

احدہا کیفیۃ حدوثہا فمن الناس من یترعرع تیقظا مؤثرا الحق معرضا عن غیرہ مستانسا بانکشاف الواردات من الغیب فیسمی ولی الولادۃ ومن ینشأ نشأۃ العوام فیوقظ بخارق غیبی فینقطع الی الحق ویطلق[4] وصولہ فیسبق فتحہ مجاہدتہ ومن یوقظ بخارق من قبول وتصرف من واصل کامل فیسمون مرادا محبوبا

(۱) ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم "احب العباد الی اللہ انفعہم"..... مجتبی للمتحابین فی جلالی ۱۲ سن "ش"　　(۲) فی "ش" عند انعقادہا بعد انزعاجہا ۱۲

(۳) ذکر منہا عشرین جہۃ ۱۲ منہ من "ش"　　(۴) فی "ش" ویطلب ۱۲

ومن یوفظ بتقریب معتاد من الصحبۃ مع اہل ہذا الشان واستماع کلامہم ومطالعۃ احوالہم وتطلب بذاتہم او بانزعاج من مرض او فقد محبوب او من تقلب الدنیا باہلہا او بذلتہ فیہا او یأس وحرمان منہا او نحو ذلک فیسبق مجاہدتہ فتحہ فیسمی مریداً محبّاً۔

والثانیۃ کیفیۃ ثمارہا فمنہم من تحرک بتوالی واردات مطربۃ وباہتزاز بوجدان ملذ[1] ومن یتحرک بوارد متقلق وتالم بعقد موجع ومن یتحرک بتخویف ومواخذۃ عند الکسالۃ ومن یتحرک بتناوب قواسر والتفاتات داعر فہا ہمۃ الہادی۔

والثالثۃ مراتب قوتہا فمنہم من یکون محبتہ ضعیفۃ فیکتفی بشغل قلیل ولا یرغب الی قطع العلائق او قویۃ فی الجملۃ فیرغب الیہ ویتعسر علیہ او قویۃ جداً فیسہل علیہ وہی المسماۃ عشقاً باللّٰہ وانما یتعسر علی بعض الانخلاع عن المال وعلی بعض ترک النخوۃ والجاہ وعلی بعض مفارقۃ الاحباب وعلی بعض ترک الرسوم[2] وعلی بعض ترک الراحۃ وعلی بعض ترک الاشغال المالوفۃ سواء کانت من الطاعات التی لا تلائم الوارد فیتمسک بہا علی سبیل العادۃ ویتضرر بہا فی تربیۃ الوارد او من المباحات الملہیۃ او المحرمات المکدرۃ المظلمۃ

الرابعۃ تربیتہا فمنہم من جعلت لذتہ فی عمل الجوارح واللسان ومن جعلت لذتہ فی الاتفاق والاحسان ومن جعلت لذتہ فی خدمۃ الاخوان ومن جعلت لذتہ فی مقابلۃ الاقران وکبت اہل الفتنۃ والبہتان ومن جعلت لذتہ فی السیاحۃ وتبدیل المکان ومن جعلت لذتہ فی شغل القلب بالفکر بالجنان

والخامسۃ افتنانہا[3] فمنہم من لطیئن بخلوۃ وخمول ومن یقر[4] فی جلوۃ ومن ینشرح ببواح فی عشرۃ

والسادسۃ ثورانہا فمنہم من یثور نور سرہ بثوران النفس بمسمع او منظر من سماع الحکایات او الالحان ورؤیۃ الآیات او الحسان او یثور بانکسار بذل وفقر ومصیبۃ او تقویتہا بطاعۃ بدنیۃ او مالیۃ

---

(۱) فی ش ملذۃ ۔ (۲) فی ش بالحیاء ۔

(۳) فی ش افتنانہا ۔ (۴) فی ش یقر ۔

او بمصاحبۃ فیض روح او مکان او زمان ۔

والسابعۃ الکیفیات الممازجۃ لہا فمنہم من یمتزج محبتہ[1] بالالتجاء او بالتخریق او بالتحیر او بالانجذاب وانتظار السانح او بالعشق حتی مات طائفۃ فی الوجد او بالابتہاج بالوجدان او بالافتخار بالقبول او بالحذر عن ملال المحبوب او بالتواضع والانکسار ونحوہا وقد حکی ان ابا بکر کان یعبد اللّٰہ اجلالاً وعمر خوفاً وعثمان حیاءً وعلیٌ محبۃً

والثامنۃ[2] مصارعتہا مع العقل العقال[3] فمنہم من غلب وارد عقلہ فسلبہ او استخدمہ فتسبب[4] بالامر واستبد دونہ فتوکل بترک الاسباب ولم یبال لمخالفتہا ولم یغلبہ مع قوتہ فی نفسہ فاشتغل بتدبیر الظاہر بحکم العادۃ

التاسعۃ ثمراتہا الفاضلۃ المرغوبۃ فمنہم من یحب الاستغراق فی الشہود او البسط فی العلوم او الکشف للقلوب او الارواح او الغائبات او المستقبلات او یحب التصرف فی الحوادث الجزئیۃ لطفاً او قہراً او اقامۃ الریاسات الکلیۃ بنفسہ او بحمایۃ القائمین بہا او بترویج الطریقۃ او تحمل الاذی عن الناس او جارحیۃ الحق فی خاص او عام من نظام[5] التکوین او التشریع ۔

والعاشرۃ ظہورہا فی مواردہا ففی اللسان ذکر وثناء وفی العین سہر وبکاء وفی الاذن استماع الکلام وکمالہ واصغاء وفی البدن تارۃ مجاہدۃ ومکابدۃ وتارۃ وجد ورقص وتارۃ اصفرار ونحول وفی القلب قلق ووجیف وفی العقل فکر ودہش وفی النفس حلاوۃ وصل ومرارۃ ہجر وفی الروح انس وانجذاب وفی السر مشاہدۃ ولقاء وفی الخفی والاخفی فناء وبقاء الی غیر ذلک من المقامات کما قیل ؎

---

(۱) فی "ش" محبتہ ۱۲
(۲) فی "ش" وہولاء یسمون المجانین ۱۲
(۳) فی "ش" الفعال ۱۲
(۴) ای اشتغل ۱۲ من "ش"
(۵) فی "ش" او تمام من نظامتی التکوین والتشریع ۱۲

احبک اصنافاً من الحب لم اجد | لها مثلاً من سائر الناس تعرف
فمنهن ان لا یعرض الدهر ذکرکم | علی الروح الا کادت الروح تتلف
ومنهن حب بالفواد بخصه | ولا امتری فیه ولا اتکلف
وحب بدا بالجسم واللون ظاهرا | وحب لدی نفسی من الروح الطف

والحادیة عشر سوانحها عند المعاملات مع المحبوب فمنها قبض وبسط وسکر وصحو وتجلی واستتار وضحک وبکاء وفرح وحزن وندم ومعذرة وشکر وشکایة وکظم وکآبة وضرب وجدل وتسلیم وجزع وتصبر ومصادقة واحتیال وغیرة وایثار وتذلل وملال وطلب وتوقف واستغراق وتلذذ وافتخار وتضجر وخوف واحتجاب وطمع واصطحاب الی غیر ذلک من الاحوال الطاریة علی اهلها،

والثانیة عشر[12] متعلقاتها اعنی وجهاً من وجوه الحق سبی[1] وشاق سره فلا سلوان للمحب الا به وذلک ان منهم من ینتهی الی برزخ مالوف اذ تجلی صراح ظلی او الی حضرة التکلیم والمحادثة او الغیبة[2] والمشاهدة او الی حضرة اللطف والتبشیر او القهر والتسخیر او الحکمة والتدبیر او الانبساط والسریان او التجرد والاحدیة الی غیر ذلک مما لا یحصی ولا یحصر فکل انما یعشق ربه بحسب ما تجلی له فی سریرته وتراای له من وراء زجاجته وہمته بصیرته ۔

والثالثة عشر[13] کیفیة بقاءها ودوامها فمنهم ذو التمکین لا یزال یترقی فی مناہجها سریعاً او بطیئاً وذو التلوین یشتد محبته ثم یضعف وتغلب علی النفس وتنہزم عنها ثم تنتعش وینقلب من حال الی حال وجانب الی جانب

والرابعة عشر[14] حقوقها فمن ضروریاتها التصدیق لقوله وقوة العزم علی اتباع امره ونهیه وایثار عبودیته علی من سواه والاخلاص له بنفی الشریک عنه والسکون تحت قضائه[3] والسرور لرضائه وتحمل المکاره فی سبیله والحذر عن ملاله وتعظیم اسمه وآثاره وشعائره وتعرف صفاته واحکامه وافعاله واکرام وسائط وصوله

---

(۱) فی "ش" حسبی ۱۲ (۲) فی "ش" الغیبیة ۱۲

(۳) فی "ش" قضائه ۱۲

والوفاء بذلک کلہ الی آخر الحیاۃ۔

والخامسۃ عشر[15] المطلوب بہا فللعامۃ القیام بمرادہ ویسمی بالتقوی ظاہراً وباطناً وللخاصۃ المشاہدۃ بلامزاحمۃ وفتور وللاخص الاتصال وہو سقوط اللطائف السافلۃ فی الفناء ولبوغ کل من اللطائف العالیۃ الی غایۃ عروجہا معاً وہذا فی غایۃ الندرۃ منعنا اللہ بہ وللکمل بعض ماذکر فی آخر اصول الشعبۃ الاولیٰ علی حسب الاستعداد۔

السادسۃ عشر[16] من لوازمہا الابتلاء کما ورد "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ" بل ربما یعد ہذا من احکام اصلہا اعنی الشعبۃ الاولیٰ کما ورد "ان اللہ اذا احب قوماً ابتلاہم فمن رضی فلہ الرضاء ومن سخط فلہ السخط" وحقیقتہ التقریب یظہر بہ المکنون ویقع بہ بالفعل ما کان بالقوۃ من الجودۃ والصدق او الرداءۃ والکذب وبیانہ ان لنا قولاً وفعلاً اما فی العلانیۃ او فی الکتمان ویجری فیہما التصنع والادعاء ولنا عقیدۃ وعزماً بالاضطرار او بالالزام[1] وہما ظاہران علی صاحبہما مختفیان عن غیرہ ولنا استعداد غطور لا نطلع علیہ اصلاً بل کثیراً ما نفتش[2] الباطن فلا نجد الاخلافہ راسخاً فاذا وجد تقریب انبعث من القلب داعیۃ لا یطاق ردہا فاذا استولت ملکت الظاہر والباطن وانصبغ بہا القلب واحاطت بہ کانہ لم یکن ثمہ غیرہا کما قد یکون للجبان الغیر الممارس للحرب اذا دخلہا وذلک التقریب خوف او طمع او محبۃ او بغض او محنۃ او لذۃ او نحو ذلک[3] وقد اشیر الی ہذہ المراتب فی قولہ تعالیٰ "وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی" فلا یزال یلم بالرجل من الحوادث الاضطراریۃ والمطالبات الاختیاریۃ مع وقوع شئی من العوائق الطبعیۃ ما یخرج المکنون فی جوہرہ کما یلقی النار غش الذہب والفضۃ علی ظاہرہما ویکون فی ہذہ المعاملۃ جم من الحکم منہا ابلاغ النفوس الی کمالہا وتنقیتہا من کدوراتہا والزام المدعی اصابنہ اللہ

(۱) فی "ش" بالالتزام ۱۲ (۲) فی "ش" نفتش ۱۲

(۳) کبغض وکبر مثلاً ۱۲ منہ "من ش"

سبحانہ فی معاملۃ السابقۃ واللاحقۃ وکشف الحکمۃ علی خدام القضاء ومن بحضرۃ یوم الفصل والجزاء ولظہار الکمال علی افاضل العقلاء وما خلق الخلق الا لیعرف کمالہ وجمالہ۔

والسابعۃ عشر تمامہا وقصورہا فان القاصر اذا اشتغل فی یوم ولیلۃ برہۃ بالذکر والحضور مع اللہ شبع واکتفی والاتم منہ لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق فی مرأۃ نفسہ وغیرہ شبع واکتفی والاتم منہما لایکتفی بہ حتی اذا وجد الحق وراء المرایا فیوما فی احاطۃ ازلیۃ وابدیۃ اعنی فی مرتبۃ من التجلیات الکلیۃ الخارجیۃ شبع واکتفی والاتم منہم لایکتفی بہ حتی اذا رای نفسہ وغیرہ فی مرأۃ الحق شبع واکتفی والاتم مطلقا لجمیع[1] المراتب جمیعا ویحضر[2] مع الحق فی المواطن کلہا باحضارہ۔

والثامنۃ عشر من مہماتہا المجاہدۃ وہی التزام لبعض النوافل من قبیل الاخلاق الصالحۃ او العادات النافعۃ او العبادات الفاضلۃ البدنیۃ او المالیۃ مما یعسر علی غیر المحبین ویزداد بہا القرب عند المحبوب علی سائر المطیعین وشرطہا کمال الاخلاص فیہا والمکتومۃ علی الناس افضل ولہا فوائد منہا امتثال الامر فوردہ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ" واستحقاق الوصول الی المشاہدۃ فوردہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" وتصدیق دعوی المحبۃ فوردہ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" وکسر النفس عند جموحہا والرقابۃ علیہا عند بطالتہا وصیانۃ الاوقات عن اضاعتہا وتحصیل ملکۃ ینصبغ الباطن بہا والتمسک بالاعتیاد عند فتورہا فان للقلوب اقبالا وادبارا او توقع لنفعہا عند فساد الاختیار فی الشدائد والموت فلا یترک الملتزم الا لتقویۃ الافضل الاہم او لمداخلۃ الہوی فیہ فیصلح الترک حینئذ تبادرا الی الامتثال او اتقاء" عن الاعجاب واعترافا بعجز البشریۃ عن مکافاۃ حقوق مالک الرقاب وجاز تبدیل نافلۃ بنافلۃ نظرا الی الانفع فی الحال والمال ولتکن الامور الثلاثۃ اعنی الالتزام والترک والتبدیل عن حکومۃ علم واثق او اشارۃ مرشد حاذق او شہادۃ

(۱) فی "ش" بجمیع ۱۲ (۲) فی "ش" بحضر ۱۲

قلب صادق۔

التاسعة عشر[19] من احکامہا ابتغاء الوسیلۃ فان المحب المہجور اذا لم یجد وسیلۃ الی المحبوب فہو حائر بائر[1] وان الانسان لایستطیع التوسل الی الصنائع الحقیرۃ و وجدان الاصدقاء فی البلاد الغریبۃ فضلاً عمن لاینالہ الحس والوہم فالمطلوب غیر معروف والطریق غیر مانوس وفی السبیل بالتعدی قاطعون وبالتزویر غادرون فلا سیما قد امر المحبوب بنفسہ بہ فقال وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ویجب ان یکون المرشد عارفاً بمرضیات المحبوب منتہیاً فی سیرہ واصلاً الیہ مکیناً عندہ مطلعاً علی الضمائر قادراً علی الوقایۃ عن العدی والایصال الی المدعی غیر مسامح فی تربیۃ الطالب لعلو نفس ولا سماحۃ طبع ولا لحقارۃ مسترشد فلیتخذہ علی بینۃ وبصیرۃ ولیبولہ الطالب سرہ وعلنہ منشطہ ومکرہہ ویسرہ وعسرہ ولایالُ فی طلب المحبوب اینما وجد بلا نکیر علی الاٰخرین محترزاً عن غیر تہم لترتب فوائد الوسیلۃ کما ینبغی ولا تترتب ہذہ الفوائد[2] علی کل احد الا من متکفل لہ مشفق علیہ۔

العشرون[20] اکتسابہا وذٰلک ان من المحبۃ محبۃ وہبیۃ سرہا انجذاب الوجود الخاص الی الوجود المطلق وقد لایتنبہ لہ الا بعد رفع العوائق ولہا حالتان فقبل الکسب ارادۃ وطلب وبعدہ بعض ابتہاج و طرب کما فی الری بعد الظماء وبعض یأس ومیل دائم کما فی عطش المستقی وہی مطلقاً مثل ما لمجالی الاشخص ولکن یختلف لونہا بصلابۃ الصورۃ المظہریۃ ورکاکتہا ولکل منہا[3] فضل لیس للاٰخر ومحبۃ کسبیۃ سرہا تملی النفس لاسبابہا واقوی ذرائع اکتساب ہذہ المحبۃ صحبۃ المامورین بہا المغمورین فیہا علی شریطۃ حسن الظن وصدق الطلب ثم کثرۃ الذکر و دوام الفکر فی محامد المحبوب من جمالہ وکمالہ وانعامہ و مناقب اہل محبتہ وتوقع حصولہا لہ فی اکتسابہا وقد اشار الی بعضہا من قال ؎

---

(۱) من الحیرۃ ومن البور وہو الہلاک ۱۲ منہ ش

(۲) فی "ش" عن ۱۲ (۳) فی "ش" منہما ۱۲

احبک حبین حب الہوی	وحبا لانک اہل لذاکا
فاما الذی ہو حب الہوی	فذکر شغلتُ بہ عن سواکا
واما الذی انت اہل لہ	فکشفک للحجب حتی اراکا
ولا حمد فی ذا ولا ذاک لی	ولکن لک الحمد فی ذا و ذاکا

وقلت بالفارسیۃ :- ؎

من بندگیت بجا نیارم چہ کنم	احسان ترا چو زیر بارم چہ کنم
خوبیست ترا دہیم و امید ز تو	ہیچم کہ وجود از تو دارم چہ کنم

وللجہر فی الذکر وحبس النفس فی الخفیۃ وبعض البرازخ والاوراد والصلوات اثر بلیغ فی اہاجۃ المحبۃ وترقیق القلب لہا۔

وہہنا من المسائل الغامضۃ التی تحتاج الی رؤیۃ وحکومۃ ان الفحص یقف بنا علی رجال غلبت فیہم محبۃ اللہ تعالیٰ والاستہتار بذکرہ والتبتل الیہ عن غیرہ واستولی شغل القلب علیہم حتی اثمر آثار القبول عند اللہ ورفع الحجب والمکاشفات الصادقۃ والتصرفات الخارقۃ وحمایۃ من اللہ تعالیٰ لہم وہم علی قصور بین من الدیانۃ حتی یری منہم ترک الفرائض وارتکاب شیٔ من المحرمات ولکن مع ندم واعتراف ومع اہتمام ببعض الخصال الحمیدۃ کالصبر علی خشونۃ العیش والقناعۃ بالیسیر من الحظوظ والانکسار والتواضع والرحمۃ علی الخلق فتختلف فیہم الظنون فمن الناس من یعتقدہم ویقتدی بہم فیقتدی فی عزمہ لاوامر الشریعۃ[1] فیضل ضلالاً مبیناً ومنہم من ینکر ویحقرہم ویتصدی لایذاہم فیجرم جرماً کبیراً وربما یبتلی بشوم الانکار بآفۃ او بزجر من الغیب فی منام فیحمل مثلہ علی المکر والاستدراج فینتصر بہ ضلالاً عظیماً وکل ذلک افراط وتفریط والذی فیہ عندی ان لا تنازع فی مثل ذلک فان من صوا،

(۱) فی "ش" الشریعۃ ۱۲

اہل السنۃ تجویز العفو عن الکبائر بلا توبۃ و تعلیق المغفرۃ بالمشیئۃ فیما دون الکفر من کل معصیۃ والقول بالعدل والفضل معاً وقد ورد "انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ہلک وسیأتی زمان من عمل منہم عشر ما امر بہ نجا" وقد اشار قولہ جل شانہ "اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا" الی من اکمل عملاً صالحاً وان لم یستوعب الاعمال باسرہا لا یقنط من رحمۃ اللہ وفضلاً عمن تمسک بافضل الاعمال واحبہا الی اللہ کما ورد "الا ادلکم بخیر اعمالکم و ازکہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم و یضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ" وورد "سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات خفف الذکر عنہم اثقالہم" وورد "وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما" فمثل ہذا لا ینبغی الانکار علیہ بل علی عملہ ولا یحرم قبول العذر منہ والبر الیہ بل الاقتداء بہ واستحسان سوء دبہ ویجب تفویض امرہ الی اللہ والنظر فی مالہ الی سعۃ رحمۃ اللہ وما لہم فی الآخرۃ علی ما ظہر لی انہم یوقفون فی زمرۃ العصاۃ لصدق اخبار اللہ تعالیٰ واستحکام امر الشریعۃ عندہ جل شانہ ثم یعامل معہم معاملۃ الفضل بل معاملۃ الحکمۃ حیث ما لم یقعوا فیہا الا للتوسل الی الاشرف الاعلی والمحافظۃ علی الاہم الاسنیٰ فہم مصداق ما ورد "ان من العباد من یری صغار ذنوبہ وہو خائف من کبارہا حتی اذا رأی انہ ہلک قال اللہ تعالیٰ اعطوہ بکل سیئۃ حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا لا اراہا" اذ لا شک ان مورد ہذہ العنایات لا یکون اہل التمرد والاعراض وعدم المبالاۃ بالشرائع والانہماک فی الدنیا بل المستحق لہ فی حکمۃ الحکیم من ورد فیہ شدۃ الاستغراق فی الشغل مع اللہ وصولۃ المحبۃ علیہ مع ما بہ من ضیق العطن عن محافظۃ جمیع الآداب وقلۃ العلم بمراتب الاحکام ونحوہ ونحن نواخذہم لخفاء سرائرہم واسد تمسک الکاذبین بہم واللہ علیم بذات الصدور وفی حدیث "من قال لا الہ الا اللہ صادقاً من قلبہ حرمہ اللہ علی النار"

---

(۱) ای من داوم علیہ بالاکثار ۱۲ منہ من شئ

وہہنا مسئلة اخری ادق من الاولی تحتاج الی تامل بلیغ وامعان تام وحل غامض وہی ان الاستقراء
یرینا قوما من الکفار یوجد فیہم شدة محبة مع اللہ والانہماک فی ذکرہ والانقطاع عن الدنیا ویسنح لہم
سوانح جمع(۱) الہمة فی المراقبة ولذة المشاہدة وانکشاف التوحید الوجودی ویظہر منہم تصرفات خارقة
نظیر ما فی الاولیاء فکیف یقال لہم انہم کفار محرومون عن النجاة وکیف یرجح علیہم عصاة المتدینین بالاسلام
مع ما فیہم من(۲) اصل الحجاب والفساد وہل فوق قرب المعبود من کمال وہل علی من نال وصلہ من وبال
والتحقیق فیہ عندی ان فیض الحق سبحانہ علی مراتب فی العموم والخصوص فاعمہا الوجود ومدارہ الامکان
ومناسبة المصلحة الکلیة ثم الحیوٰة وہی تتبع الاعتدال فیوجد من الارادة والشعور والتلذذ فی الحیوانات
الفرسیة(۳) مایوجد فی الذہب والیاقوت وبعدہا العقل وہو یتبع(۴) النفس المجردة فیحصل من الفہم والتدبیر و
التکلیفات وثمراتہا للناس سفہاء المدرکة ادانی الہمة ضعفاء الحیثیة ما لا یوجد للاسود والافیال و
النسور الشامخة المحال وبعدہ الہدایة وہی تتبع رضاء اللہ سبحانہ عن العبد ووثوق العہد منہ تعالی
بموافقة امرہ رضاء او عہدا ثابتین الی الابد کما قال "لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
عَہْدًا" وقال "اَمْ لَکُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اِنَّ لَکُمْ لَمَا تَحْکُمُوْنَ سَلْہُمْ
اَیُّہُمْ بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ" وعلیہما مدار النجاة فی الآخرة والقربة ہناک وبعدہما مراتب الولایة والنبوة و
غیرہما ولکل منہا مدار.

فاذا تمہد ہذا فلیعلم ان من خاصة العقل انہ اذا توجہ الی شئ توجہا بلیغا انکشف لہ احکامہا و
دقائقہا ومن خاصیة(۵) القلب انہ اذا تجرد لشئ انصبغ بہ فاذا توجہ الرجل الی الحق واجتمعت لہ الہمة و
حصلت التصفیة تجدت فی ادراکہ الحقیقة القیومیة والصبغ بالقوة الفعالة فتظہر منہ الخوارق وتتاثر

---

(۱) فی "ش" جمیع ۱۲
(۲) فی "ش" من اہل ۱۲
(۳) فی "ش" القرفسیة ۱۲
(۴) فی "ش" تتبع ۱۲
(۵) فی "ش" خاصة ۱۲

الهیولیٰ عنہ تأثر البدن عن القوۃ الوہمیۃ و ہٰذا لیس من باب الہدایۃ فی شیٔ نعم اذا حصل مثلہ لاہل الہدایۃ کان فضیلۃ عظمیٰ وعطیۃ کبریٰ و درجۃ علیا وتجرد ہٰذہ الاحوال کما لا تدفع امراض البدن و مصائب الدنیا کذلک لا تدفع آثار السخط وسوء الجزاء فی الآخرۃ لفقدان مدارہا وان وجد دونہ انف فضیلۃ فمن ہٰذا السبیل نحکم بان الکافر وان نال محبۃ مع اللہ فلا ینال محبۃ من اللہ ونجزم بان "وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ" والیٰ ہٰذہ النکتۃ وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ "وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا" وبین الفئتین فرقۃ یتسمون بالاسلام ویعظمون اللہ ورسولہ واہل بیتہ وینکرون الفرائض ویستحبون المحرمات ویستخفون بالشرائع "فَھُمْ لِلْکُفْرِ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ" ومن آثار ہٰذہ المحبۃ نکتۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ "فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ" الہتہا فی ضمن الوارد استحسنت ذکرہا وہی ان للناس فی اصابۃ المکروہ معاملات فمع طائفۃ خصومۃ وانتقام ومع طائفۃ شکایۃ واعراض ومع طائفۃ مصابرۃ علی مرارۃ ومع طائفۃ صفح وصفار ومع طائفۃ تبسم ورضاء ومع احب الناس تلذذ وامتنان تارۃ وتملق وتصدی ارضاء تارۃ فیکون لہ اظہار المکروہ فی صورۃ المرغوب وابداء الجور فی کسوۃ البر حذرا عن ان یقع علی قلبہ من الحکایۃ حجاب او من ظن تکدرہ[1] منہ انقباض ۔

واذا عرف ذلک فلیعرف ان للہ سبحانہ مع العبد معاملتین الانعام والایلام وللعبد معہ معاملتین الطاعۃ وعصیان ومن جبلۃ الناس مقابلۃ الاول بالاول والثانی بالثانی ومن مقتضی غایۃ المحبۃ معہ ان یعمل معہ معاملۃ احب الناس فایما عبد مؤمن نزل ایلامہ فی صورۃ الانعام من صمیم قلبہ وان لم یکن من اہل التقرب الیہ لطاعۃ بدل اللہ سیئاتہ حسنات من کمال فضلہ واللہ ذو الفضل العظیم

(۱) فی "ش" تکدرۃ ۱۲

اما الشعبۃ الثالثۃ :-

فمن اصول المناصلۃ عند الخائضین و الغائصین ان وجہ الاتحاد بین شیئین یثمر الانسۃ والایتلاف وان وجہ الافتراق یورث الوحشۃ والاختلاف وبغلبۃ وجوہ الاتحاد یزداد المحبۃ وبغلبۃ جہات التفارق یزداد النفرۃ دینا فیہ بحسب الظاہر فقررۃ العقلاء من ان التضاد انما یکون بین نوعین من جنس واحد والمختلفان بالجنس لا یمتنع اجتماعہما ومما یشہد لہ فی الاستقراء ان التباغض انما یکون بین المتشارکین فی منصب و مطلب دون الاجانب وان التعصب بین السنی والشیعی اشد مما بینہما وبین الذمی وتجنب الصوفیۃ عن الفقہاء اکثر من الجہلاء وتحاسد العلماء فیما بینہم ازید مما لہم مع العوام الی غیر ذلک من النظائر فلابد لہذہ العقدۃ من حل ولہذا الغموض من کشف والمطلوب[1] من حبیبنا ادام اللہ ایامہ اجالۃ النظر فیہ والتعرض لہ والتنبیہ علیہ -

وبالجملۃ فلہذا المحبۃ علی اختلاف مراتبہا قوۃ وضعفا اسباب کذلک ویجمع شتاتہا فی اثنی عشر وہی الاتفاق فی النوع والنسب والوطن واللغۃ والسن والحرفۃ والعقیدۃ والاحسان الجزیل بالامن والاذی وطول الصحبۃ مع الانبساط وحسن الخلق وحسن الصوت وحسن الصورۃ وہذا الاخیر یتقوم بصفاء اللون و تناسب الاعضاء ویتقوی بطیب اللہجۃ ولطف الحرکات ویکمل بالملاحۃ والزینۃ ویؤدی الی افراط وقلق یسمی بالعشق وللحسن مراتب اربع المقبول وہو الملذ غیر المقلق والمرقص وہو المقلق للباطن والظاہر لا یدوم فعلہ والمفید[2] وہو ما یلزم القلب فیتعسر الانخلاع عنہ وتحمل شدتہ والمہلک وہو ما لا یحمل القلب قوۃ لذتہ فیزیل الافاقۃ قبل الاحاطۃ بہ والمراتب الثلاثۃ الاخیرۃ لا یترتب علی مجرد الصورۃ ما لم ینضم الیہ غریباتہ ومکملاتہ ونصل سہمہ ما اشار الیہ من قال ؎

شاہد نیست کہ موئے ومیانے دارد ۔۔۔ بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

---

(۱) بیانہ فی الرابعۃ التکمل منہ من ش (۲) فی "ش" والمقید :

وتحقیقہ عندی انہ ہیئۃ متصلۃ(۱) مطبوعۃ من مقولۃ الوضع والملک یدل علی طریان حالۃ مطبوعۃ سریعۃ الزوال بغیر اختیار علی قلب المحبوب فینفعل عنہ قلب المحب اسرع ما یکون واشدہ واول نظر المحب کبذر اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ فانبعاث القلب الی المحبوب مالم یتفطن لہ ہو شطاہ فاذا تفطن لہ ولم یشعر المحب بتفطنہ فقد آزرہ واذا شعر بہ ولم یعرف رضا المحبوب وتسلیمہ لعدم تعریفہ بہا فقد استغلظ فاذا عرفہ المحبوب ذلک فقد استوی علی سوقہ فیکونان کمرآتین متقابلتین ینعکس کل مع ما فیہ فی الاخری واما رجحان صورۃ والاختصاص بجمیل دون جمیل فکما قیل ؎

ان المحبۃ امرہا عجب + تلقی الیک ومالہا سبب

والذی انتہت فیہ ان مرجع ذلک توافق تناسب مودع فی النفس مع تناسب یصادفہ من خارج فتقع اللذۃ فی القوۃ الوہمیۃ من حیث وجدان الملائم علی قدر ملائمتہ فاذا افرطت وغلبت ملکت زمام النفس لان الوہم سلطان القوی حاکم علی النفس فامتنع التماسک عنہا وایثار غیرہا علیہا وہذہ النسب المودعۃ فی النفس ترجع عندی الی اصول خمسۃ۔

احدہا معان روحانیۃ اومی الیہا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ایتلف وما تناکر منہا اختلف" فہی خاصیۃ فی الصورۃ الشخصیۃ مثل خواص الصور النوعیۃ کما للحدید مع المقناطیس والورد الدائم المواجہۃ للشمس معہا وہذہ المحبۃ لا تزول ان صار الجسم رفاتا وربما کما یحکی من قصۃ بشر القائل ؎

ولو ان لیلی الاخیلیۃ سلمت ... علی ودونی تربۃ وصفائح

لسلمت تسلیم البشاشۃ اوصدت ... علیہا صدی من جانب القبر صائح

وقد سمعنا فی العصر القریب شواہد لہذہ المحبۃ من تجاذب الاجساد بعد الموت یطول ذکرہا۔

---

(۱) فی "ش" منتقلۃ ۱۲

وثانیها ما یرجع الی اوضاع سماویۃ وقوی فلکیۃ اذ فیہا تناسب والاجتماعہا مزاج فقد رأیت من انکسف الشمس فی درجۃ طالعۃ وہو متمسک بالتقوی ظاہرًا وباطنًا وشمس البدن ہو القلب فابتلی بہوی فتاۃٍ ابتزت[1] فیہا قوۃ قمریۃ واللہ یعلم ما درجۃ طالعہا فکان یجد قلبہ مرجا[2] اخضر واسعًا وبازاجہما فرأی کان اشعۃ تنفصل عنہا وتنتشف فی جسدہ وما کان یستطیع الاقلاع عنہا ولو بالف حیل حتی نزلت الشمس فی تلک الدرجۃ وخسف القمر فی نظیرتہا فطہر القلب وصفی وربما کان مثل ہذا من لوازم طالعہا فدام بدوامہا وربما کان فی نفس قوۃ کوکبیۃ تقتضی ان یحبہ کل من راہ والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالٰی وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ۔

وثالثہا ما یرجع الی تناسب فی اقدار الاخلاط وکیفیاتہا مثل ما یوجد بہ الاختلاف فی اشتہاء الطعوم والروائح والالوان فی اللباس۔

ورابعہا ما یرجع الی تناسب فی صلابۃ القوۃ الشہویۃ والغضبیۃ والوہمیۃ ورخاوتہا وفی قوتہا وضعفہا وفی الاخلاق الراسخۃ فی جوہرہا فمن الناس من یحب الحیاء المفرط او المتوسط او یحب الاصغاء والانقیاد او الاباء والتمرد او یحب الظرافۃ[3] او یسیر البلاہۃ او التأدب او الجسارۃ ویستحسن ہدیًا دون ہدي وزیًا دون زي لدلالتہا علی غرائز مرضیۃ او مکروہۃ او الاعتیاد بالاستیناس باہل بعضہا والاستہجان لاہل بعضہا او نحو ذلک فاذا وجدت جملۃ منہا معًا اوجبت فرط اللذۃ وکثیرًا ما تتبدل[4] فیہا او فی احدہما۔

وخامسہا ما یرجع الی قاسر من ملۃ[5] الروحانیات وتاثیر العزائم والرقی والدعوات المستجابۃ والہمم النافذۃ والاوفاق المجرب والخواص ولہ بسط بسیط فی فنہ عند اہلہ۔

ثم ان للمحبۃ حکمًا نافذًا البتۃ فی محلہا اعنی المحب فمبدأہا المعرفۃ برؤیتہ او برؤیۃ تصویرہ او برؤیاہ

---

(۱) فی ش ابترت ۱۲ (۲) مرجا سبزہ زار ۱۲ من ش (۳) فی "ش" الظرافۃ (۴) فی "ش" بتبدل ۱۲ (۵) فی "ش" من لمیۃ ۱۲

وقد رأیت من رأی فی منامه جنیة فشغفته حبًا او باستماع محامده وبالجملة فالمبدأ بالحقیقة الصورة الخیالیة او الحسیة۔

واولها الانس وهو ارتیاح القلب بصحبة المحبوب ورؤیته وذکره۔

ثم الغرام وهو اللزوم للنفس فیتاذی بفرقته بل بغمض العین وصرف النظر عند حضوره۔

ثم الحب[1] وهو انبعاث القلب للبذل والاحسان۔

ثم الایثار وهو تقدیمه[2] فی اللذیذة والنفیس علی نفسه وغیره۔

ثم الخذاء وهو الاقدام علی بذل العرض والنفس فلا یتأثر بالملام والحبس والضرب۔

ثم الهوی وهو الاکباب علیه بترک الالتفات الی غیره من الحسان فان کان ضعیف النفس فیعقبه السکر وهو الغفلة عن اعیان الحاضرین واصواتهم۔

ثم الدهش وهو الغیبة عن نفسه فلا یقدر علی الانتباه ساعة۔

ثم السعق[3] وهو عسر الانتباه بالتنبیه[4] وربما یجر الی الموت وان کان قوی النفس۔

فالوداد وهو التفطن برضاء المحبوب بشهادة القلب۔

ثم المصافات وهو ارتفاع المخالفة عن الارادة۔

ثم الخلة وهو کمال الموافقة فی الرأی فیستحسن ما یستحسن ویستهجن ما یستهجن کما قیل ؎

وقف[5] الهوی بی حیث انت فلیس لی ۔۔۔ متاخر عنه ولا متقدم

اجد الملامة فی هواک لذیذة ۔۔۔ حبا لذکرک فلیلمنی اللوم

اشبهت اعدائی فصرت احبهم ۔۔۔ اذا کان حظی منک حظی منهم

---

(۱) ہذا معنی خاص ۱۲ من "ش"

(۲) فی "ش" وہو تقدیمه فی اللذیذ والنفیس ۱۲

(۳) ہکذا فی نسخة التکمیل ۱۲ من "ش"

(۴) فی "ش" بالتنبه ۱۲

(۵) فی "ش" وقف الهوی بی حیث انت فلیس لی ۱۲

واہتنی فاہنت نفسی عامدًا ۔ مامن یہون علیک ممن اکرم

فحینئذ لایبقی بینہما سرمحجوبًا ولاشان مستورا فہذہ المراتب فی حالۃ الوصل وآما فی حالۃ الہجر۔

فالشوق وہوالمیل الی اعادۃ اللقاء ۔

ثم الصبابۃ وہوانصاب الشوق الی الاعضاء فلایتمکن من التماسک والضبط۔

ثم الولوع وہوالہیجان لذکرہ ولآثارہ ویشبہ کماوقع للمجنون فی الظبیۃ المصیدۃ اذانصب الحبالۃ[1] ابتغاء لقوت اہلہ لمانزل بہ وبہم من الفاقۃ فوقعت فیہا ظبیۃ فوثب الیہا وحلہا وخلاہا قائلا ؎

قول وقد اطلقتہامن وثاقہا ۔ فانت للیلی یا حبیبۃ[2] طلیق[3]

ایا شبہ لیلی لاتراعی فاننی ، لک الیوم من بین الانام صدیق

فعیناک عیناہا وجیدک جیدہا ، ولکن عظم الساق منک دقیق

(وکماقیل ؎ لثمت ثغرعذولی حین سماک ÷ بفیہ حتی کانی لاثم فاک (من "ش")

وکماقیل ؎

احب من اجلکم من کان یشبہکم ۔ حتی لقد صرت اہوی الشمس والقمر

امرباالجسم القاسی فالثمہ ۔ ان قلبک قاس یشبہ الحجرا[4]

---

(۱) الحبالۃ دام ۱۲ (۲) مادامیکہ زندہ مانی ۱۲ من "ش"

(۳) گذشتہ باشی ۱۲ من "ش"

(۴) وما احسن ماقال شاعرقرن العشرین امیرالشعراء الشوقی ؎

بذشت ش۔ کوائی فذاب الجلید ۔ واشفق الصخروان الحدید

وقلبک القاسی علی حالہ ۔ ہیہات بل قسوتہ لی تزید ......

ومن یحمل الاشواق یتعب ویختلف ۔ علیہ قدیمٌ فی الہوی جدید

(شوقی)

ثم الوله وهو خلع الحياء والرسوم فی الطلب۔

ثم الهيمان وهو الخروج عن قضية العقل فی الحركات والكلام بشغل القلب

ثم الكآبة وهو سقوط المرافق البدنية ورغبة الصحبة فيذهب الجوع والنوم ويتوحش عن الناس

ثم الاستغراق وهو خلو القلب عن غير المحبوب زمانًا طويلًا۔

ثم الوجدان وهو تمثل المحبوب ومماشاته ومكالمته شبحاً(1) كما رأينا لصديق لنا اسمه ضياء الدين،

ثم العشق الحقيقي وهو سريان صورة المحبوب مع متانته ورسوخ فی الارواح النفسانية سائرها۔

ويحدث منه انفعالات عجيبة كما وقع للقيس فی قصة ليلى ولا عجب للعقل فی مثله كما يرى فيمن عضه الكلب فسرى(2) صورته فی الادراك والحركات والصوت وعند ما يتقاطر منه الدم تتشكل ابه قد وقع لبعض اهل التصفية من سرعة الانفعال ان ضرب مظلوم سوطًا فانتقش على جلده وفی احوال العامة لقبول البدن من صرف الادراك مثل ما يقبل من الاسباب الخارجة(3) شواهد۔

منها احتلامات(4) الحواس الخمس نعم لاشك فی ندرة هذا الحال۔

وههنا نوع آخر من المحبة لطيف يسقط فيه الهجر والوصل والبعد والقرب وهو القيام بمراد المحبوب والرسوخ فی الوفاء وحفظ العهد وابتغاء الرضاء وبذل النفس والعرض والمال له وان لم يكن معه طلب اللقاء ولا قلق فی النوى(5) وهذا النوع اكثر وقوعًا بسبب الاحسان والصحبة وعدة وجوه من القرابة و فی اسباب المحبة العرضية وعامة من به محبة مع الله ولله ويطرء فی هذه الشعبة عند المعاملة مع المحبوب مثل ما ذكر فی الشعبة الثانية كما يقع فی تلك الشعبة المراتب المذكورة ههنا وانما وزعناها(6) كذلك لامور ثلثة احدها انها اذا حصلت فی الابدان المتباينة والارواح المتفارقة ففيمن(7) له المعية الذاتية

---

(1) فی "ش" تشبحا ١٢
(2) فی "ش" فيسرى ١٢
(3) فی "ش" الخارجية ١٢
(4) ذكرها فی تاسعة التكميل ١٢
(5) ابعد ١٢ من ش
(6) وانما وضعناها ١٢ مولانا اعظمی
(7) فی ش "فيضمن له المعية ١٢"

والقیومیۃ الوجودیۃ اولیٰ واذا وجدت فیمن لا علم لہ الا باعلام المحب ولا قدرۃ لہ علی انشاء التصرف من وجودہ الظلی الذی فی دراکۃ المحب ففی من لہ العلم الشامل والقدرۃ الکاملۃ اولیٰ

وثانیہا ندرۃ تلک المعاملات مع اللہ وشہرتہا بین الناس وبالعکس فی المراتب لشیوع بعضہا فی اہل اللہ وغرابتہا فی الناس والنادر الغریب اولی بالذکر من المشہور الشائع۔

وثالثہا ان تلک المراتب غایۃ ما توجد فی المحبۃ البشریۃ واما فی المحبۃ الالٰہیۃ ففوقہا مراتب من قرب النوافل والفرائض وغیرہا کما اشرنا الیہ فی آخر الشعبۃ الاولیٰ۔

واما حکم المحبۃ فی المحبوب فمختلف وذلک ان المعشوق اذا استشعر بہاوی العاشق۔

فمنہم من یزداد تزیناً وتجملاً ثم تعطفاً وتفرباً لرقۃ جنسیۃ[1] او طماعیۃ مالیۃ[2]۔

ومنہم من یزداد دلالاً وتفتناً او اعراضاً وتنفراً او لا تغیر اصلاً وقلیل ما ہو وایضاً الامر الاکثر ان المحبوب لا یتأثر عن المحب اصلاً فیحتاج المحب الی التزین فی عینیہ وبذل المال علیہ واقامۃ الموجبات المحبۃ الغرضیۃ واذا عجز التجأ الی الاسباب القاسرۃ علیہ فان الغریق یتعلق بکل حشیش ومن اصوبہا ما قیل بالہندیۃ ؎

ٹونا ٹامن ٹوٹکا بھول گیو سب کوئی جو پیو کہے سو کیجئے یہی ٹونا ہوئی

ومن النوادر ان یکون نفس المحب بلغ جبلۃ او کسباً قوۃ وہمۃ مبلغ قوۃ اصحاب الہمۃ وکان المحبوب منفعل النفس فاحدث فیہ عطفاً ثم جذباً ثم تسخیراً وتسخیر اللسان[3] والمواعید المرغبۃ مع الکتمان فیہ تاثیر بلیغ والمطلوب من ہذہ المحبۃ للمتنزہین عن شوائب الشہوۃ الصحبۃ والکلام معہ والانبساط منہ والقرب عندہ والاطلاع علی ما فی الضمیر ورؤیتہ فی احسن احوالہ تجملاً وسروراً فحسب۔

---

(۱) فی "ش" جبلیۃ ۱۲ (۲) فی "ش" او طاعۃ مالیہ او مثلہا ۱۲

(۳) فی "ش" وسحر اللسان ۱۲

وقد برهنت على ان العشق بهذا النوع اخبث الفتن واشنع المحن الا من عصمه الله تعالى فى ابتلائه
كما انه بالنوع المذكور فى الشعبة الثانية(١) اشرف النعم وافضل المنن بان لنا سبعة اشياء لاشئ يدانيها(٢) فى
عزتها وشرفها كل منها لذة العيش وخلاصة الحياة وهى راحة القلب وراحة البدن والعقل والعرض و
المال والشريعة والطريقة وهذا يفسد الكل ويهدمه ثم لا يعقبه غاية محمودة يخلفها والكل ظاهر الا فى الشريعة
والطريقة فاما الشريعة فلان بناءها على الانقياد التام للشارع بنعت التوحيد والاخلاص والمعشوق
ربما يامر ويرضى بالمعصية فان اطاعه بطل الدين وان لم يطعه فسد العشق واما الطريقة فلان اصلها التخلية
القلب عما سوى الله وهذا يضاده اما عند غير القائل بوحدة الوجود فصريح بين واما عند القائل بها
فلالزام(٣) الحصر فى المعشوق والاعراض عن اطلاق المحبوب الحقيقى وانما جهة الغيرية هى جهة التقييد وقد قال
الشيخ محى الدين ابن العربى انما كفرت النصارى فى قولهم إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لاعتقادهم الحصر
فيه واثبات الالهية من جهة انه ابن مريم وما روى "ان من عشق وكتم وعف ثم مات مات شهيدا" فلا
يدل على فضيلة له بل على فضيلة الكتمان والعفة فانهما من غاية الصبر "وَإِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ
بِغَيْرِ حِسَابٍ" وايضا فالام غيره من الافات يتاذى بها النفس فتحتال لدفعها والام هذه البلية تتلذذ بها
فلا ترضى بازالتها واشنع منه ما كان لمصادفة خلط سوداوى صورة مستحسنة فى الوهم والخيال وفساد الباعثة
والمحركة بالانفعال عنها وهو المذكور فى الطب للعلاج نعم العشق(٤) العفيف يحرك القلب الساكن الجامد ويوقظ
الروح النائم الخامد ويقطع العلائق القوية فيعده لان يصرفه الشيخ الكامل الى الله وينبه الباطن الطامع على
العبادة باللذة لا بالغرض وربما لحقه ندم وحرمان فكان احد الاسباب العادية للتوبة ولكن لا نرى من
عظماء الحقيقة وكبراء الطريقة وائمة العرفاء من هدى للعرفان بالتمرن عليه والمزاولة له وسكت عن قول

---

(١) ثالثها ١٢ من ش
(٢) فى "ش" بدانيها ؟ ١٢
(٣) فى "ش" فلالتزام ١٢
(٤) فى "ش" ثم العشق العفيف الخفيف ١٢

بعض العرفاء اتقوا الامارد فان بهم لونا كلون الله فاجبت بانه لا شك فی ان ليس للامارد لون معين يشبه به ولا نخص بهم دون غيرهم بل المراد ان ما فی لونهم من السر المستولی علی النفوس الفتان للقلوب الجاذب للارواح ليس صرف امر جسمانی يوثر فيما فوق الاجسام بل هو من اشعة المعنی المشار اليه فی قول القائل ؎

لقد صرت مقناطيسنا فقلوبنا لجذبک ايا ها اليک تميل

فهو وهج من ذكار الله ولا غرو فی وقوعه كل موقع كما قيل ؎

وان ضياء الشمس تفشوا فيوضه فيشرق ما يلقی بياضا و اغبرا
وانوارها لم تنفقص(۱) من بهائها تصيب جميلا والقبيح المقذرا

فالجاهل يتخذه حبالة من الضلالة والغی والعارف يتخذه مرأة لمطالعة هذا الشان الالهی ولمثل هذه الجهات قالوا المجاز قنطرة الحقيقة فلا مدخل له فی الايصال الی الحق كما قالت الجارية ؎

ويوم الوشاح من تعاجيب ربنا الا انه من بلدة الكفر انجانی

والله يهدی ويعصم وينجی ويرحم۔

واما الصوت الحسن فاختصاص الناس فيه بلحن دون لحن ايضا لمثل هذه المناسبات المودعة فی النفس وللصوت ابعاد ثلثة فطوله هذا الامتداد الزمانی وعرضه سعة مخرجه وغلظه او ضيقه ودقته وبهاد ونت شعبها وعمقه درجة قوة مخرجه فيتحقق فی الاصوات نسب صمية وعددية وانما دونت بالاخيرة بل رجوع استحسانها الی التناسب اظهر فانما حدثت وضبطت بالنسب ومن عين لها اوقاتا وصور لها تماثيل بهيئات فانما راعی تناسبها وقد راينا تواطی قرية وقبيلة علی لحن وتواطوء الاقاليم والبلاد فی الالتذاذ علی الحان مختلفة كما يری فی الهند والعرب والفرس والافاغنة وغيرهم لاختلاف امزجتهم فی الكيفيات المزاجية والكوكبية وغيرها وللصوت مع التناسب صفاء وملاحة وزينة وهی تصحيح الحروف

(۱) فی "ش" لم تنتقص وقال مولانا الاعظمی "لعل الصواب لم تنقص او لم تنتقص" ۱۲

ذلک المراتب الاربعۃ من المقبول والمرقص والمفید[1] والمہلک فان تاثیرہ باستعداد السامع یصل الی الصعق والموت وافراط لذتہ یسمی بالوجد وبالجملۃ فلہ عند سلامۃ السامع عن المعارضات تاثیر عظیم فی اہاجۃ القلب وابدار مکنونات النفس خیرا وشرا کما قیل ؎

یہیج الفتی عند السماع لانہ ۔۔۔ یبین لہ السر الذی فیہ قد خفی

وذلک ان الصورۃ فی نغماتہ ۔۔۔ عبارات معنی الشوق من غیر احرف

وقد بالغت فی استنباط قدر تاثیرہ وتوقع[2] فعلہ فوجدتہ اقوی الوسائل لترقیات الاحوال و لا اثر لہ اصلاً فی ترقیات المقامات

وکما ان لحسن الصورۃ اقساما فجمال النساء یخالف جمال الرجال وجمال الصبیان وجمال الصبیان جمال الفتیان وہما جمال المشائخ اصحاب الانوار وثم جمال المقاتلۃ اہل الارعاب

فکذلک لحسن الصوت اقسام لحن الاذان ولحن التلاوۃ ولحن الاذکار ولحن انشاد الاشعار الشوقیۃ والمراثی ولحن الغناء ولحن النوح ولحن تنشیط الحیوانات والاطفال وہدوہم ونحو ذلک وکل منہا علی انواع ولہا اصناف۔

ولحن الغناء یحققہ النظر فی امور اربعۃ

احدہا المعنی المؤدی فیہ انہ ذکر الحق توحیداً او ثناء او مناجاۃ او منقبۃ للصالحین او مدح عظیم او محبوب معلوم مستحق علی وجہ الصدق او المبالغۃ او الاغراق او غیر مستحق او مفروض او شوق او تحزن علی الہجر او القصور او فرح بوجدان المطلوب وہل ہو مشتمل علی کلمۃ بدعۃ او فسق او کفر وہزل او لا۔

وثانیہا فی خصوص محلہ ومخرجہ انہ ذکر ام انثی محرک شہوۃ محرمۃ او مہیج فتنۃ محبۃ او صاحب فسق وبدعۃ یکرم بہ او لا۔

---

(۱) فی "ش" والمقید ۱۲ ۔۔۔ (۲) فی "ش" وموقع ۱۲

وثالثها فی الغرض المحرک الیہ انہ کسب معیشۃ او توسل او تذلل الی ذی جاہ او فرح باعیاد المسلمین او مسارہم او باعیاد الکفار ومسارہم او ہیجان شوق او تہیج مشتاق علی اختلافہما خیراً او شراً او نحو ذلک ورابعہا انہ مجرد عن الالات او مقرون بہا من المزامیر بالفم او من ذوات الاوتار المضروبۃ بالنقر او بالقوس او من ذوات الجلود المضروبۃ من الجانبین او من جانب واحد مع انسداد الطرف الآخر حقیقۃً او حکماً او مع الفتاحۃ او بمقارعۃ الثنین؟ او غیر ذلک۔

وہذہ الامور کما انہا مدار اللذۃ او الکراہۃ کاملاً او ناقصاً بحسب الموافاۃ لحال السامع کذلک ہی مدار اباحۃ الشرع وتحریمہ واذا تعارض سببا اباحۃ وحرمۃ رجح المحرم وما جاء من ارتکابہا والانہماک فیہا ممن نعتقدہ[1] ولایتہ بما یقارب الیقین فما ہیہم[2] علی بنیۃ من حمایۃ الدین او اعلامہم بالمحبۃ الی الطریق الاقوم المتین او اظہار فرط تشرعہ بین المسلمین او اہانۃ اہل المحبۃ باثبات القدح علیہم فی الدین و منکرہم غافل عن قولہ تعالیٰ "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" فان ذلک تحصل بزیادۃ حسنۃ واحدۃ فما ظنک ممن یحفظ الانفاس ویعمر الاوقات ویجتنب الشبہات ویراعی سائر الآداب[3] ویرجی لہ اکثر مما یرجی لغیرہ من عفو الزلات ولایقع فی مثلہ الا فی شدۃ الشوق والغلبات اما مع الندم والاعتراف بالتقصیر او مع شہادۃ الوجدان بانتفاء المعنی المحرم عنہ ثم حصول الظن بتخصیص المحرم من قبیل خطاء المجتہد ثم التمسک لاباحتہ بکل نقل ضعیف او حقیر واللہ سبحانہ بما فی الصدور خبیر ولکن لاتقلید لغیرہم بہم فان حکم التحلیل والتحریم للشارع البشیر والنذیر وتتبع کلامہ عہدۃ اہل النقل والاجتہاد والتنقیر۔

وسأل جدی رضی اللہ عنہ احد اصحابہ ممن کان ینبسط الیہ میلکم الی حسن الصوت اکثر ام حسن الصوت؟

---

(۱) فی "ش" یعتقدہ ۱۲

(۲) ہکذا فی "ش" وفی العبارۃ سقم واللہ اعلم ۱۲ سوانی

(۳) فی "ش" الارادات ۱۲

فقال الی حسن الصوت فتبسم جدی رضی اللہ عنہ وقال ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ - وظنی ان تاثیر حسن الصوت اسرع واعم حتی فی الحیوانات وہو فی الحیوانات اندر کثیرا وتاثیر حسن الصورۃ ادوم ویختص من الناس ایضا ببعض واللہ اعلم -

واما الخلق الحسن فاستحسانہ یرجع الی اصول ثلثۃ

احدہا المشارکۃ فی غلبۃ(۱) فلما کانت محبۃ کل لنفسہ ضروریۃ کانت محبۃ النفس الشبیہۃ بہا ضروریۃ وثانیہا انجذاب النقص الی التمام الذی لایستبد بدونہ ولایستتب الا بہ فکما یضطر الظامی الی الماء والجائع الی الغذاء والانثی الی الذکر والصبی الی الحاضن کذلک یضطر الخائف الی الشجاع والضعیف الی القوی والمحتاج الی الجواد القائم المحتاج الیہ والملوم الی المستحسن -

وثالثہا رسوخ اعتقاد کونہ کمالا اما بعادۃ وتقلید او تجربۃ وتحقیق فالکمال من حیث ہو کمال محبوب لذاتہ لمحبوبیۃ اللذۃ لذاتہا وقد یکون ذلک لخصوص طبعی فقد رأیت من حبب الی طبعہ مقولۃ الاضافۃ فلا ینشرح الا فی تحقیق النسب والسلاسل والروابط ومن لاینشرح الا فی مقولۃ الکم من المحاسبات والتقدیرات ومن لایفرح الا بمذاکرۃ الحروب وخداعہا ونحو ذلک والکل تختلف لغلبۃ الخلق واشتداد الحاجۃ وفرط اعتقاد الکمال واعم الاخلاق جلبا للقلوب التواضع(۲) والسماحۃ فالتواضع اثبات الجاہ من لاسبب ضروریا فیہ لاثباتہ والسماحۃ ترک التعرض للغیر طلبا وترکا وان کان لوسعۃ(۳) الصدر فقط وقد ورد " ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک الناس " ومنہا التسلیم وترک الاعتراض علی العبادۃ(۴) الغالبۃ ثم لکل من السخاوۃ والشجاعۃ والکفایۃ والامانۃ والحیاء والعصمۃ والحلم والوفاء والرزانۃ والجلادۃ والصدق والفصاحۃ ولاشالہا فی القلب محل لیس لغیرہ -

---

(۱) فی "ش" غلبۃ ۱۲ (۲) قال شیخ مشائخنا الامیر امداد اللہ المہاجر المکی اصل الاتحاد التواضع واصل المنافرۃ الکبر ۱۲ سوانی (۳) فی "ش" توسعتہ ۱۲ (۴) فی "ش" للعادۃ ۱۲

وَاَمّا طول الصحبة مع الانبساط فلقرب الابدان والتصاق[1] الصدور فيه مدخل جليل کما یری فی حواضن الاطفال۔

وَاَمّا الاحسان فلا یختص بالمال بل یشتمل اعطاء المنصب والعلم والانجاء من الدواہی البدنیة والمالیة والعرضیة وعدم انفعال البعض عنہ لیس لضعف[2] سببیة بل بفساد جوہرہم وخبث طینتہم۔

وَاَمّا العقیدة فکالدین والمذہب والطریقة مالم یقع معہا مخالفة وتعصب توجب اضداد المحبة

وَاَمّا الحرفة فعبارة عن الفعل الکثیر الوقوع بالعنایة والقصد سواء اتخذہ العامل مکسبة معاشہ اولا

وَجذب الوطن واللغة والسن والحرفة اصرح مایکون عند تفاقم خلافہا ولعمومہا کثیراما لایوقف علی اقتضائہا لجہتہ نحبتہ[3]۔

وَاَمّا النسب فیبلغ شدتہ، خصوصا فی الاقارب مبلغ العشق ومن اصولہ ان حب الاصل للفرع یکون اقوی من العکس وہو عمود الٰہی فی نظامی التکوین والتشریع للمحبة والاعانة کما جاء "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ" وجعل فی الابوین کانہ ظل الشعبة الاولی مما ذکرناہ

وَالاتفاق الصنفی للرجال بینہم وللنساء بینہن وان کان من اسباب المحبة بالعموم ولکن الحکمة الالٰہیة حیث القت بین الرجل وامراتہ "مودة ورحمة" لیسکن الیہا فیقع بینہما مع الاختلاف من المحبة مالا یقع فی الاتفاق الصنفی لعدة معان اشرنا الی بعضہا ونشیر فی المحبة الغرضیة الی بعض آخر منہا وہو احکم الحاکمین۔

الشعبة الرابعة :۔

فمن اصولہا ان الانسان کما علم اجمع الموجودات للقوی الفلکیة والعنصریة والمعدنیة والحیوانیة

---

(۱) فی "ش" والصاق ۱۲ (۲) فی "ش" لضعف سببیتہ ۱۲

(۳) فی "ش" علی اقتضائہا لجہتہ ۱۲

والملكية واكثرها[1] اجزاء حاملة لها واوسعها ارتفاقات ينتفع بكل شئ استعمالاً واستعلاماً واوفرها احتياجاً الى الآلات واشدها تعاوناً[2] من بني نوعه وتفضل على سائر الموجودات بعقل مستنبط للكليات من الجزئيات وطارد لها في الغايات فله بحسب كل قوة حرز آفة يحترز عنها ورياضة يتقوى فيها بها ولكل قوة لذة محبوبة لها لذاتها ولكل آلة صنعة كاسبة لها وبها ولكل اعانة من بني نوعه علاقة حاملة عليها وضابطة حافظة لها ودليل كاشف لهم عما في ضميره وفي كل ارتفاق رغبة وحاجة لطلبه والنفس اذا تمكنت من ضرورة الحاجة وهي دفع ضرر لا صبر عليه وجلب نفع لا صبر عنه قصدت رفاهية فيها وهي استيفاء اللذة معها فاذا تمكنت من الرفاهية المعتادة قصدت جميع اصناف اللذة اليها فاذا وجدت ذلك بحسب الوقت العاجل لنفسه ولامثاله طلبت ابقائها وادامتها بحسب المستقبل الاجل له ولهم واذا بلغت منية من مناها استنبطت اوتلقت من اخوانها افضل منها واجتهدت في سعيها وكما يكون ذلك في الاغراض الدنيوية يكون مثله في الاغراض الدينية والاخروية وجملة هذه المطلوبات اغراض سعيها ومرامي قصدها فاذا مالت الى شئ منها فقد حصلت له محبة فاوجبت محبته ما يفيده ويعينه في تحصيله وكراهته ما يصده عنه فذلك مجال انفساخ المحبة الغرضية وتبين منه ان هذه الشعبة مفرع ما قبلها كما كانت الثانية شعبة لما قبلها والفرق بين البشريتين ان ما يكون سبب المحبة معها اوقبلها فطبيعية وما كان بعدها فغرضية والنظر في اقسامها -

تارة في مبادي الاغراض فقد يكون من فروع القوة الملكية كالمريد مع الشيخ والمقلد مع المجتهد او من العقل الكلي كما بين التلميذ والمعلم او من القوة الوهمية كما بين الاعوان في الملاعب او من القوة الشهوة كما بين الزوجين او من القوة الغضبية كما بين الاعوان في الحرب -

وتارة في نفس الغرض انه اقامة نظام ديني كما بين النبي وصحابه او دنيوي كلي كما بين الملك

---

(١) في "ش" ومن اكثرها ١٢ (٢) في "ش" تعاونا ١٢

ووزیرہ او حربی کما بین المالک ومملوکہ ہذا تمتع بنعمۃ ذاک وذاک بخدمۃ ہذا او حظ نفس بمباح کما بین الاعوان فی المکاسب فی المعاش من الزراعۃ والتجارۃ والحرفۃ والمواجرۃ باقسامہا او حرام کما مع القوادات(۱) والفواحش۔

وتارۃ فی حصول الغرض انہ بالذات او بالتبع کما یکون مع الملوک فی ندمائہا ومع الازواج واولیائہا قبل اللقاء وبعدہ فیکون محبوبا کذلک۔

وتارۃ فی الثبات والانقلاب لتغیرہ فی احدہما او کلیہما سریعا او بطیئا او لا۔

وتارۃ بلزوم محنۃ ومؤونۃ سکافیۃ للمقصود او دونہ او فوقہ او بدونہ۔

وتارۃ لشرافۃ الغرض وخساستہ عقلا او عرفا او شرعا۔

وتارۃ یکون(۲) عاجلا او آجلا قریبا او بعیدا

وتارۃ بکونہ ضروریا او نافعا او فضولا او ضارا بوجہ آخر

وتارۃ بخصوص متعلقہ او بعمومہ

وتارۃ بوجدان الغرض بالسعی او تخلفہ عنہ فہذہ عشرۃ وجوہ ولا حاجۃ الی مزید تفصیلہا بعد الاحاطۃ باصولہا،

ومن انفع الکلام فی ہذا الباب قولہ صلعم "احبب حبیبک ہونا ما عسی ان یکون بغیضک یوما ما وابغض بغیضک ہونا ما عسی ان یکون حبیبک یوما ما"

وبالجملۃ یجب فی ہذہ المحبۃ العمل بالحذر والتالیف معا واکثر الاغراض حبا الجاہ والمال لکونہما ذریعۃ تحصیل اکثر المشتہیات فکان حصولہا حصول جمیعہا وزوالہا فقدان جمیعہا

ومن المحبۃ الشہوانیۃ ما یسمی بالعشق ایضا وسرہ توزع البخارات المنویۃ فی القوی علی حسب

---

(۱) فی "ش" کما مع القوادات ۲ (۲) فی "ش" بکونہ ۱۲

توزع الارواح من الدماغ والقلب فيسري في جميعها فيلتذ جميع الحواس والخيال والوهم وتهيج الشوقية و ينعقد العزم الى المحبوب والبه الاشارة في الحديث "زنا الاعضاء" فاذا اشتد الشوق وتعذر الوصل تنادت احوال ذكرت في الشعبة الثالثة فليفرق بينهما بالصادق والكاذب فان هذا الضعف بقضاء الحاجة وطول الصحبة او يبطل بالكلية واما الاول فانه يتضاعف بطول الصحبة ويقطع الشهوة وربما وقع عند اللقاء رجيف في القلب ونافض في البدن وهيب في الصدر وحيرة في الحواس يمنع طغيان الشهوة معها و لكن ربما يتفق انقلاب الصادق كاذبا والكاذب صادقا الانقلاب في اسبابهما فيشتبه الامر الا على ذي بصيرة نافذة ومن الانقلاب ان صنفا من الناس يكون محبوبا بغرض[1] فاذا لزم القلب حبهم حضرت المحبة حيث لا يتوهم الغرض اصلا فكانه حب طبعي۔

ثم ان هذه المحبات قد ينعكس معاً او يتعاقب لاشتراكهما في سبب او لانفراد كل لسبب وقد لا ينعكس وقد يكون لشخص واحد محبوبات كثيرة من جهة واحدة او جهات شتى ويكون لجماعة محبوب واحد كذلك و حينئذ قد يقصد التمتع بالاختصاص فيكون احد اسباب التحاسد والتشاجر او لا فيكون احد اسباب المحبة و والتعاون ولكن لا يخفى انه ليس كل من يتعلق به الغرض ويستوفى منه الحاجة محبوبا فان المحبة حالة ميل و انجذاب فربما يميل الباطن الى الغرض والحاجة ولا يلتفت الى صاحبها لفتة" اللهم الا ان يسمى محبوبا بالعرض والمجاز وذلك كمن يبيع امرا مطلوبا فيرغب في الامر ولا يرغب الى صاحبه معرفته فضلا عن محبته وكل ذلك واضح عند الاستقراء وايضا قد يبقى للنفس معها اختيار كغض وكبح فسراكبها[2] الاحكام الشرعية الحسنة وقد لا يبقى فيجمح[3] عليها

الشعبة الخامسة :-

---

(١) في "ش" لغرض ١٢ (٢) في "ش" فتراكبها ١٢

(٣) في "ش" فتجمح ١٢

فمن اصولها ان من لتحصيل[1] عند المحصلين ان الاستفاضة بقدر المناسبة ومعلوم ان الانسان العامی
مجال مشاعره فی المحسوسات ومجال عقله الغریزی فی المعانی المجانسة لها والمنتزعة منها والحق جل شانه
بما هو هو منزه عن جميع ذالک ووراء ه فوق الوراء فوجب عليه طلب دليل موصل اليه وطلب منبه على
دلالة الدليل وكيفية الاستدلال به ولا شئ فی التنبيه مثل الانسان من جهة حذاقته فی وجوه التفهيم[2] من
النطق الفصيح والاشارات الواضحة والحكاية المطابقة ونصب القرائن وتاثير الهمة والتحريض الحالی عليه
لما ارتكز فی النفوس من داعية التقليد فی الناقص بالكامل والفاقد[3] الطالب لفضيلة للواجد لها من بنی
نوعه وجهة حسن معرفته بطرق الاشكالات او الشبهات والعوائق وبانحاء ازالتها بالمماثلة الوجدانية و
كذلک لا دليل على الحق سبحانه مثل الانسان من جهة كونه مظهر كمالاته وجامع شيوناته وآثاره ومكشاف
تجرده مع قيوميته وفهم دقائق خطابه مع شركته[4] لغيره من الكائنات فی ابانة آثار القدرة والحكمة و
غيرها ولا سيما الكمل منهم فانهم للمرايا المشاهدة جماله وجوارحه فی خوارق تصرفاته والحبائل لجذبه واجتبائه
واتصل ذلک بما معهم من قرب الحق سبحانه منهم ومحبته لهم وترغيبه على محبتهم واستصحب ذلک محبة
ما فيهم من محامد الاخلاق ومحاسن الشمائل واقترن ذلک بما يتعلق بهم من الاغراض الفاضلة و
الحاجات العاجلة والآجلة وبما فی منابعتهم من انتظام الروابط الواثقة والمعاونات الصالحة واكد
ذلک ما فی جبلتهم من ان محب الشئ يحب محبوبه ومحبه حتى صار الكمل منهم انوار الحق كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا
مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
زَيْتُوْنَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ
فقرب الحق سبحانه منهم نار وصفاتهم الكاملة زجاجة وحسن ثنائهم قبل وجودهم فی البشارات و

---

(۱) فی "ش" ان من لتحصل " (۲) فی "ش" التفهم "
(۳) فی "ش" وللفاقد بالطالب بفضيلة للواجد لها ۱۲ (۴) فی "ش" مع شركته "

بعد وجودہم فی السیر الصالحات مشکوٰۃ وما یتعلق بہم من الاغراض الشریفۃ زیت والاحکام الجبلیۃ الداعیۃ الی تقلیدہم وترویج آثارہم زیتونۃ وہم مصابیح الہدی فہم نور من نور ونور فی نور ونور علی نور وہم نمت المناسبۃ مع الحق سبحانہ فی استفاضۃ الکمالات الظاہرۃ والباطنۃ فوجب التوسل بہم فی معرفۃ الحق وسلوک سبیلہ واقتفاء رضائہ وبقدر المحبۃ یحصل الاتباع لہم والانصباغ بہم فیکمل الانتفاع ویتم الاستمتاع فصار حبہم اشرف الاغراض عقلاً وطبعاً کما کان کذلک شرعاً واجمعہا للفوائد وادومہا فی الدارین واوثق الوسائل الی الکمال المطلق الحقیقی حتی کانہ المقصود بعد المقصود ولاجلہم توثر محبۃ من تعین وتفرغ لمحبتہم والتشبہ[1] بہم وکفی بہ فضلاً عظیما وفوزاً مبینا۔

ولہذہ الشعبۃ اصول تستنبط من اصول جزئیہا ویختص النظر فیہا من وجوہ

احدہا مراتب انتسابہا الی الحق جل شانہ فاعلاہا ما کان بوجدان الحق فی مجلاہ[2] کما ورد "کنت سمعہ وبصرہ" ولابد فی مثل ہذا من التمییز[3] بینہ وبین الحلول الذی یعتقدہ النصاری والہنود وتحصل ذلک بانہ مخلوق اللہ سبحانہ لاعینہ ویوضح ذلک بمثال وہو استواء اشراق الشمس من کبد السماء علی قطع من زجاجۃ ومن صینی ومن خزف ومن مدر ومن فحم وتساوی وصفہا من الجمیع مع اختلاف ظہور آثارہا بواسطۃ صفاء الجوہر وکثرۃ قبول الفیض بدون التغیر والنزول[4] والممازجۃ والانحصار وما احسن ما قال ؎

ولما تجلی من احب تکرما	واشہد فی ذاک الجناب المعظما
تعرف لی حتی تیقنت اننی	اراہ بعینی جہرۃ لا توہما
وفی کل شیئ اجتلیہ ولم یزل	علی طور قلبی حیث کنت مکلما
وما ہو فی وصلی بمتصل ولا	بمنفصل عنی وحاشاہ منہما

(۱) فی "ش" وتشبہ بہم ۱۲
(۲) فی "ش" مجلاہ ۱۲
(۳) فی "ش" التمیز ۱۲
(۴) فی "ش" والتنزل ۱۲

وما قدر مثلي ان يحيط بمثله … واين الثرى من رفعة البدر انما
اشاهده في صورمري فاجتلي … جمالاً تعالى عزه ان يقسما
كما ان بدرا ينظر وجهه … بوسط غديره وهو في افق السماء

والآية بين على حبيبي طال بقاره ان تجلي اصل عظيم لا يستغني عنه القائل بالوحدة[1] ولضرورة التميز بين احكام المظاهر ولا ينكره منكرها لكونه من احكام جهة الغيرية وعندي فيه كلام مبسوط وبعد ذلك انه موصل الى الله وكاشف للحجب بتصرف همته وتفهيم دقائق طريقه وبالترغيب على الدخول فيه وتحمل مشاقه[2] وبعد ذلك ان الله يامر ويرضى بمحبته وبعد ذلك انه محبوب الله او محبه فهذه محبات اصلية في بابها وبعد ذلك انه يعينه[3] في امر الله بالمرافقة والصحبة او بالاباحة[4] والانشاء[5] وبعد ذلك انه يفرغه لطاعة الله بتحمله مؤنة معيشته او مؤنة خدمته او مؤنة حمايته او مؤنة من يعينه فيها وهذه محبات طبعية في بابها وثانيهما مراتب قوتها فاضعفها مجرد الاستحسان والذكر الجميل والدعوة الصالحة والفرح باصابة الخير[6] والتاسف على ضده ثم ما يبعث على المواساة والاحسان ثم ما يبعث على اللقاء ثم الملازمة فان كان المحبوب اكمل فالتوسل به ثم التلقن منه ثم التشبه به عملاً وحالاً ثم التبتل اليه عن محبة غيره ثم بذل كل ما في يده من النفس والعرض والمال عليه وان كان انقص فالشفقة عليه وتربيته ومحافظته وتكميله على حسب استعداده ثم استخلافه ثم تمكينه في ما يجري فيه البذل ثم ادراجه في ضمنه فينصب عليه ما انصب عليه وليعرج به الى ما عرج اليه وحكى لي القاضي غلام محي الدين وكان من اصحاب جدي رضي الله عنه وكان على جادة قويمة من التقوى والمجاهدة وحفظ الآداب انه مكث يومين ونصف يوم لا يجلي في انانيته[7] غير شيخه

---

(۱) فی "ش" بوحدة الوجود ۱۲
(۲) فی "ش" مشاقة ۱۲
(۳) فی "ش" يعينه ۱۲
(۴) فی "ش" او بالاباحة ۱۲
(۵) فی "ش" والانشاد ۱۲
(۶) فی "ش" الخبر ۱۲
(۷) فی "ش" انائية ۱۲

ثالثها فی فوائدہا وہی اما فی الدنیا فی الباطن والظاہر معاً او فی احدہما کما فہمت من مراتب قونہا من تحصیل الکمالات والاعانات واما فی الآخرۃ وعند اللہ فقد ورد "این المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء" وورد "خرج رجل زائرا اخا لہ فی اللہ فارسل اللہ علی مدرجتہ[۱] ملکا فلما لقیہ سألہ الملک این ترید؟ فقال ارید قریۃ کذا ارید اخا لی فی اللہ قال ہل بینکم نسب او ذمۃ قال لا الا انی احبہ فی اللہ قال فان اللہ ارسلنی الیک ان اللہ یحبک" وورد "افضل الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" وورد "ان احد السبعۃ الذین یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ" المتحابان فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ" وورد "ان اللہ یسئل العبد ماذا عملت لی فیقول صلیت لک وصمت وتصدقت فیقول ہذا کلہ لک فماذا لی ہل احببت لی احداً" وورد "المرء مع من احب"

رابعها شرط حصول فائدتہا عزیمۃ الاتباع والغایۃ حتی یأخذ بمجامع القلب لا یزال نصب العین والمحبۃ بشرط اصل الاتباع مستقلۃ بالفوائد ودار فوائد کمال الاتباع والا لم یکن لہا فضیلۃ الا کونہا مجرد وسیلۃ للمتابعۃ مع ان مورد الحدیث والفاظہ تابی ذلک ففی روایۃ انس رض ان اعرابیا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ فقال ویلک ما اعددت لہا قال واللہ ما اعددت لہا کثیر صلوۃ ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال المرء مع من احب قال انس رض فما فرحوا بعد الاسلام مثل فرحہم بہذا وفی روایۃ ابی ذر رض "ارأیت رجلا احب قوما ولم یعمل بعملہم فقال المرء مع من احب وانت مع من احببت" وفی روایۃ غیرہما کیف بمن احب قوما ولم یلحق بہم قال المرء مع من احب" وقصص نعیمان رض معروفۃ مشہورۃ نعم ترتب الفوائد فی الدنیا مشروط بالصحبۃ وحسن الظن وعظم الطلب بواسطۃ او بلا واسطۃ کما ذکر فی المحبۃ بالذات وبالتبع۔

خامسها لیس المراد بالمعیۃ مع المحبوب فی الحدیث المعیۃ فی الرتبۃ والمکانۃ لحصول التفاوت

---

(۱) ای طریقہ ۱۲ من ش

بالاصالة والتبعية وليس لخواص المحبوبين شركة معه صلى الله عليه وسلم في النبوة والخاتمية والمقام المحمود والوسيلة فضلاً عن خواص المحبين وعوامهم بل في المكان وليس في مكان الدنيا بالضرورة لظهور البعد المكاني والزماني بين المحبوبين والمحبين بل في منزل الآخرة ويلزمها الشركة في مواهبها من النعيم والكرامة ولو مع التفاوت بالكثرة والقلة وقد اوضحه حديث آخر فيه "كان معي في درجتي في الجنة" وسياتي! وسر ذلك ان المحب في الاستحسان انما هو للشركة في اصل الوارد والقصور في استحكامه وسبوغه لاستحكام العوائق الصارفة البدنية والعلائق المانعة النفسانية عن كمال المتابعة واللحوق وعند انقطاعها ينجذب السر الى ما هوله[1] ويفوز بنيل مرغوبه والحمد لله" ونوضح[2] الشركة المكانية والمواهبية مع عدم التساوي في المرتبة بمثالين الاول من رعية الملك الآكلين من رزقه والساكنين في ارضه والآمنين بحمايته والممتثلين امره ونهيه من لا يلقاه الا في سوق او مسجد او متنزه[3] او مصاد[4] والمعززون منهم عنده قد يلقونه في منازلهم زائراً لهم وضيفاً عليهم واهل الاختصاص منهم عنده يزورونه في منزله وداره ولكن في دار الملك المختصة به منازل بعضها لورود العوام وبعضها لورود الخواص وبعضها للخلوة مع الخواص وبعضها لخواص خدمه وبعضها لخواص حرمه وبعضها للجلائل[5] المعظمة وبعضها للخلوة معهم و كل ذلك خالص منزله ومنفرد داره ولا يلزم من الشركة في جميع منازله ولا في ذلك المنزل على وجه التملك والاستبداد او بالتصرف والثاني ان الخدم يتبعون السادة في الضيافة فيشاركونهم في السير النظري والقدمي والرزقي[6] ولكن يقومون حيث جلسوا ويطعمون اذا افضلوا فلا يتوهم فيهم التساوي معهم في المرتبة وفي الجاه والمنصب اصلاً والله يهدي الى السبيل الاقوم۔

سادسها النفوس الكاملة الفانية في الله الباقية به فناء لا علمياً فقط بل بنوع لطيف من العيني

---

(۱) في "ش" الى ما موله ۱۲ (۲) في "ش" وتوضح ۱۲

(۳) سيرگاه ۱۲ من ش (۴) مصاد شکارگاه ۱۲ من ش

(۵) في "ش" للخلائل جـ خليلة زن ۱۲ (۶) في "ش" والذوقي ۱۲

ایضا الذین انقطعت نسبتہم فی نسبۃ اللہ یکون حبہم الطبعی بل الغرض الدنیوی ایضا داخلا فی ہذا القسم ومنہ محبۃ یعقوب لیوسف علیہما السلام وعلی مثل ذلک یحمل قولہ صلعم حاکیا عن ربہ تبارک وتعالی "استطعمتک فلم تطعمنی استسقیتک فلم تسقنی ومرضت فلم تعدنی" فمحبۃ الناس معہم نافعۃ للناس البتۃ علی قدر المحبۃ ومنہ انتفاع ابی لہب یوم الاثنین بسرورہ بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اجل انہ ابن اخیہ وانتفاع ابی طالب بنصرتہ وحمایتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

واما محبتہم مع الناس فانما ینفع الناس بشرط الانقیاد لہم کما یظہر من عدم تاثیر استغفار ابراہیم لابیہ ونہی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عن استغفار المشرکین ولو کانوا اولی قربی وتسلیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ "اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ" وقولہ لنوح علیہ السلام "اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ" وقد سبق منا ان حکم المحبۃ نافذ فی المحب حتما وفی المحبوب احتمالا۔

سابعہا قد تبین ان ہہنا امرین الحب فی اللہ والتحاب فی اللہ والاول لا یستلزم الثانی لعدم وجوب التعاکس کما یستفاد ذلک من حدیث نداء جبرائیل علیہ السلام فان الذین وضع قبولہم فی الارض کثیرا ما لا یعرفون احبابہم واتباعہم فی الشرق والغرب والقرون المتعاقبۃ مثلا وفی الثانی لا یجب التساوی من الجانبین والکل ظاہر ولکن لہما آداب حفظ واستدامۃ لا ینبغی لطالبیہما وممارسیہما الغفلۃ عنہما وہی معرفۃ اسمہ ونسبہ ومسکنہ والاقدام علی المحبۃ بعد بصیرۃ فیہ وتتبع لاحوالہ واعلامہ بمحبتہ والتفقد لسوانح سرورہ وہمہ وحزنہ والمشارکۃ لہ فی ذلک وترک طلب المکافاۃ منہ فان ذلک من اللہ الذی ہو المحبوب الحقیقی وفیہ فتح باب الشکایۃ والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی "ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَا اٰتَیْتَهُنَّ کُلُّهُنَّ" وترک التعصب علیہ والقبول لقولہ وعدم الاستنکاف عن نصحہ وعدم الاصغاء الی من یلقی سوء الظن عنہ حتی یثبتہ بتحقیق واف والا فالتۃ

من عشراته، وحمل مثله على محمل صحيح، فان لم يكن فبالاستفسار عنه، وعدم اضمار شكاية، والبذل له و الاحتراز عن الاصرار على مكروهه واعلامه بعذره اذا وقع، والامساك عنه بعد انحراف[1] عن جادة المستقيمة مع الاصرار عليه من غير ايذاء له وحفظ سره في حالتي الرضاء والسخط الا ما فيه ضرر العامة والتحفظ عن مضار المنحرف بلا اشاعة، ومن ترقى الى مرتبة عالية من المحبة فليلتزم هذه الآداب على قدر ذلك ـ

ثامنها[۸] للانسان احوال متضادة لا يخلو عنها كصحة ومرض، وغنى وفقر، ورضاء وسخط، وانبساط وتكلف، وجلوة وخلوة، وقدرة وعجز، وسفر وحضر، ومعاملة مع الاهل والاتباع، ومعاملة مع الامثال والشركاء، ومعاملة مع النافرين والاعداء، ومعاملة مع الاجانب والغرباء، فمن وجد فيها يرجح حقوق الله على حظوظ نفسه ويقدم صلاح العامة على صلاح خاصته فليغتنمه للحب في الله فانه الاهل و الائق لذالك ـ

تاسعها[۹] المحبة مع الاحياء[2] الحاضرين نافعة عاجلا وآجلا وآما مع الاموات فنافعة في الآجل البتة بشرط الاهلية والايمان، واما في العاجل فبشرط دوام التوجه، وتخلية القلب معه في الخلوات و مداومة ذكره، وكثرة النداء[ع] له والبر معه بارسال الثواب اليه والاحسان الى اهله فذلك كثيرا ما يفتح باب الاويسية، ويعطى منفعة الصحبة، وآما مع الغائبين فبشرط الموافقة لهم واعلامهم باحوالهٖ فلا ينبغي للطالب الغفلة عن هذه الشروط وامثالها ـ

---

(۱) في "ش" بعد الخرافه ۱۲ (۲) في "ش" مع الاحبار ۱۲

ع لفظ نداء سے استمداد و استعانت وغیرہ ہرگز مراد نہیں جیسا کہ بعض کوتاہ فہم اہل بدعت خواہ مخواہ ایسی عبارات سے یہ سمجھنے لگتے ہیں، بلکہ اس سے مراد محض یاد اور ذکر ہے، اور کسی متوفّٰی بزرگ کو عقیدت اور محبت سے یاد کرنا اور اس کا ذکر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نزول رحمت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ) جیسا کہ حافظ ابن عبد البر المالکیؒ اور امام النووی الشافعیؒ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے زبانی برھانؒ)

عاشرہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ[1] واحبونی لاحب اللہ ایکم واحبوا اہل بیتی لحبی" وقال "من احبنی واحب ہذین یعنی حسناً وحسیناً واباہما وامہما کان معی فی درجتی فی الجنۃ" وقال "ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر وعمر وعثمان وعلی کما فرض علیکم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والحج فمن انکر فضلہم لم یقبل لہ صلوٰۃ ولا زکوٰۃ ولا صیام ولا حج" وقال لہم "انتم خلائف نبوتی وعقدۃ ذمتی وحجتی علی امتی قد اخذ اللہ میثاقکم فی ام الکتاب لایحبکم الا مؤمن ولا یبغضکم الا فاجر" کذا فی ریاض النضرۃ ویصح معناہ شواہد[2] وقال فی عموم الصحابۃ "من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم" فہولاء احق من یحبون للہ ولا یعتد بحب غیرہم للہ الا بعد المحبۃ معہم للہ والرسول اللّٰہم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک آمین'

ہذا ما سمح[3] بہ الفہم القاصر والفکر الفاتر مع تشتت البال لعلل العیال وقلۃ الفرصۃ من الاشغال

(بقیہ حاشیہ صک) بجائے اس کے کہ ہم نداء کے معنی ذکر اور یاد کرنے کے لئے بہت سے حوالجات پیش کریں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت حضرات ہی کی ایک مرکزی کتاب "انوار ساطعہ" کا حوالہ عرض کردیں' جس پر ان کے دیگر علماء کی تقریظوں کے علاوہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ و تصدیق بھی ثبت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اور جو کوئی فقط یہ لفظ کہے یارسول اللہ اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ "شرح ملا اور غایۃ التحقیق" وغیرہ میں ہے کہ لفظ یا بمعنی ادعو ہے اور ادعو کے معنی ہیں ہندی میں کہ میں پکارتا ہوں' پس جس نے کہا یارسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں' کہو اس میں کیا شرک' کیا کفر ہوگیا"

(انوار ساطعہ ص۲۳۰ طبع اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور) ۱۲ سواتی

(۱) فی "ش" من نعمۃ ۱۲ (۲) شواہدہ ۱۲ مولانا اعظمی

(۳) فی "ش" سنح ۱۲

وسوء حال الدماغ بالضعف والاختلال بلا مراجعة کتاب واقوال والمرجو فی جناب الولی الحمیم ان ینظروا فیہ بعین الرحمۃ والرضاء ؎

فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
ولکن عین السخط تبدی المساویا

واللہ سبحانہ واہب التوفیق ومن جنابہ افاضۃ التحقیق۔

تذئیل

فیہ ذکر سبب تالیف هذه الرسالة ومراسلات المصنف ومکاتباته مع
خواجہ حسن لکھنوی رح التی تشتمل علی ذکر المحبة وحقوق الصحبة واشتراط نفع المحبة
للطرفین. وبیان اثبات محبة الله للکفار وبیان نقص فی الکفار للنقصان محبتهم بالله تعالیٰ
وحمل المعیة "فی هو معکم" علی المعیة بالمحبة وهی ذاتیة وحمل للمعیة فی
قوله علیه السلام "المرء مع من احب" علی الاطلاق وان الصمیمة تفید وان الدار
الآخرة دار حیوٰة درّاکة یدرك فیهما ما فی نفس الامر وحکم المختص بالمحبة الروحیة
هو الاطاعة وبالمحبة الروحیة صار سلمان رض من اهل البیت وبیان معنی تطهیر اهل
البیت وتشریح قول ابی علی الدقاق رح وبیان ولایة عرفانیة وصاحبها ومن ادعی
المحبة بالاولیاء بغیر اقتداءهم فهو بطّال کذّاب وخواص المحبة الالٰهیة، و
صفات الاولیاء وذکر امام المحبة الطبعیّة وغیرها۔

تفرد بالاحکام فی اهله الهوی
(سواتی)

التقریب[1]

المحرک لتحریر الرسالۃ ان ورد علیّ من مودودی الموودوی اللکھنوی الحبیب اللبیب و الحبیب النبیب الفہم[2] الفطن والفصیح اللسن خواجہ حسن متعہ اللہ بالمنن ومنعہ عن المحن رسالۃ اشار فیہا الی عدۃ من فوائد ہا وانساہا آخرکنی ذلک الی تحریر جوابہا ولما اتفق ان جری کلامی بجری الجواب توقف الاحاطۃ بہ علی الاطلاع بما فی السؤال فاستحسنت جمعہا فی ہذہ الاوراق ازالۃ للحیرۃ والاغلاق وقد ضم الحبیب الموصوف ہذا الفقیر فی الخطاب مع جناب استادہ وہی ہذہ ہو العلی الاکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد الیکما اللہ الذی لا الٰہ الا ہو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ" وانا احب لجنابکما ما احب لنفسی من الخیرات والحسنات لان صلاح جنابکما یؤثر فیّ فانّ فی صلاح خدماتکما صلاحی وفی غیر ذلک غیر ذلک ولکنہ لا یفید فائدۃ تامۃ لالنا ولا لکم الا اذا تحبان لی واُحبُّ لکما ولذلک تری[3] اکثر الناس من الناقصین لقوا علی النقص من نقص محبۃ[4] اللہ مع ان الحق سبحانہ یحبہم اشد من حب آبائہم وامہاتہم لہم وانہ لذلک صار معہم حیث قال "وھو معکم این ما کنتم" "ونحن اقرب الیہ (ای مطلق الانسان) من حبل الورید" والیہ الاشارۃ فی قولہ علیہ السلام "المرء مع من احب" فبالحب الکامل تحقق المعیۃ وقد علم بعدم التخصیص بدار ما من الدارین ان المعیۃ بین المحب وحبیبہ یکون فی الدارین ولیس ذلک الا بالرتبۃ والمکانۃ لا بالمحل والمکان فالمحبۃ باہل اللہ مثل جنابکما توجب المعیۃ بہم رتبۃ ومکانۃ لا مکانا فقط کما ہو ظاہر

---

(۱) سبب تالیف ہذہ الرسالۃ ۱۲
(۲) فی نسخۃ الفہیم ۱۲
(۳) فی نسخۃ نری ۱۲
(۴) فی نسخۃ بحجتہ ۱۲

وآن فرض فالمعیتہ بالمکان اعنی بدار الدنیا ثم ثمرۃ علیہ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ بودن در لقا[1]

فالصحبۃ علی نوعین صوریۃ ومعنویۃ فیتحقق ہناک الثانیۃ ولو لم یکن تحقق الاول او کلاہما وقد صرح بعضہم ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ تفید وکذ عن النفس والنفسانیۃ والا فقد تحققت بین رسولنا واکثر الکفار ولم تفد وان عنی دار الآخرۃ فانہا لاتکون الا بقرینۃ الحال والرتبۃ الا انہا قد تکون مجہولۃ ولذا ذہب بعض من حضرات النقشبندیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم الی ان فی الولایات ولایۃ قدم ولی لم یعرف نفسہ بانہ ولی ویکشف لہ ذلک بعنایۃ اللہ سبحانہ فی دار الآخرۃ التی ہی دار الحیوٰۃ ای ذات حیوٰۃ دراکیۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فالمحبۃ توجب المعیۃ ایۃ محبۃ کانت الا تری الی القیس کیف صار مع لیلیٰ فی الحکم بحیث لما فصدت جار الدم من القیس ولم یکن الا فی المحبۃ الطبیعۃ التی ہی ادنی درجۃ من المحبۃ الروحیۃ فتترتب ہذا الحال فی تلک المحبۃ یکون علی اقصی درجۃ من مدارج المحبۃ لان من حکمہا المختصۃ بہا صیرورۃ المحب مطیعا للحبیب وبذلک صار سلمان رضی اللہ عنہ من زمرۃ اہل البیت الطاہرات حیث قال علیہ السلام "سلمان منا اہل البیت" فانہ باطاعتہ لہم صار منہم حکما ورتبۃ فما یضاف الیہم یضاف الیہ من الطہارۃ من الدنس الامکانیۃ وللہ در الشیخ ابی علی الدقاق حیث قال قدس سرہ ؎

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ　　ہذا وربی فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادقا لاطعتہ　　ان المحب لمن یحب مطیع

واسنی الدرجۃ من الاطاعۃ فی الحال وقد یثمر ذلک الحال فی الاطاعۃ بالافعال فعلم من ہذا البیان ان محبتنا بحبائکم ناقصۃ فمن ادعیٰ محبۃ اہل اللہ ولم یحم حول فعالہم واحوالہم فہو بطال کذاب اللہم

---

(۱) فی "ش" در تقیٰ ۱۲

وفقنا على تحصيل مرضاته[1] بمحمد النبي وطاہراته علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، وہذا الحال ہو الذی توجب المعیۃ لنا بمن نحبہ وہی التی بہا یحصل الخلق[2] باخلاق الحبیب بل لیست تلک للعینا الاعین التخلق المذکور واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال، وسلمکم اللہ ومن معکما من الصغار والکبار، وبعلم ولی[3] وفقک اللہ ان محبۃ الشئ یجعل المحب عین المحبوب اما بالذات واما بالصفات واما بالاحکام والاولی من جملۃ خواص المحبۃ الالٰہیۃ بالنسبۃ الی ممکناتہ المعشوقیۃ[4] لہ علما وعینا ولذا سار عینہا عینا وذاتا غیبا وشہادۃ وہی تشتمل احکام الثانیۃ والثالثۃ واما الثانیۃ فہی توجب الاتحاد فی الصفات وہی المحبۃ الروحیۃ ولذا تری اولیاء اللہ متصفین بصفاتہ سبحانہ من الحیوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا فانہم اصحاب تلک المحبۃ واما الثالثۃ فہی المحبۃ الطبعیۃ وامام اہل ہذہ المحبۃ القیس وقد سرت فی اکثر الحیوانات وہذا مقام یطلب التطویل ویقتضی الاطالۃ فی الکلام والسلام علیکما وعلی من لدیکما انتہت الرسالۃ وقد کتب بعدہا سطورا فی الفارسیۃ یتضمن شکایۃ عن عدم ارسال جواب الرقیمۃ السابقۃ فلما طالعت کتابہ وفہمت خطابہ واردت جوابہ قمت بین یدی اللہ سائلا وبہذہ العبارۃ قائلا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ المحیط القیوم لنفس الامر والصلوٰۃ علی حبیبہ محمد الذی حاز کل فخار ولا فخر، وعلی آلہ واصحابہ عظماء القدر والاجر،

ثم انا نحمد اللہ تعالیٰ علی توالی نعمہ علینا وعلیکم، وندعو اللہ ان یصلح احوالنا واحوالکم ونسأل اللہ ان یدیم المحبۃ والمصافاۃ بیننا وبینکم، ونرجو من اللہ ان ینفع بہا ایانا وایاکم ونعوذ باللہ ان یخیب السعی ویفوت الرضا عن اعمالنا واعمالکم ونشکو الی اللہ عدم وصول اجوبتنا الیکم واما ما افدتم من العمل بالحدیث النبوی من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ فنحن بتوفیق اللہ تعالیٰ

---

(۱) فی "ش" مرضیاتہ ۱۲ (۲) فی "ش" التخلق ۱۲

(۳) فی "ش" دلیی ۱۲ (۴) فی "ش" المعشوقۃ لہ ۱۲

نمدنا ونحب لكم ما نحب لانفسنا ولا نراها ضائعة غير نافعة ولا مفيدة بل نرجو فيها من الله سبحانه اجوراً ثلثة، اجر الامتثال للسنة واجر الحب فی الله واجر الدعاء للاخ المسلم بظهر الغيب واما الشكاية عن نقصانها فامر لا سترة فيه ولا حاجة الى الاستدلال عليه ولا سبيل الى انكاره ولا وجه سوی التكلف الى ادعاء خلافه لمن تعرف[1] مراتب شدة المحبة ولكنا مع ذلك نغتنمه فان ما لا يدرك كله لا يترك كله ونستعظم من عاجل فوائد مراسلة مثلكم من الكرام ومطالعة ما يشرق من قلمكم كاللآلی المنتظمة فی سلك سواد الارقام ويهتز لسماعها آذان القلب المستهام ويزداد بها الشوق والغرام ولا ينكس[2] ان يمتن الله تعالى اسبابا لفوتها كما انشأ لاصلها انه ولی التوفيق والانعام واما ما انتهم به واطرتم وبحثتم بحثنا وذكرتم من اقسام المحبة وشروط فائدتها فالذی نعتقده ونجزم به انه لا ريب ان المحبة سر قدسی الٰهی وشان عظيم الٰهی كلما يقال فی الانباء عن شانه والاستيفار البيانه نهو عن حقيقتها قاصر وحقة حيا سبها بسبيل[3] المدارك حاصر الی آخر ما فی تحصيل شرط[4] قلت ولما سكن من قلبی بعض ما هاج وركد فيه طوفان الامواج بما سقط من نفثة[5] المصدور للعلاج لا بالغ خوض واستخراج ولا لمعارضة واحتجاج بل ابانة للحق الواضح المنهاج بطن[6] الانعكاس من ضميركم الوهاج ثبتت[7] النظر فی الكتاب اطفاء لما بقی من الالتهاب فانست فيه خرائد تبهر[8] الالباب ووجدت منه طوائف محتجبة بالنقاب فلم ارق لمن نهدمة لبعضها بكشف الحجاب وازالة القشر عن اللباب وعن التعرض لبعضها بالاستكشاف من خدمة عمدة الاشراف لما عرفت من مكارم اخلاقه نشر الالطاف وشيمة الانصاف وكيف لا يحرض العين على النقاد عند الاصطراف وهل احاديث المصنف يرفع البعد فی الاستفهام عن المراد فيتصدى للاستكشاف

[1] فی "ش" يعرف ١٢
[2] فی "ش" ولا يئيس ١٢
[3] فی "ش" سبيل ١٢
[4] شرط ١٢
[5] فی "ش" نفثه ١٢
[6] فی "ش" يظن ١٢
[7] بدا الشرط ١٢
[8] فی "ش" بنهر ١٢

فمنها اشتراط نفع المحبۃ للطرفین بمحبۃ المحبوب مطلقا وقد ظہر نفع محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم للوحشی الذی قال لہ "غیّب عنی وجہک" ولا شباہہ لاجل المتابعۃ مالم یظہر لجماعۃ من اہل قرابتہ ونصرتہ افتقادہا و حزن علیہم بمقتضی المحبۃ الطبعیۃ حتی نزلت التسلیۃ عنہ فی القرآن المجید فالحق اذاً التفصیل ففی المحبۃ الالہیۃ الحق سبحانہ محبا کان اومحبوبا لاینتفع بشیٔ ونفع محبتہ تعالیٰ لغیرہ لایشترط بشیٔ اصلاً فانہ القادر علی ما یشاء الفعال لما یرید اما المحبۃ معہ فیشترط نفعہا فبولہٖ تعالیٰ ومحبتہ قطعاً فان النفع والخیر کلہ بیدہ وفی المحبۃ البشریۃ یشترط التمتع بالوصل وباستیفاء الغرض من المحبوب بانقیادہ للمحب ولکن لیس کل منقاد محبا ولا کل مطاع محبوبا وانتفاع المحبوب یبتنی علی الجدۃ للمحب والحاجۃ للمحبوب وفی المحبۃ المرکبۃ شیئان انتفاع بالمحبوب وانتفاع بمحبتہ اما الاول فہو من قبیل المحبۃ البشریۃ واما الثانی فہو من قبیل المحبۃ الالہیۃ وجاء فی الاخبار عن بعض ائمۃ اہل البیت علیہم السلام "لو ان احداً احب عبداً للہ ولیس بذالعبد اہلا لہ فان اللہ سبحانہ یثیبہ بنیتہ[1] ولا یضیع عملہ" ثم ان الانتفاع بکل منہا حیث کان فانما یکون علی حسب المحبۃ معہ قوۃ وضعفا۔

ومنہا انکار النقص فی الکفار لنقصان محبتہم باللہ فان الحق ان المحبۃ اسم للحالۃ الانعطافیۃ للقلب و اما کمال الاتباع والبذل فعوارض مفارقۃ لہا لازمۃ لبعض مراتبہا ونحن نجد فی الکفار من ہو کثیر المحبۃ باللہ والانقیاد لہ علی حسب معتقدہ وشدید الانقطاع الیہ عن سائر مشتہیاتہ ومستلذاتہ کالکبیر والنانک واشباہہما واتباعہما ومع ذالک یبقی مخذولا لاباءہ علی بعض الانبیاء وشرائعہم فعدم الاعتناء بہذہ المحبۃ لانتفاع محبۃ اللہ ایاہم صحیح والحکم بضعفہا ونقصانہا بعید صریح۔

ومنہا اثبات محبۃ اللہ تعالیٰ للکفار اشد من محبۃ آباءہم وامہاتہم لہم واللہ یقول "انہ لا یحب الکافرین" "اللہ عدو للکافرین" وکیف لا ولو احبہم لاستعملہم فی طاعتہ[2] فکانوا من عبادہ المخلصین

---

(۱) فی "ش" بنیتہ ۱۲ (۲) فی "ش" طاعتہ ۱۲

الذین لا سلطان علیہم للشیاطین وایضاً قد صح اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب" فلو کانوا محبوبین لما کانوا فی العذاب خالدین وامّا ایجادہ تعالیٰ وتربیتہ لہم وانعامہ بالرزق والجاہ علیہم فلیس بمقتضٰی محبتہ معہم بل باقتضاء حکمتہ فیہم ومحبتہ اظہار کمالاتہ القہریۃ بہم[1] مثل تربیۃ البہیمۃ للذبح والطبخ وتربیۃ الشجر للقطع والحرق کما اخبر فی کلامہ " وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ " "سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ " " وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ " وبیان ہذا المعنی من اہم الہدایات الدینیۃ وقع بہ الاعتبار[2] فی الکتاب والسنۃ جداً واشار الحق سبحانہ الی حکمتہ فقال " وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ " ۔

وامّا الناقصون من اہل الایمان فظہور ہذہ المحبۃ معہم فی الدار الآخرۃ کما دل علیہ حدیث ادنی اہل الجنۃ منزلۃ یقول لہ الرب تبارک وتعالیٰ " تمنّ " یا عبدی فیتمنی حتی اذا انقطع امنیتہ جعل یذکرہ الرب تمنّ من کذا تمنّ من کذا حتی اذا انقطعت بہ الامانی قال لک ذلک ومثلہ معہ فی روایۃ ابی ہریرۃ وعشرۃ امثالہ معہ فی روایۃ ابی سعید واشار الیہ حدیث سلف فی اول الکتاب " ان اللہ یرحم اہل الجنۃ بمائۃ رحمۃ ما فی الدنیا منہا الا واحدۃ وامّا دار الدنیا فانہا قاعدۃ سلطنۃ صفۃ الحکمۃ والرحمۃ والقدرۃ ہہنا محصورتان بدار تہا مقیدتان بہا ومع ذلک فالابناء مختلفون بالافعال والاحوال والسنین فی اشفاق الابوین علیہم کما ورد فی تمام الحدیث ان اللہ لا یدخل النار الا المارد والمتمرد الذی ابی ان یقول لا الہ الا اللہ ۔

ومنہا حمل المعیۃ فی قولہ تعالیٰ " وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ " " وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ " علی المعیۃ بالمحبۃ وانما ہی محبۃ[3] ذاتیۃ بحسب القیومیۃ والاحاطۃ وصفاتیۃ بحسب العلم والقدرۃ وامّا التی بحسب المحبۃ فذکرہا بالتخصیص فی قولہ " لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا " " كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ " والتعمیم فی امثال

---

(۱) فی "ش" لہم ۱۲ (۲) فی "ش" الاعتناء ۱۲

(۳) فی "ش" معیۃ ۱۲

قوله إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ" "إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ" -

۴ ومنها حمل المعية في قوله صلى الله عليه وسلم "المرء مع من احب" بمقتضى الاطلاق وعدم التخصيص على ما في الدارين وانما هو مقتضى العموم ولم يوجد ثم حصرها في الرتبة والمكانة وقد سبق انه لا شركة معه صلى الله عليه في النبوة والخاتمية في الدنيا ولا في المقام المحمود والوسيلة في الآخرة لا الحب ولا المحبوب وان اريد في بعض المواهب والمزايا فلا حاجة الى التقييد بكمال المحبة اذ لعوام امته صلى الله عليه وسلم انتفاع بكلامه وشرعه وشفاعته سواء كان من الصالحين او من اهل الصغائر او من اهل الكبائر بل المراد بالمكان في الآخرة ونعيمها على حسب ما هو صورناه في الشعبة الخامسة في شان النبي صلى الله عليه وسلم فيقاس مثله في سائر اهل الله كما اشرنا هناك نعم قد تكمل[1] المحبة اذا اكملت على صحبة صورية بالمجانسة[2] واللقاء ومعنوية بالمتابعة والاقتداء وليس ذلك من لوازمها لكل احد مع كل احد -

۶ ومنها ان الصحبة مع الفناء عن الحظوظ وكذا عن النفس والنفسانية تفيد فان الحق ان الصحبة مع الانقياد تفيد فناء الحظوظ والنفسانية وبعد فنائها تفيد فناء النفس والمقامات العالية والكمالات الغالبة -

۷ ومنها ان الدار الآخرة ذات حيوة دراكة يدرك بها كلما هو نفس الامر فان الصحيح كلما يدرك بها نفس الامر اذ ادراك كل ما هو نفس الامر خاصة للعلم الالهي -

۸ ومنها ان الحكم المختص بالمحبة الروحية الاطاعة فان الاطاعة لا تختص بالمحبة فضلاً عن المحبة الروحية كما ذكرناه انه ليس كل منقاد محبا ولا كل مطاع محبوبا وكثيرا ما يوجد في الاستيلاء بالقهر ما يذهب التصنع ويلقي الانقياد ظاهراً وباطناً نعم الاطاعة في حالة الاختيار والغيبة عن علم المطاع انما توجد بالمحبة ولكن لا تختص بالمحبة الروحية فان اهل الجاه والمهابة الذين حسنت اخلاقهم وطابت شمائلهم من الملوك والامراء يطيعهم ندمائهم واعوانهم الذين فازوا بوافر الانعام وامتازوا بمزيد التوقير والاكرام في محياهم ومماتهم بالظاهر و

---

(۱) في "ش" قد تحمل ۱۲ (۲) في "ش" بالمجالسة ۱۲

الباطن بما یحق ان یضرب بہ الامثال ویسطر فی کتب الاحوال تبکیتا للمدعی الباطل البطال[1] وستورا للصادق فی الحال وکذلک فی اصحاب العشق الطبیعی بل فی الاولاد والممالیک والتلامیذ المتادبین بالآداب القائمین بالحقوق ثم ان الاطاعۃ انما ھی حکمھا فی محبۃ الاصاغر للاکابر واما فی عکسھا فحکمہ التربیۃ والتادیب دون الاطاعۃ والانقیاد کما ذکرناہ من قبل۔

۹ ومنھا ان بالمحبۃ الروحیۃ صار سلمان رض من اھل البیت فانضاف الیہ الطھارۃ من الادناس الامکانیۃ فان الطھارۃ من الادناس المشار الیھا فی قولہ تعالیٰ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" لم یثبت فی حق سلمان رض عند الفریقین والذین کملت فیھم المحبۃ الروحیۃ وتمت لھم الوراثۃ والنیابۃ کالتسعۃ[2] من العشرۃ المبشرۃ وبلال وعمار وابی ذر و سائر الافاضل من المھاجرہ والانصار ما صاروا من اھل البیت بل الحق ان سلمان رض کان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتراہ فاعتقہ وموالی بنی ہاشم منھم فی تحریم الصدقات والاختصاص ببعض انواع المحبۃ والعنایۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۰ ومنھا انضیاف الطھارۃ من الادناس الامکانیۃ الی اھل البیت علیھم السلام وانما ھی من الادناس الجسمانیۃ وذلک لانہ لا بری من الادناس الامکانیۃ الممکنۃ الوجود لحصولھا فی کل من یستبرأ بالماء والتراب بل التی منشا حصولھا طبیعۃ الامکان وھی بطلان الذاتی والارتباط بالغیر ودوام الافتقار ورق العبودیۃ وانحصار الوجود والحدوث والفناء وتحلیۃ التغیر والدوران بین الخوف والرجاء ولا یمکن لاحد من الکمال التنزہ عنھا بل الکمال ھو وفور التفطن بھا والقیام بحقوقھا وانما النزاھۃ عنھا للواجب الحق جل شانہ ولکن للارواح بملابسۃ الاجسام ادناس لاحقۃ وھی الاحتجاب بھا عن الاتصال بمبدعھا و مشاھدۃ انوارہ القدسیۃ وتحمل ظلمات معاصی ناشئۃ من قواھا الوھمیۃ والشھویۃ والغضبیۃ والانفعا

---

(۱) لیس فی ش لفظ الباطل ۱۲ سوانی (۲) واما العاشر فھو فضل اھل البیت؟ ۱۲ منہ من ش

عن غيرها من النفوس الشيطانية، والاستغراق فی تدبیر البدن عن التنبه بما فوقها، وطريان الغفلة لاجل الانهماك فی شغل واحد عن سائر الاشغال، وانحصار الحواس فی الاوضاع المعتادة وتكدر مرأتها بالصور الهيولانية، و مغلوبية قوتيها العلمية والعملية لجذب الدواعی اسفلية والمصالح العاجلة عن القيام بحقوق الالوهية و المصالح الآجلة فالكاملون تيسر لهم تجلية وجه الروح والطهارة والانخلاع عن هذه الادناس واشالها واذا احترز عن الغذاء الحرام او الشبهة ولازم الطهارة والعبادة الشرعية، واجتنب المعاصی العضوية لم تتعفن بالميت بل تطيب وربما تعطر واذا ارتاض بقلة النوم والاكل وبالرياضة الخيالية والاسمائية تلطف وتروح فربما تقدر على طی الارض والمشی على الماء والطيران فی الهواء والنفوذ فی الجدران وتبديل الصورة والقامة والتمثل فی اماكن متعددة كما وقع لجدی، والكمون ثم البروز فی ذلك المكان كما وقع لوالدی رضی الله عنه او فی غيره كما وقع لابی الخير التيناتی فهذا لهم نوع آخر من الطهارة من الادناس الجسمانية -

ومنها[11] قول شيخنا ابی علی الدقاق ؎ تعصی الاله وانت تظهر حبه ❊ هذا وربی فی القياس بديع

وانه يجب حمل العصيان فيه على ما كان لعدم المبالاة بالديانة والانهماك فی الدنيا والهوی وما كان بطريق التمرد وقصد المخالفة ولو فی امر ما لما ذكرنا من وقوع التقصيرات بغلبة الحال والشغل فی زمرة من الاولياء ولقد اجاد فيما افاد شيخنا العارف الكامل ابو الرضا محمد قدس الله سره ان من الولاية ولاية احسانية شرطها كمال التقوی وصاحبها محفوظ وان لم يكن معصوما وله مرتبة الدعوة والاقتداء وبهم الانتفاع للخاصة والعامة.

ومنها[12] ولاية عرفانية وصاحبها قد يكون محفوظا بل مغفورا وليس لهم مقام الاقتداء وينتفع بهم الخاصة فقط وقد اسلفناه فی الشعبة الثانية وايضا ما استبشر الصحابة بقوله صلی الله عليه وسلم "المرء مع من احب" الارجاء لجبر نقصان العصاة -

ومنها[13] ان من ادعی المحبة مع اولياء الله ولم يحم حول افعالهم واحوالهم فهو بطال كذاب فان من ادعی المحبة لسانا وبهتانا فلا شك انه كذلك واما من ادعاها جنانا وايقانا ولم يستسعد باحوالهم وافعالهم

فهو مقبول مرحوم بل ہو فی حد من الولایۃ، وہو من المتشبہۃ او من المتشبہین بالمتشبہۃ فھو ملحق بہم و متصل معہم کما فصّل فی العوارف وغیرہ و فی فصوص الشیخ محی الدین بن العربیؒ ما حاصلہ انّما ینتفع بکلامنا عارف واصل او من یصدّق[1] و فی مثل ہذا ورد المرء مع من احب۔

ومنہا[۱۴] ان من خواص المحبۃ الالٰہیۃ صیرورتہ تعالیٰ عین ذات الممکنات المعشوقۃ لہ[2] غیباً و شہادۃً فان فیہ خلط المذہبین المختلفین فان عند القائلین بوحدۃ الوجود حقائق الممکنات شیئون و اعتبارات لباطن الوجود کما ان وجوداتہا شیئون و اعتبارات لظاہرہ، فلیست ہناک غیریۃ ینتفی بالمحبۃ حتی یصیر عیناً و عند المنکرین لہا ما حصلت ہناک بواسطۃ المحبۃ عینیۃ ولا انتفت غیریتہٗ۔

ومنہا[۱۵] ان اولیاء اللہ یتصفون بصفاتہ تعالیٰ من الحیٰوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا بواسطۃ المحبۃ الروحیۃ التی ثمرتہا الاتحاد فی الصفات فان الاتصاف بہذہ الصفات حاصل لجمیع الناس ظلیۃ من الحق سبحانہٗ لا یختص بالاولیاء واہل المحبۃ وان اربابہ بالصفات ما یترتب علیہا خرق العادات فہی تتبع[3] صفاء الجوہر اما جبلیۃ کاملاً کما فی الملائکۃ او ناقصاً کما فی الجن، فخوارق الناس عادات لہم، و اما کسباً فیشارکہم اہل التصفیۃ من الجوکیۃ و نظائرہم الطالبون للدنیا بمکاسب معلومۃ من حبس الانفاس مع الجلسات والتصورات نعم العلوم والتصرفات الفائضۃ من شعشعۃ التجلی الالٰہی علی نفوسہم من خصائصہم۔

ثم ان محبۃ الاولیاء کما اسلفنا ناشئۃ من حضرۃ الفیض الاقدس و حضرۃ الاعیان[عـہ] الثابتۃ

---

(۱) فی "مش" او مومن مصدق ۱۲

(۲) فی "مش" لہا ۱۲

(۳) فی "مش" تتبع ۱۲

عـہ قال الشیخ المحدث مولانا القاضی ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الغانی فتی (باقی بر صفحہ)

من فوق المرتبۃ الروحیۃ ومنتہیۃ الی ذوق الاجل[1] وتجرید العین الثابتۃ عن ملابسہا وساریۃ فی جوہر النفس والبدن ایضا کما قال العارف الکامل الشیخ ابوسعید ابن[2] ابی الخیرؒ فی جواب من سأل اثر را زوال باشد یا نہ عین نمی ماند اثر کجا ماند ثم انشد ؎

جسم ہمہ اشک گشت وچشم بگریست   در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست

از من اثرے نماند ایں عشق از چیست   چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

وقد ذکرناہ فی الشعبۃ الاولیٰ۔

۱۶ ومنہا ان امام المحبۃ الطبیعیۃ النفیس فانہ لا یظہر امامۃ لمن بقیت محبتہ جاذبۃ بعیدا الموت ولا لمن اشتدت بہ المحبۃ حتی مات من نظرۃ ولا لمن دام وصلہ مع المحبوب فطوی مبادیہا وحوی جریہا واللہ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ صـ۸۴) المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر المظہری ج۱۰ صـ۱۹ "وبصیرۃ الکشف حاکمۃ بان لصفات اللہ تعالیٰ نقایض متمایزۃ فی مرتبۃ العلم، فنقیض الحیاۃ الموت ونقیض العلم الجہل ونقیض القدرۃ العجز، ونقیض البصر العمی، وہکذا ہی اعدام اصلیۃ تقررت فی مرتبۃ العلم بالاضافۃ الی نقایضہا، وبصنع اللہ سبحانہ وکمال قدرتہ، انصبغت تلک الاعدام فی تلک المرتبۃ بصبغ نقایضہا التی ہی صفات الکمال وتلک مخلوطۃ فی مرتبۃ العلم سمیت اعیانا ثابتۃ، وانصباغہا فی تلک المرتبۃ بصبغ الوجود ہو الکون الاول او السبب للکون فی الخارج کما ذکرنا فی تفسیر قولہ تعالیٰ کن فیکون فی سورۃ البقرۃ

فالاعیان الثابتۃ ظلال للصفات، والممکنات فی الخارج الظلی، ظلال لہا، ومعنی کون الممکنات ظلال لہا ان افاضۃ الوجود وتوابعہ من المبدا الفیاض علی الممکنات الموجودۃ فی الخارج لیست الا بتوسط تلک الاعیان الثابتۃ کما ان نور المصباح الذی فی الزجاجۃ ینبسط علی الاشیاء بتوسط الزجاجۃ واشیر الی ذلک فی تفسیر قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح، المصباح فی زجاجۃ،

ثم اعلم ان توسط الاعیان الثابتۃ بین الصفات والممکنات انما ہو فی دار الدنیا، واما فی الآخرۃ فیکون افاضۃ الوجود وتوابعہ من الصفات بلا توسط الاعیان وہذا ہو الوجہ لطریان الفناء علی الممکنات فی الدنیا لا فی الآخرۃ"۔ ۱۲ سوانی

(۱) فی "ش" الازل ۱۲   (۲) فی "ش" ابوسعید ابی الخیر ۱۲

و اذا وقع النظر السامی علیہ فالمامول من الجناب الشریف ان یحملوا ذلک علی صرف المحبۃ و المباسطۃ دون مطالبۃ الجواب والمناقضۃ بل اطالۃ للکلام مع الاحبۃ و تشوقا الی الاطالۃ المکنونۃ فی الضمیر المنیر بالبہاء و تشوقا لما یرجی ورودہ من البیان الفصیح اللذیذ الاداء فان مخلصکم یکرہ ان یشوش اوقات اہل الفضل والکمال او یحیل علی الخطار کلام السابقین سباق اہل المحبۃ والوصال و فی خاطری لکلام الشریف محامل صحیحۃ و معانی صالحۃ بالاجمال واللہ یہدی الی سواء السبیل و یطفی اوام الغلیل و یشفی صدر العلیل فلہ الحمد باطنا و ظاہرا و علی حبیبہ الصلوۃ اولا و آخرا و منہ یرجی العفو لزلۃ الفہم والقلم قولا و خاطرا۔

تفصیل

فيه تشريح وتفصيل و ايضاح لبعض ابحاث اجملت وا بهمت فى الشعب المذكورة وتفصيل درجات المحبة بان ادناها ما يتعلق بالاعيان الجمادية ثم ما يتبع الشعور ثم ما يتبع الاعيان الشاعرة ثم ما يتبع الحس وتفصيل بعض حضرات الاسماء الالهية وتوضيح بعض مراتب السالكين وللواصلين و ايضاح لبعض اسرار المحبة فى الشعبة الاولى وبيان شرح شواهد التجاذب بعد الموت وقصص وحكايات غريبة و اسرارها الغامضة وشرح حقيقة القوى وتفصيل اسرار شهادة قلب المحب و قصة قيس ليلى، واسرارها، وشرح تاثير الهمة وتفسير الهمة على ما بيّنه الشيخ الاكبر محى الدين ابن عربى و تفسير بعض ابيات القصيدة للمصنف فى رد قصيدة ابن سينا فى حقيقة النفس تشريح اختلام الحواس وتفصيل قصص نعمان و تشريح ان الانبياء اشد الناس محبة لله تعالى وبيان مراتب المحبة للخمسة اولى العزم من الرسل وبيان اسباب توجه الشئ الى امر ما و شرحها وبعض ابحاث غامضة ؛ -

(سوانى)

ولما ختمت الجواب احببت ان اوضح بعض ما ابهمت او اجملت فی بعض الشعب المذکورۃ مما یخاطب بہ الحبیب الموصوف فنظمتہ فی نکات۔

احدٰیہا قد انطوی فی اثناء الکلام ایماءً الی ان للمحبۃ درجات اربعًا اعمہا ما یتبع الوجود یوصف بہ الاعیان الجمادیۃ ایضًا والمعانی وہو معنی دقیق لا یعرفہ الا الخواص ذکرتہا فی تفطن الاذکیاء ثم ما یتبع الشعور یوصف بہا الاحیاء فقط وہو المعنی المتعارف فی الخواص والعوام ذکرتہا فی حیطۃ المحبۃ الغرضیۃ ویتعلق بالاعیان الشاعرۃ والجمادیۃ والمعانی جمیعًا[1] ثم ما یختص بالاعیان الشاعرۃ وہی التی اعتنیت منہا بالشعب الخمس ثم ما یتبع الحس[2] ویبلغ حد القلق المسمی بالعشق ویختص من الناس بمن لہ سماحۃ نفس ورقۃ قلب وذکاء حس وغلبۃ وہم ومیزت صادقہا من کاذبہا فی المحبۃ الغرضیۃ وزینہا من شینہا فی المحبۃ الطبعیۃ فلیفہم۔

وثانیتہا انی کنت ذکرت فی الاصل الاول من الشعبۃ الاولی ان من کلیات حضرات الاسماء الالٰہیۃ حضرۃ الالوہیۃ وحضرۃ الربوبیۃ والفرق بینہما غیر متعارف عند اکثر الناس فاردت حلہ وہو ان للاقسام السبعۃ للاسماء الالٰہیۃ وہی الماخوذۃ من الصفات النفسیۃ والصفات الحقیقیۃ والصفات الخلقیۃ والصفات الرتبیۃ والصفات الفعلیۃ والصفات الاضافیۃ المحضۃ والصفات السلبیۃ من حیث ہیئتہا المجموعیۃ مراتب اربعًا[3] اولٰی اثبات اصولہا فی عین الذات واستغنائہا عن المتعلقات المخصوصۃ وابتہاج الذات بہا فی نفسہا والثانیۃ توجیہہا الی ایجاد اصول العالم وکلیاتہ وما فی حکمہا من الامور المحفوظۃ بالاستقرار باقتضاء حقائقہا والی اعطاء حقہا بابداء آثارہا وان تضمن ذلک وجود الافراد فی الجملۃ من حیث ان الکلیات لا وجود لہا الا فی ضمن الجزئیات فہاتان المرتبتان نسمیہما مرتبۃ الالوہیۃ والثالثۃ توجیہہا الی

---

(۱) فی "ش" جمیعًا ۱۲ (۲) فی "ش" الحسن ۱۲

(۳) اسم ان ۱۲ من ش

جزئیات العالم الواقعة فی الاستحالات والانقلابات من حیث استنباطہا من الکلیات علی وجہ لایفقد
الخیر الغالب وحسن الانتظام الکلی عنہا ومن حیث درج القوی والاستعدادات فیہا والرابعۃ توجیہہا الی
الجزئیات من حیث ابراز مکنوناتہا وایفاء مقتضیاتہا بالابقاء[1] والحفظ والتکمیل فہاتان المرتبتان نسمیہما
حضرۃ الربوبیۃ ولا یخالفنا متکلم ولا حکیم ولا صوفی فی ہذہ المراتب بہذا القدر وانما یخالفہم ایانا مثل
مخالفۃ الکلامی الفلسفی فی الادراک وصدور الآثار فالکلامی لا ینکر ادراک شیء من الصور والمعانی
شہودًا وغیبۃً وانما ینکر ان یکون ذلک بحواس باطنۃ وکذا لا ینکر ان النار جوہر حار یابس لطیف
محرق وانما ینکر ان یکون ذلک لصورۃ نوعیۃ فی المادۃ فکذلک امتیاز المرتبتین عندہم انما ہو بحسب
اللحاظ والفہم لا یرجع الی مرتبۃ وجودیۃ والذی نذہب الیہ ان للحق سبحانہ فی کل مرتبۃ کلیۃ تجلیا خارجیا
بہ انتظام تلک النشأۃ فلما وجد اول ما وجد العماء الذی ہو المادۃ الامکانیۃ فوق المواد الجسمانیۃ کان
للحق جل شانہ فیہ تجلی ہو اعظم التجلیات وسینوع[2] سائرہا کما ورد "کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء"
فانفجر من ہناک فیض الخلق والایجاد بامر کن للحقائق المتقدمۃ الروحانیۃ والنفوس الشامخۃ والصور
النوعیۃ" ثم لما تم بناء العالم کان للحق تبارک وتعالی تجلی عظیم آخر معتمدا علی قوۃ ہی برزخ جامع بین
وہم الشخص الاکبر وخیالہ ومتصرفتہ وعازمتہ کما ورد "خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ" وانفجر منہ فیض التدبیر والتشریع والہدایۃ فالتجلی الاول عندنا
یسمی مرتبۃ الالوہیۃ ومن کان توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان
محبتہ ناشئۃ من مقام الالوہیۃ من اہل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ والتجلی الثانی یسمی مرتبۃ الربوبیۃ ومن کان
توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان محبتہ ناشئۃ من مقام الربوبیۃ
من اہل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ ولما کان التجلی الثانی من شعب الاول لم نجعلہ منفردا بل قلطا بانضمام حکمہ

(۱) فی "ش" بالایفاء ۱۲ (۲) فی "ش" وتتنوع سائرہا ۱۲

الی التجلی الاول فافہم، واعلم ان والدی رضی اللہ عنہ قد اشبع القول فی بیان المرتبتین فی "التفہیمات" و "لمعات" وخصوصا المرتبۃ الثانیۃ فی "السطعات" و "الہوامع"۔

ثالثتہا انی کنت ذکرت فی الاصل الثالث من الشعبۃ الاولی مراتب ترقیات السالکین والواصلین بعبارۃ سوی اسمائہا المتعارفۃ فخشیت ان لا یفہمہا اکثر الناظرین فاردت الایماء الی اسمائہا ہہنا، فاعلم ان نزول التجلی الجبروتی الخارجی علی النفس وسرایتہ فی قواہا النفسانیۃ یسمی قرب النوافل ونزولہا الی ماتحتہا من القوی یسمی بمقام القربۃ ونفوذہا فی جوہر النفس یسمی ذوق الازل ووراثۃ النبوۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ یسمی قرب الفرائض ووراثۃ الرسالۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الحیوانیۃ یسمی وراثۃ العزمیۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ المعدنیۃ یسمی قرب الملکوت وفی جواہر العناصر مرتبا فی اللطافۃ والکثافۃ یسمی الفردیۃ وکمالات الاصالۃ والفائض علی الہیئۃ الجامعۃ یسمی الکمال الحقیقی ثم یزداد ہذا التجلی الکمالی متانۃ ونماء و اتساعا علی حسب اتساع الاسماء الالہیۃ المدبرۃ للعالم من خصوص الی عموم فیسیر بالتقدم فیما صار قبلہ بالنظر و یتمتع بالاصالۃ بما تمتع بہ بالتبعیۃ وعبارۃ الافصاح عنہا قاصرۃ لاستطرادیتہ للمقام وتبین من ہذا ان السلوک مبنی علی حرکات ثلث الاولی تزکیۃ المدرکۃ عن الصور الکونیۃ وترقیہا الی حقیقۃ الحقائق وتخلیتہا عن غیرہا من الخطرات والہواجس حتی تستوعب النفس وتنتہی علی حسب ما قدر للسالک بنزول التجلی الخارجی علیہا والثانیۃ یبتدئ(۱) من نفوذ ہذا التجلی فی مراتب وجود السالک وینتہی الی حصول الکمال المطلق الحقیقی والثالثۃ یبتدئ(۲) من متانتہ ونماءہ الی حیث ماشاء اللہ ولا یغیبن عنک ان الفائض الجبروتی اکثر ما یکون من الذکر والصلوۃ والتلاوۃ والفائض الملکوتی عن غیرہا من اصناف الطاعات وان ما یبتدی منہ امر الکمال وینتہی الیہ لیس سواء فی الکل ففی نوع من الانواع یتحقق کمال الولایۃ وفی نوع یتحقق کمال النبوۃ وان بعد انتہاء الکمال المقدر یجب ان یقلب مرتبتہ من ہذہ المراتب علی مقتضی طبع السالک والاسم المربی(۳) لہ

(۱، ۲) فی نسخۃ "تبتدئ" ۱۲ (۳) فی نسخۃ "المربی" ۱۲

والامر المقصود فی عنایة الباری جل مجدہ ومنه فایاک ان تزعم النبوة طرفا واثرا من الولایة او تحکم علی حصر مراتب الکاملین من مشاهدة بعض الآثار فتقع فی ظنون سیئة فی التفاضل بینهم۔

رابعتها انی ارید ان اوضح السر الذی ابهمته فی اول الشعبة الثالثة مستکشفا عن الحبیب الموصوف وبیانه ان کلا من الجنس والفصل وان کان جزءا للماهیة ولکن الفصل حیث ما کان بازاء الصورة التی بها فعلیتها فهو الذی به الماهیة هی والجنس ان کان مأخوذا عن المادة فانما هو منصة ظهوره وحبالة اصطیاده وان کان ماخذا لها فانما هو طفاحة سبوغه وشعاعة طلوعه ومن غفلة المتفکرین ان الاعراض باسرها بسائط خارجیة لا امتیاز منها ما بالقوة عن ما بالفعل کلا بل الحق ان المادة والصورة فی الجواهر لاجل کونها طبائع مستقلة انما تتقرر(1) باعتبار مبدئیتها للآثار المرتبة عموما وخصوصا وفی الاعراض لاجل کونها طبائع ناعتیة انما یتحاز باعتبار ان المنتهی(2) والمنشا لها طبائع مرتبة فی العموم والخصوص فمنشأ اللون والمنتهی(3) له مثلا کثافة الجسم ومنشأ البیاض ما فی الثلج دون الفحم وفی العظم دون اللحم وبالجملة فمتی کان الامر کذلک فنوعا جنس واحد یتنافیان لذاتیهما وان اتحد منصتهما او طفاحتهما فکان بینهما غایة الخلاف ونوعا جنسین لا یرجع تنافیهما الی ما هو بمنزلة الذات بل الی تخالف جهات ابهامیة ولو فی شیٔ واحد کالحلاوة واللبن والسواد والاسطوانیة فی الحجر

واما الشواهد الاستقرائیة فمحصل جملتها ان للمحبة ضدا وهو البغض والضدان لکونهما نوعی جنس واحد یتشارکان فی احکامه فیترتبان علی المعرفة ویتواردان محلا واحدا وله مثلها شعب واقسام ومراتب واسباب وتاثیر اسباب المحبة مشروط بانتفاء اسباب ضدها فاذا تعارض سببا المحبة والبغض فالحکم للغالب کما فی سائر التعارضات وستلوح اسباب البغض من حیث یرجی المحبة من اسباب فوتها وغلبت فی الصور المذکورة اسباب البغض فالمتشارکان فی المطلب والمنصب اذا فوتت احدهما محبوبا شدید المحبة للآخر کان تفویته اقوی سببیة

(1) فی نسخ تتفرز ۱۲ (2) ان المنتهی ۱۲

(3) ان المنتهی ۱۲

للبغض من سببیۃ الشرکۃ للمحبۃ بخلاف ما اذا کان معیناً فیہ او مفوتاً لغرض غیر ذی بال والسنی انما یتعصب للمعادی اولیاءہ و احباءہ اکثر من الذی لما یخاف من سیۃ وطعنہ واضمارہ مکیدۃ دینیۃ ما لا یخاف من الذی والمبالغۃ فی ذم المحبوب اقوی سببیۃ للبغض من الشرکۃ الدینیۃ المتلونۃ بتضلیل کل للآخر للمحبۃ وتحبب[1] الصوفیۃ عن الفقہا انما من یخشی منہ الانکار والاعتراض و اساءۃ الظن فی الدیانۃ والبلوغ الی حد التکفیر ولیس ذلک فی العوام وسوا قوی فی اثار البغض من الشرکۃ فی معرفۃ الاحکام للطب وتحاسد العماء بینہم لما یجری منہم من القدح فی الجاہ وصرف الناس عنہ من الجہۃ التی بہا جاہہ ویحسبہا الحاجۃ الیہ والجاہ من اعاظم المحبوبات وسلبہ من اقوی اسباب البغض وعلی ہذا یتاتی القیاس فی غیرہا من النظائر والفطن اذا تامل فیما تلونا عرف ان البغض ایضاً قد یکون من الند وقد یکون مع الند وقد یکون لند وقد یکون لداع طبعی من الجبۃ والاذی السابق وشراسۃ[2] الاخلاق و دمامۃ[3] الوجہ وکراہۃ الصوت والاسباب الفلکیۃ والعادیۃ والمزاجیۃ والقرابۃ وقد یکون للمزاحمۃ فی غرض حالاً او توقعاً او تصور النفع فیہ وقد ذکروا لہ مراتب سبعۃ التوقفۃ[4] و الاعراض[5] والحجاب وسلب المزید وسلب القدیم والتسلی عنہ والعداوۃ لہ والبضالۃ سریان فی الاسماء المتضادۃ وارباب الانواع وفی الاوضاع الکوکبیۃ والطبائع العنصریۃ والمعادن و النباتات وہو فی الحیوانات والجن والانس ظاہر فیتوہم ان لہ مع المحبۃ مجاراۃ فی فضائلہا ومکانۃ فی منافعہا فیجب ان یجلی ذلک الوہم ویعلم ان المحبۃ لہا السبق الذاتی فان المبدا الحق جل شانہ واحد حقیقی واسماءہ متوحدۃ بالذات متعاونۃ فی الآثار متداخلۃ بالحیثیات فی اللواحق کالتعلی والتدانی والتنزیہ والتشبیہ والرحمۃ والقہر وامثالہا وصدور المعلومات بسلسلتہا انما ہو من

---

(۱) فی "ش" وتجنب ۱۲
(۲) بدمزاجی ۱۲ من ش
(۳) فی "ش" ودمامۃ ۱۲
(۴) فی "ش" الوقفیۃ ۱۲
(۵) فی "ش" الاعراض ۱۲

جہتہ الملائمتہ لذوات العلل والاجناس کما انہا الامن جہتہ دفعہا المنافر لہا عن ذواتہا والیضا من جہتہ نوع من الاتصال الذاتی بہا الامن الخروج عن حیطتہا والانقطاع عنہا دان غلبتہ جہتہ الوحدۃ ہی مبدأ للمحبتہ ویجب الیضا ان یعلم ان المحبتہ لہا الشرف الذاتی لانہا الواصلتہ الی انتظام الروابط وجلب المنافع والمحرک الی الترقیات فی الدارین والسبب الغالب فی حصول الکراہتہ والبغض انما ہو فوات المحبوب فہو الیضا من فروعہا والبغض من حیث ہو بغض لا انتفاع بہ نعم البغض مع الاعداء قد یلتحق فی تحصیل المحبتہ مع محبتہ الاولیاء کما ان المحبتہ معہم قد یلتحق فی ایجاب البغض مع بعض الاحبار کما ورد لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ و ورد من عادی لی ولیا فقد بارزتہ بالحرب فالبغض لایجاری المحبتہ فی مواطن فضلہا ونفعہا واللّٰہ اعلم۔

وخامستہا شرح ما ذکرت من سماع شواہد التجاذب بعد الموت سماع وتوقف لا سماع وثوق فمنہا ما اشرت الیہ من قصتہ بشر فانہ عشق لیلی الاخیلیتہ واشتدبہ الغرام ولم یأن لہ آن الوصال حتی اشرف علی الموت فقال البیتین المذکورین ومات وسمعہا احد بنی اعمامہا ولما ذہب النہار اخبرہا بخبرہ یستہزأ بقولہ ثم انہا مرت بعد برہتہ بقبرہ وارادت امتحانہ مع ممانعتہ زوجہا واہلہا اظہار الصدق ومحبتہ لزیارتہ فقامت عندہ وقالت السلام علیک یا بشر یا قتیل الہوی یا حریق الکبد من الجوی یا من سبتہ العین النجلی[۱] فرجف قبرہ وانشق وخرج منہ طائر اخضر وقال بلسان فصیح وعلیک السلام یا لیلای دونب[۲] فدہشت وخرت میتتہ ودفنت بجنبہ ونبتت من القبرین شجرتان مالت کل واحدۃ الی الاخری والتوتا وتداخلت اغصانہما ولا تزالان خضراوان[۳] من لذۃ الوصل لا یفرہا[۴]

---

(۱) اسیر کردہ او راچشم کشادہ وفراخ ۱۲ من تش (۲) فی "ش" وذہب ۱۲

(۳) فی "ش" خضراوتین ۱۲ (۴) فی "ش" لایعزہا ۱۲

یمس ولانہافت اوراق۔

وحکی بعض من وفد علینا من سکان مکۃ المعظمۃ ان ہذا سناک مشہور وان القبرین عند مسجد الذکوار[1] انواقع علی طریقۃ الشام من الحرمین المحترمین۔

ومنہا انہ کان فی مغلبورۃ التورانیۃ من بلدنا الدہلی رجل سمہ شیر بیگ علی طریقۃ الصالحین یتبرک بہ عشائرہ وکان لہ ہناک دار بقربہا بستان ووقع فیہ قبرہ وکان فی اولادہ خوان یسکنان بیتاً واحداً وُلِدَ للاصغر غلام وللاکبر بعدہ بسنتین جاریۃ فخطبا لہ وانشأ معاً لایتفارقان لیلاً ولانہاراً الی ان بلغت عشراً انفق بین امیہما نزاع وجدال واثرت امہا الصرم والتہاجر واقامت بینہما جداراً ومنعت اللقاء وقطعت الخطبۃ وجعلتہا لغیرہ ولکن کان کنیف الہاجرۃ الی الجدار وکانا یقومان عن جنبیہ ویتکلمان ویستانسان حتی اذا دنا التزویج بعدسنتین اجلسوہا فی المخدع ومنعوہا عن الخروج ووضعوا عندہا سکینا علی الرسم المعہود فی عامۃ البلاد وکانت حاضنۃ الجاریۃ فاطنۃ بان محبتہما لیست لمحبۃ الاقارب والاتراب بل کل واحد منہما لایستطیع الصبر عن الآخر اصلاً وکانت تبلغ الرسالۃ بینہما فقال لہا الغلام اریدان توصلنی الیہا حتی الاقیہا لقاء المودع واتمرعتنی بآخر رؤیتہا فقالت اما الآن فلا یمکن ذلک ولکنہا تاتی لزیارۃ جدہا عشیۃ الیوم الذی یتلوہ لیلۃ التزویج فکن فی البستان حتی ادعوک الیہا فلما جاء الوقت حملوہا علی محمل[2] المناکب وارسلوہا مع الحاضنۃ الی مزار شیر بیگ فانزلت من المحمل واخرجت الحملۃ[3] واغلقت باب البستان واتت بالجاریۃ علی مزار شیر بیگ ووضعت طعام النذر ولما خرجت نادت بالغلام تعال ودعہا فجاء کالسکران واعتنقہا وجعل یزعق زعقۃ بعد زعقۃ والجاریۃ ساکتۃ خافضۃ الطرف قائمۃ لاتتحرک حتی انخفض صوتہ وخر علیہا فاخرجت الحاضنۃ الجاریۃ من تحتہ ومن بین یدیہ وحرکتہ فاذا ہو میت فخافت من شیوع موتہ فساد السور وجرتہ الی حفرۃ و

---

(۱) فی متن مسجد الذکر ۱۲ (۲) ہندی ڈولی ۱۲ منہ ش (۳) معنی کہاران ۱۲ منہ ش

نثرت عليه الاوراق والنثار وكفنت نعشه واركبت الجارية مدهوشة حائرة واتت بها اهلها و
جعل الناس يطلبون الغلام ليلبس لباس السرور ويحضر العرس فلم يجدوه وظنوا انه خرج نائراً غائظاً
الى بيت بعض الاصدقاء حيث كانت تخلو له ودخل الليل وانعقد مجلس النكاح والطعام والنثار
وزينوا الجارية وهي كذلك وظنوها مستحيية فلما اركبوها الى بيت الزوج اخذت السكين تحت الطباق
وذهبت فلما اصبحوا طلبوا الغلام ووجدوه في الحفرة ميتاً فحزنوا وبكوا وتحيروا انه لاجل المحبة اكل سماً ودفنوه
في جوار جده ولما امست الجارية ودخل الليل اجلسوها في الاريكة خالية وجاء الزوج وذهب يرفع رجليها الى
الاريكة بادنه جبراً على خلاف عادة العروس وقالت اياك ان تقربني فاني لست لك بزوجة وما رضيت
بنكاحك ولم استطع رد قول الابوين حياءً فحين اخرجوني بالتزويج وزال عني اسم الصبا اردت فان
قربتني ضربتك بهذا السكين اقتلك[1] به ثم اقتل نفسي فجلس الزوج تحت الاريكة وجعل يلاطفها ولا تسمع ولا تبالي
به حتى نام وخرج عند الصبح وراجعها فلما دخلت الليلة الثانية عاد فعادت حتى اذا كان اليوم الثالث ارسلوها
الى بيت الابوين على الرسم وراح الزوج باهله ايضاً[2] الى بيتها فدعت الحاضنة فقالت لها انك لو امهلتني
ساعة حين ما كان بي الا رمق مت بعده الآن فبلغي والدي اني لا ارضى بالزواج وان ارسلتموني
معه وقربني قتلته وقتلت نفسي وكان الزوج منقبضاً وخاف من اوعيد اهله فتركوها ورجعوا الى بيتهم
خائبين واحتال الابوان انا نرضيها في ايام ونرسل الى بيتكم فلما ذهبوا تركت الطعام والشراب و
استغرقت في ذكر المحبوب حتى توفيت بعد احد وعشرين يوماً فدفنوها بجنبه فلما دنا لموته الاربعون يوماً فتحوا
قبره ليبنوه بالآجر والجص فلم يجدوا في القبر شيئاً ثم لما جاء الاربعون لموتها فتحوا قبرها فوجدوهما متعانقين
اشد الاعتناق لا يمكن تفريقهما اصلاً فتركوهما كذلك ودعوا لهما بالرحمة وندموا حيث لا ينفع الندم وهذه
القصة حكى لي حضرة استاذي مد الله ظله سمع عن رجل من اهل تلك المحلة ثم صدقه جماعة منهم۔

---

(۱) في نش اقتلك ۱۲
(۲) في نش وراح الزوج باهله لياتي بها فدعت ۱۲

ومنها انه كان في عظيم آباد وهو من كبار البلاد وبين الجنوب والشرق من بلدتنا الدهلي غلام
من اغنياء الهنود عزيز لاهله اسمه پرس رام بارع في الجمال فلما يوجد مثله وكان قد ابتلي بحب رجل من
المسلمين في زي الفقراء فصار يلازمه ولا يفارقه واستأنس به پرس رام جدا فلما بلغ مبلغ النكاح
زوج بكفو فائقة الجمال مثله فوقع بينهما غاية المحبة وعلق بها ودا وشغفها حبا حتى يشق عليهما المفارقة
ساعة وانقطع عن صحبة الفقير مدة فاغتم الفقير لذلك ودعاه يوما وجلس معه يشكو[1] اليه نسيان العهود
وايثار الصدود فاعتذر پرس رام ان زوجته لا تستطيع الصبر عنه اصلا فقال الفقير هذا من اكاذيب
النساء لتسخير الازواج فليذهب للامتحان رجل يخبرها بموتك وانظر ماذا تفعل فلما اخبرت بذلك
طفق اهل البيت ينوحون ويجزعون وخرت هي مغشية عليها فدهاهم غم على غم وتوجهوا لعلاجها
فاذا هي ميتة وسمع پرس رام بذلك فانتهى اليها ذاهب العقل فاقد الصبر كاظم الندم يحرق الغم و
رفع الناس نعشها واحرقوها على دينهم عند ساحل النهر جامع الانهار وهجم الحزن على پرس رام وذهل
عن الطعام والشراب وصحبة الاحباب وغدا يلتحق بالصحاري والخراب ويتوحش عن الاصحاب والاتراب
ويزداد به الجنون والاضطراب فبينما هو قائم على شط النهر عند بيت صياد السمك اذ زوجته تلومه على
ترك الاصطياد بالليالي وتشتكي اليه لحوق الضر والفقر بذلك فقال الصياد انما تركته خوفا على نفسي لانه
ينزل كل ليلة من الجو على محرق امرأة شعلة تتدور في كل ناحية وترد[2] على الماء واسمع منها صوتا عجيبا
تقول يا پرس رام احرقتني بالجوى حتى صرت شظى طلبتك في الارواح فلم اجدك [illegible]
وتتكلم بما يقلق الصدر ويقطع نياط القلب وتمكث كذلك برهة طويلة ثم تغيب فلما سمعه پرس رام
حمله في نفسه وجاء الى الفقير وذكر له اني علمت ان القضاء لا يرد ولا انفع في سرد[3] الاحزان وان

(١) في نسخة يشكو ١٢
(٢) في نسخة ويزو ١٢
(٣) في نسخة في سرد ١٢

تلذذ بہ الحیوۃ غایۃ السفاہۃ فتبرأت من الجنون والضلالۃ واریدان افرح طبعی واشغل نفسی بنزہۃ جریان النہر فاصحبنا الی الساحل نسی الہم وندفع الغم، فراح معہ الفقیر فی طائفۃ من اترابہ فرحین وجلسوا علی سفینۃ مولفۃ بالشط مسرورین حتی اذا جن اللیل اذا الشعلۃ من السماء نزلت تنادی بذلک فوثب پرس رام الیہا وقال انا پرس رام نہمی یا حبیبتہ فانا الیک بالاشواق فجارت الشعلۃ وقامت بحذائہ وتکلما ساعۃ و الناس ینظرون الیہا ولا یفہمون من البعد ماجری بینہما فاذا الشعلۃ قد احاطت بہ واشتملت علیہ وارتقت[1] فی الہواء ولم یبق علی الارض الا رماد یسیر، فرجع الفقیر والرفقۃ مبہوتین نادمین وشاع الخبر فی الناس اجمعین ومنہا انہ کان فتی ظریف الطبع جمیل الشکل حزین القلب طلوب الحسن ینظر الحسان فی الدکاکین والطرق والابواب والغرف، فان لم یجد بغیتہ ظل خاثرا مغموما وان وجدہا لم یبرح ایاما یتملق شاہدا ویتحزن غائبا فبینما ہو ینظر یمینا وشمالا اذ نقبت عینیہ عین امراۃ حسناء فی غرفۃ کانہا فلقۃ قمر فوقف لحظۃ حتی امتلأ من لذۃ الحسن ثم خر مغشیا علیہ وعرفت ذلک منہ ونہضت من الغرفۃ محتجبۃ حتی اذا افاق لم یرہا فلازم بابہا یبکی تارۃ ویتاوہ اخری ویترنم بہجرات العشق مرۃ ویستغرق فی بحر الحیرۃ اخری فتفطن الناس بحالہ وتیقن اہلہا ببلاء بالہ وصار یرثی لہ الصدیق ویتعقد لطعامہ وشرابہ الرفیق الشفیق فاضطرب فی اولیائہا عرق الغیرۃ، وسولت لہم نفوسہم احاطۃ الخزی وہجوم الذلۃ وتشاوروا فی قتلہ وطردہ وخافوا لائمۃ الناس ومواخذۃ الحکام فی حبسہ وصدہ فاستقر رأیہم علی ان یرسلوا بالحسناء خفیۃ الی بیت صدیق من وراء النہر لا یشعر بہ محترق الصدر واصحبوہا بخادمۃ حافظۃ منکرۃ[2] الحیل والخدع ولما مر محمل المناکب بین یدیہ تفطن بشہادۃ القلب ان معشوقتہ اظلت علیہ فوثب یسعی من وراء المحمل ویشکو الیہا من وراء الحجاب ما کان یزدردہ فی نفسہ منذ دہر من عرض مرارۃ العشق والسانح المشکل فلما رأت المکارۃ ذلک سکنتہ بلین القول ومواعید الوصل وعجلت بادخالہا السفینۃ وظنت ان تفارقہ

---

(۱) فی "ش" وارتفعت ۱۲ (۲) فی "ش" متکبرۃ ۱۲

بهذه الحیلۃ وجعل الفتی یشتد ویعدو حتی رکب معہا فی السفینۃ فانتظرت المکارۃ حتی اذا وصلت اللجۃ القت نعل المحبوبۃ فی الماء وقالت یا صادق الحب ہلم بہذہ النعل اترضی ان تمشی محبوبتک حافیۃ فی شوک الصحراء وبیت الاقرباء؟ فعیرتہ وہیجتہ حتی وثب الفتی فی الماء وغرق وما کان ہناک حمیم لہ یغتم لاجلہ ویخرج نعشہ فسلت نفسہا من قبلہ وجلست فارغۃ الخاطر واخرت المحلۃ الی الساحل الآخر وبلغتہا حیث امرت وکانت الحسناء سمعت منہ ما جری علی قلبہ فی شدائد الحب ورأت منہ الصدق فی محبتہا وبذل الروح لاجلہا فنفذ حبہ فی قلبہا نفوذ السہم الغائر فمکثت ہناک سبعاً وقالت للحافظۃ انی قد فارقت داری واہلی واری قلبی لا یستانس بشیء ویضطرب فی الصدر واخاف علی نفسی الجنون من طغیان الوحشۃ فجئنی[1] بی الی اہلی لا یعتریٰنی داء عضال لا یداویٰ وقد زال المانع فقالت حباً وکرامۃ ودعت بالمحمل وذہبت بہا حتی اذا رکبت السفینۃ قالت لہا افتحی لی الحجاب عن الماء اعلل نفسی وازیل وحشتی فمثل ہذا لا یتیسر للنساء الا نادراً وجعلت تذکر الفتی بسوء وتقول این این الغیث نعلی واین غرق الذی اخرجنی من داری واہلی وفضحنی بین عشائری واہل معرفتی فلما انتہیا المکان وثبت الحسناء والقت نفسہا حیث القی نفسہ وبلغ الخبر الی اہلہا فاجتمعوا وتجسسوا عن نعشہا فاذا ہی والفتی متعانقان تعانقاً شدیداً لا یمکن انفکاکہما الا بالقطع وقد حفظ اللہ بنیتہ[2] عن اسالۃ الماء وتحلیلہ واکل الحیوانات وجذبہم وجمع بینہ وبین حبیبتہ انہ لعبادہ رؤف رحیم وودود کریم۔

وہاتان الحکایتان کنت سمعتہما من افواہ الناس باختلاف ونقلتہما ہہنا من المثنوی الہندی للمیر تقی والعہدۃ فی ذلک علیہ واللہ یعلم الصدق والکذب مما فرح بہ کل حزب۔

سادسہا کنت ذکرت فی الشعبۃ الثالثۃ للقوی الثلاث الشہویۃ والغضبیۃ والوہمیۃ الصلابۃ والرخاوۃ مرۃ والقوۃ والضعف اخری وتوصیف الکیفیات والقویٰ بالقوۃ والضعف متعارف بالصلابۃ

---

(۱) فی "نسخۃ" فتنجلی ۱۲ (۲) فی "نسخۃ" بدنہ ۱۲

والرخاوة غير متعارف لا يفهمه كثير من الناس فاردت كشفه ههنا۔

وذلک ان زیادة شهوة علی شهوة وغضب علی غضب ووهم علی وهم مثلاً علی ما وجدت یرجع الی وجوه اربعة۔

احدها زیادة الاثر وقلته فمن لا یکتفی الا بالطعام الکثیر والجماع الکثیر اقوی شهوة ممن یکتفی بالقلیل منها ومن لا یکتفی الا بالضرب والجرح اقوی غضبا من الذی یکتفی بالسب والزجر ومن لا یکتفی عند توهم الخوف الا بالفرار اقوی وهما من الذی یکتفی بالاصفرار۔

وثانیها بالتهیج(۱) لادنی سبب وعدمه ای تهیج به(۲) فمن تحرک باهه بالنظر اقوی من الذی لا تحرک الا باللمس ومن یسطو بحکایة شتیمة اقوی غضبا من الذی لا یثور الا بالمشافهة بمثله ومن یقع فی التوهم بخبر واه اقوی توهما من الذی لا یقع فیه الا بتحقیق(۳) وتثبت فهذان الوجهان نسمیهما بالقوة والضعف وذلک ظاهر۔

وثالثها امکان حبسه ومنعه عن الفعل بزاجر العقل او الشرع او الرسم بعد التهیج وعدم امکان ذلک۔

ورابعها سرعة زواله عن الباطن بعد التسکین اما بالحبس او باستیفاء المقتضی وطول بقائه فی القلب لا یزال یترشح اثره من القول والفعل وهذان الوجهان نسمیهما بالصلابة والرخاوة فان الاشیاء الصلبة یکون عسرة الکسر والانعطاف طویلة الامتداد والبقاء وهذه قسمة نافعة للناظر فی الاخلاق مطلقاً ولطالب الحذر عند المعاملة مع الناس فاحفظها۔

سابعتها انی ذکرت فی الشعبة الثالثة فی بعض مراتب المحبة شهادة قلب المحب بصفاء المحبوب وظاهره وان یرجع الی الفراسة والحدس لاجل القرائن ولکن له سر ادق وهو ان النفوس بجبلتها

---

(۱) فی "ش" بالتهیج ۱۲ (۲) فی "ش" بالتهیج ۱۲

(۳) فی "ش" تحقیق ۱۲

كالمرايا قابلة للصور وانما يصدها عن انطباع بعضها امران انتفاء الصقالة وانتفار المحاذاة والاول يحصل بالصدء والرين وهو تشتت الهموم وانبعاث الهواجس وسيلان الخطرات والثاني بحصول الغفلة الاصلية او الطارية او العناد فلا يوجد التوجه لصحيح القوى فاذا زال المانعان بجمع الهمة على الشي وخلو القلب عن غيره ودوام التوجه اليه وذلك من لوازم تلك المراتب من المحبة حصل المطلوب قطعاً۔

وقد وقع لبعض اصحابنا انه عشق مليحا ولازم فيه كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فاكتسب حظاً من الصفا حتى كان يعرف محبوبه غائباً اين هو وماذا يفعل؟

وذكر لي مولوي غلام جيلاني وهو من افاضل بلدة رام پور للافاغنة ان رجلاً من قدم من بلادهم حكى له انه خلف في قريته رجلاً وامرأة تحت غيره تعاشقا بلا فساد وتعذر الوصل بينهما بلغا من توحد الارادة ان يفعل كل ما يفعل الآخر واخبر انه صعد يوماً شجرة عالية لحاجته فاذا بالرجل خرج من القرية هائماً وجلس تحتها فخرجت الى ناحية اخرى وجلست تحت شجرة ثم ان الرجل قام ومد يده منسطياً فقامت ومدت يدها كذلك فقال له الصاعد ارم هذا الحجر الى بعيد فرمى به فرفعت المرأة حجراً ورمت به قال وكلفته باشياء امتحاناً فرأيت توافقهما وكان بينهما حائل لا تراءيان به وكنت من العلو اراهما جميعاً وهذا من العجائب التي قلما سمعت مثلها۔

ثامنها اني كنت ذكرت في قصة الفصد ان ليلى طعنت فخرج الدم من قيس على ما وقع في رسالة حبيبنا خواجه حسن فلما راجعت الى القصة تبين لي ان الامر بالعكس فان قيساً دعي الى الفصد لعلاج الجنون فاعتذر باتحاد ليلى معه وانه يخاف من وقوع جرحة عليها فاستهزأ به الناس وما اعتنوا بباطل وهمه ولولا ذلك الوهم ما وقع فلما طعنوه خرج الدم من عرق ليلى وهي غائبة وعرفت ان قيساً قد فصد فان صح هذا الخبر فله لامثاله سر غامض وهو ان النفس كما تفعل في بدنها شائعاً كثيراً كذلك تفعل في غير بدنها نادراً قليلاً واذا وقع مثل هذا من غير علم بالاثر وقصد اليه[1] كما في الاصابة

[1] في نسخة والقصد اليه ١٢

بالعين لطائفة والخوسنة على الاهل لطائفة فمع اعانة العلم والقصد اولى وقد ذكر فى الملل والنحل انه كان فى الهند اصحاب الوهم يفعلون بالهمة غرائب من حل المشكلات ودفع البليات وهزيمة الجنود وامطار الغيوث وامثال ذلك۔

وتاثير الهمة عندى مبنى على اصلين الاول ان فيضان الصور الاستعدادية من الصور الجسمية والنوعية انما هو من حضرة التجرد والاطلاق وما هى الاجهات الكمالات الوجوبية المسماة بحضرة الاسماء الالهية او هم اى اهل الملكوت الاعلى المسماة بالجواهر العقلية القدسية فاذا اكتسب النفس قوة جبروتية او ملكوتية اقتدرت على قلب الاعيان والرتق والفتق والابراز والكتم وتبديل الصفات فى الاجسام ولو فى صنف من الآثار اذا انبجست[1] داعيتها من تلك القوة لا من الارادة البشرية وهذا محقق بالنفوس الكاملة على اختلاف بينهم فى مختار ومأذون ومغلوب لاستعدادات راجعة اليهم ونعنى بالناسوت فيما سوى الاجسام كل روحانية متسمة بامتياز الانانية عن حضرة الحق وارادة المخالفة لارادته وبالملكوت كل روحانية متسمة بامتياز الانانية دون ارادة المخالفة وبالجبروت كل روحانية غير متسمة بامتياز الانانية كالبدن مع الروح وجميعها من المراتب الخلقية لا ترجع الى حلول ولا اتحاد۔

قال الشيخ الاكبر محى الدين ابن العربى فى الفص الاسحاقى بالوهم يخلق كل انسان فى قوة خيالية[2] ما لا وجود له الا فيها وهذا هو الامر العام والعارف يخلق بهمته ما يكون له وجود من خارج محل الهمة ولكن لا تزال الهمة تحفظه اى ذلك المخلوق ولا يؤده اى لا يثقل الهمة حفظ ما خلقه فمتى طرأ على العارف غفلة من حفظ ما خلقه عدم ذلك المخلوق الا ان يكون العارف قد ضبط جميع الحضرات فهو لا يغفل مطلقا بل لا بد له من حضرة يشهدها فاذا خلق العارف بهمته ما خلق وله هذه الاحاطة ظهر بصورته فى كل حضرة وصارت الصور تحفظ بعضها بعضا الى آخرها قال ولا يخفى ان اطلاق الخلق عليه مجاز كما فى سائر الافعال الاختيارية

(١) اى انفجرت ۱۲ من ش (٢) فى "ش" قوة خياله ۱۲

بالمباشرة والتوليد مثل قوله تعالى "تخلق من الطين كهيئة الطير" واما حقيقة الخلق اى اخراج
الايس من صرف الليس فخاصة الحق جل مجده لا شريك فيه له والثانى ان العالم انسان كبير كما ان
الانسان عالم صغير والانسان لم يرث القوى الا من الشخص الاكبر وراثة البذر قواه من الشجرة فلا بد فيه
من قوة وهمية وخيالية تسمى بعالم المثال الكلى للاعلى والاسفل وقد حام حوله اهل السفل باعتراف[1] النفوس
المجردة والمنطبعة للافلاك والعالم العنصرى ايضا عالم بجرم منها اذ تكنفف الى الوهاب الجواد عز مجده فلهذه
النفس المتكفلة بالعناصر اتصال بالنفوس الجزئية اتصال الام بالجنين بل اتصال حس المشترك مع[2]
الحواس المنتشرة فى اكناف البدن فربما تؤدى النفس الجزئية صورة اكيدة حثيثة من متانة جوهرها او
اضطرار حالها او مزج الاسماء الالهية معها او معاونة شيئ من القوى الفلكية لها او لامر سواها من امثالها
فيتهيج النفس الكبرى الى ان تحدث بنظم الاسباب الطبعية او بصرف الهمة ما تقتضيها هذه النفس الجزئية
وهذا غير مختص بطائفة فيقع لافاضل النفوس فيما يصدر عن قوتهم القدسية ولمن دونهم من النفوس
الصالحة والنفوس القوية المرتاضة ولذوات الاقبال كثيرا وللنفوس[3] العامة عند المغويات[4] قليلا وهذا
اصل عظيم فى باب الخوارق على طريقة الحكماء ونحن ندرج هذا التفصيل فى كلمة جامعة بفروعها واغصانها
وهى "ما شاء الله كان" قال الشيخ ابو على سينا فى كتاب المبدأ والمعاد فى فصل الثامن من المقالة الثانية
فيجب ان يكون اى تدبير الكائنات الارضية والانواع الغير المحفوظة لمبدأ ابعدها اى بعد صريح العقول
وهو اما نفس منبثة فى عالم الكون والفساد واما نفس سماوية ويشبه ان يكون راى الاكثر انه نفس متولدة
عن نفس فلك الشمس او الفلك المائل فانه مدبر لما تحت القمر بمعاضدة الاجسام السماوية وسطوع نور
العقل الى ان قال ويقال ان النفس المغيثة للداعين والمنذرة بالاحلام وغير ذلك هذه ويشبه ان

---

(١) فى "ش" بالاعتراف بالنفوس ١٢ — (٢) فى "ش" بالحواس ١٢

(٣) فى "ش" العامية ١٢ — (٤) فى "ش" عند المعونات قليلا ١٢

یکون ذلک حقاً ثم عقد فصلاً فی ان ہذا المبدأ کیف یعلم ما ہیتنا فی الحال والمستقبل وکیف یؤثر ومثل فیہ بقصۃ طبیب کلف کشف صورۃ[1] جاریۃ حظیۃ عند الملک فرستہا ریح منعت الانتصاب فنہضت فیہا حرارۃ نوبۃ حللت الریح وبرأت فی ساعتہا واللہ اعلم وتاثیر الہمۃ اصل ثالث اہملہا المحققون من قبلنا یجب علینا ذکرہ عملاً بقول القائل " نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند" وہی اہم الشیطانیۃ الجنیۃ والانسیۃ ومنہا الامداد للسحرۃ والدجاجلۃ وہی ناشیۃ منہم لا من النفس الفلکیۃ وہی لیست من الانوار الملکوتیۃ و لا من السبحات الجبروتیۃ وتحقیق ذلک ان اللہ سبحانہ ربی ابلیس اولاً دہوراً طویلۃ بمعرفۃ الاسماء الالہیۃ وانوار العبادات والقوۃ الملکوتیۃ المکتسبۃ من صحبتہم حتی عرف نفسہ مستحقاً للخلافۃ الالہیۃ ولما بدر حقیقتہا ثم لما استخلف سبحانہ وتعالی آدم علیہ السلام وحسدہ ابلیس ولم یسجد لہ لعنہ لعناً شدیداً وطردہ عن حیز الرحمۃ[2] وخلع عنہ الانوار الملکوتیۃ والجبروتیۃ ومع ذلک لم یمنعہ عن حضرۃ المخاطبۃ وساطۃ[3] بعض الملائکۃ ومع المعاتبۃ والاہانۃ ولم یسلبہ تلک القوی بالکلیۃ لتکون عوناً لہ علی ما قیض علیہ من ابتلاء المکلفین واغواہم ویتقوی بہا علی السلطنۃ العظمیٰ شرقاً وغرباً فی ذلک الی آلاف سنین بل ابقی فیہ مثل ما تبقی النار اذا فارقت الجسم الکثیف فیہ من الفحمیۃ او الرمادیۃ فتولد فیہا[4] تاثیر عجیب لم یکن فی المعدن والنبات مثلاً ثم جعل لہ اعواناً وجنوداً یرثون منہ تلک القوی ویستنبطون منہا اقسام الکیود والرقی من شیاطین الانس والجن کالجوالا والہنومان وستدو والبرتۃ والوف من امثالہم وکذلک حین طرد ہاروت وماروت وسلبہم الاسم الاعظم ابدل لہما منہ قوۃ ظلمانیۃ مولدۃ للسحر بالہمۃ دون مزاولۃ الاعمال والخواص واجاز بتعلیمہ لمن یرید الکفر والشقاوۃ بنفسہ حفظاً لعاقبتہا الابدیۃ فہذان القسمان وما کان من جنسہا[5] مما اشار الیہ سبحانہ بقولہ " کلاً نمد ہؤلاء وہؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظوراً[6] " من خصائص[7] الارواح الناسوتیۃ المنہمکۃ

---

(۱) فی "ش" سورۃ جاریۃ ۱۲ (۲) فی "ش" عن خیر الرحمۃ ۱۲ (۳) فی "ش" ولو بوساطۃ ۱۲
(۴) فی "ش" فیہا ۱۲ (۵) فی "ش" وما کان جنسہا ۱۲ (۶) محظوراً ای ممنوعاً ۱۲ من "ش"
(۷) فی "ش" من خیر خصائص ۱۲

فی الفسق والفجور۔

وقد اوضحت سرہا فی قصیدۃ اجبتُ بہا السوال المنظوم لابی علی ابن سینا عن الحکمۃ فی ہبوط النفس[1] الی الابدان حیث قلت ؎

وتری بناحیۃ المثال علی شفا | الدنیا من اوضاع النحوس المقنع
ومن الدواہی والشرور تشبحت | ظلما عن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانۃ[2] جلاۃ | وعلی عناد البر ذات مذعذع

ونظیر مرآۃ تریک الشیٔ منکوسا | لاحکام صوادق نصح
وکم من الادار فی احشائہا | ہو منذر بغنائہا وتبضع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من | مدد من الدار الدنیۃ مسرع
وہی التی بسطت جناحیہا علی | جند الشیاطین اللیام القبع

فالماصع المنیر والمراد بہ الکواکب المشار الیہا فی قولہ تعالی "وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ" والدواہی والشرور ہی المشار الیہ فی قولہ "مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" والافدع منکوس الید الی تحت من الرسغ والمراد المنحرف والذعذعۃ بالذالین المعجمتین النشر والاعلان والناصع الخالص وہو ہہنا من تلبیس الوہم وغیرہ من اسباب الضلال والتبضع التفریق وصیرورتہ بضعۃ بضعۃ والقبوع صوت الخنزیر من الالف والقبع فاعلوہ فاشرت بقولی بناحیۃ المثال علی شفا الدنیا الی موطن تکونہا وقرارہا وبالاوضاع المنحوسۃ للکواکب والدواہی والشرور فی عالم الکون والفساد الی مادتہا وبظلما منحرف

---

(۱) فی "ش" النفوس ۱۲

(۲) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ فی القصیدۃ الآتیۃ جلایۃ وفی ص خزاۃ جلابہ ۱۲ مولانا اعظمی

عن سنن الصواب الی صورتہا۔

ثم ذکرت بعد ہذہ الاحکام الثلثۃ خمسۃ احکام آخر لتوضیح حالہا۔

الاول ہی للفساد خزانۃ[1] جلابۃ ای یعدہم ویلقی الیہم الظلم وقتل النفوس وسلب الاموال وہتک الاعراض وفضیحۃ المحرمات[2]۔

والثانی وعلی عناد[3] البرذات نذعذع ای علی ترک الطاعات والانہماک فی الشہوات وتکذیب الرسل والآیات ذات نشر وتہ وتیج۔

والثالث ونظیر مرأۃ الی آخر البیت ای ہی خزانۃ للمعقولات الکاذبۃ ولیس اختزانہا بحیازۃ التصورات والتصدیقات باسرہا فی ذاتہا بل بان الصورۃ اذا انعکست من خزانۃ المعقولات الحقۃ بمداخلتہا وتوسطہا الی النفس انعکست علی خلاف ماہنا وخلاف مافی الواقع تبدیل الایجاب سلبا وبالعکس ویتضح حالہ بمثالین صوری ومعنوی احدہما انعکاس الصورۃ من المرأۃ الفاسدۃ الی البصر معکوسا ولیس فی المرأۃ جمیع الصور وثانیہما من یجلس حذاء المدعی علی قصد الجدال فلا یحضر فی نفسہ شیئ من التصورات والاحکام ولکن اذا تکلم المدعی عقد المجادل قضیۃ مخالفۃ لہا بالانکار والتکذیب علی اطرافہ۔

والرابع انہا تعد الدنیا للقیامۃ الکبری بابطال النوع البشری قصدا وسائر الانواع تبعا وتنذر باہلاک العالم[4] فہی الداء المزمن فی احشاء الطبیعۃ العنصریۃ یمنع عنہا فیوض الملکوت و عنایات الجبروت ولا یزال تزداد شیئا فشیئا بامتداد الدنیا واہلہا بمدد حاصل منہم ومن داء ہم فہی للحرمان مطلقا عن التوجہ الی الحق والاستغراق فی مساخطہ وتؤہلہم للغضب وسلب المدد الوجودی المبتنی علی موافقۃ المصلحۃ الکلیۃ عن حضرۃ اللاہوت۔

---

(۱) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ — (۲) فی "ش" الحرمات ۱۲

(۳) فی "ش" عناد ۱۲ — (۴) فی "ش" العام ۱۲

والخامسة انها التی منها الحفظ و الاعانة والاصباغ والتکثر[۱] کما وکیفا للنفوس الخبیثة الشیطانیة وھو قولنا وھی التی بسطت جناحیها الی آخرہ وہذا سر عظیم لباب الفتن ولہ تفصیل بالغ مذکور فی کتاب "الخیر کثیر" و "البدور البازغة" لوالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ویظہر منہ انہ کما ان الموت امر طبعی للشخص الاصغر کذلک القیامة امر طبعی للشخص الاکبر وغیر ذلک من الاسرار ہذا وقد عرفنی الحق سبحانہ ان غایة امتداد بقاء ہذہ الحقیقة الی توجہ الحق سبحانہ وتجلیہ بمضمون قولہ "وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا" فحینئذ تبطل الھمم الشیطانیة وتدخل مادتہا فی بطن الجحیم ویجذب معہا اعوانہا واتباعہا فیصیرون وقود النار فی عذاب الیم واللہ جل مجدہ باسرارہ علیم وفی افعالہ حکیم۔

تاسعتہا ذکرت فی ضمن قصة لیلی احتلام الحواس وھو امر غیر متعارف انما وقع فی کتاب "فیوض الحرمین" لوالدی رضی اللہ عنہ فاردت ازالة خفائہ وبیانہ ان المشاہدة العنانیة[۲] خاصة الحس المشترک فقط والاختزان المحض من غیر التفات خاصة الخیال فقط وحالة التذکر خاصة برزخ بینہما یجتمع فیہ اثر الخیال والحس المشترک معا او الصورة کما ترتفع من الخارج الی الحس المشترک ومنہ الی الخیال شائعا کثیرا کذلک قد ینزل[۳] من الخیال الی الحس المشترک ومنہ الی الخارج فی المنام نادرا قلیلا وفی الیقظة اندر واقل وھو الاحتلام وھو فی اللامسة فی الیقظة کما فی الاشلرة بالدغدغة وفی الذائقة نزول الماء فی الفم بذکر الحموضة وفی الشامة تغطیة للانف وتعبیس الوجہ عند ذکر النتن وفی الباصرة احمرار العین وترقرق الماء فیہما من لذة ذکر الحبیب وفی السامعة سد الصماخ بالید عند تذکر الفحش الشنیع القولی وبالجملة اذا اورث[۴] ملاحظة المخزون حالة بدنیة فھو الاحتلام وانما

---

(۱) فی "ش" والتکثیر ۱۲ (۲) فی "ش" العیانیة ۱۲

(۳) فی "ش" تنزل ۱۲ (۴) فی "ش" اذا ورث ۱۲

يكون في اليقظة لبعض الناس في بعض الاحيان فافهم -

عاشرتها ذكرت في شعبة الخامسة اشتهار قصص النعيمان رضی و انما هو عند اهل الحديث فاردت ذكر ما علمت منها الغير هم ان نعيمان بن عمرو بن رفاعة كان من الانصار من بني النجار و كان من القدماء الصحابة المخلصين المحبين لله و رسوله شهد بدرًا و كانت فيه دعابة زائدة يلقب بالحمار و له اخبار منها ما كان لا يدخل المدينة رسل[1] و لا طرفة الا اشترى منها ثم جاء به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هذا هدية لك فاذا جاء صاحبه ليطلب ثمنه من النعيمان رضی جاء به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اعط ثمن هذا فيقول رسول الله صلى الله عليه وسلم او لم تهده لي فيقول يا رسول الله لم يكن عندي ثمنه و احببت ان تأكله فيضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم و يأمر لصاحبه ثمنه

و منها جاء اعرابي الى رسول الله صلعم فدخل المسجد و اناخ راحلته بفنائه فقال بعض اصحاب النبي صلعم لنعيمان رضی لو نحرتها فاكلناها فانا قرمنا اللحم و يغرم[2] رسول الله صلعم ثمنها فنحرها نعيمان رضی فخرج الاعرابي و رأى راحلته فصاح و اعقراه يا محمد فخرج النبي صلى الله عليه وسلم فقال من فعل هذا قالوا النعيمان فاتبعه يسأل عنه فوجده في دار ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب قد اختفى في خندق و جعل عليه الجريد و السعف فاشار اليه رجل و رفع صوته ما رأيته يا رسول الله و اشار باصبعه حيث هو فاخرجه رسول الله صلعم و قد تغير وجهه بالسعف الذي سقط عليه فقال له ما حملك على ما صنعت قال الذين دلوك علي يا رسول الله هم الذين امروني به فجعل رسول الله صلعم يمسح عن وجهه و يضحك[3] ثم غرمها رسول الله صلى الله عليه وسلم -

و منها كان يصيب الشراب فيوتى به الى رسول الله صلعم فيضربه بنعله و يأمر اصحابه فيضربونه

---

(١) الرسل بحركة القطيع من كل شئ و الابل و القطيع من الغنم و بالكسر اللبن و ذوات اللبن و الطرفة بالضم الاسم من الطريف اي الجديد ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتهم

(٢) في "ش" تغرم ۱۲ (٣) كذا في الاستيعاب ص ۲۰۳ ج ۱ ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتهم

بنعالہم ویحثون علیہ التراب فلما کثر ذلک منہ قال لہ رجل من اصحابہ لعنک اللہ فقال رسول اللہ لاتفعل فانہ یحب اللہ ورسولہ وہذا ہو المشہور وقیل ان المنہمک فی الشراب کان ابنہ عبداللہ و لعلہ کان یلقب بالحمار ایضاً واللہ اعلم ۔

ومنہا ان ابابکر الصدیق خرج قبل وفاتہ صلعم بعام تاجراً الی بصری ومعہ نعیمان وسویبط بن حرملۃ وکلاہما بدری وکان سویبط علی الزاد فجاءہ نعیمان وقال اطعمنی فقال لاحتی تاتی ابابکر(۱) فقال نعیمان لاغیظنک فذہب الی ناس جلبوا ظہراً فقال ابتاعوا منی غلاماً عربیاً فارہاً وہو ذو لسان ولعلہ یقول انا حر فان کنتم تارکیہ لذلک فدعونی(۲) لاتفسدوا علی غلامی فقالوا بل نبتاعہ منک بعشرۃ قلائص فاقبل بہا یسوقہا واقبل بالقوم حتی عقلہا ثم قال دونکم ہو ہذا فجاء القوم وقالوا قد اشتریناک فقال سویبط ہو کاذب انا رجل حر فقالوا اخبرنا خبرک فطرحوا الحبل فی عنقہ وذہبوا بہ فجاء ابوبکر الصدیق فاخبر بخبرہ فذہب ہو واصحابہ الیہم ورد القلائص واخبرہم انہ یمزح(۳) واخذوا سویبطاً فلما قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبروہ الخبر فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذالک حولاً واکثر وقد سہی بعض الرواۃ فسمی سویبط سلیطاً(۴)

(۱) فی الاستیعاب حتی یاتی ابابکر ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم (۲) فی الاستیعاب فذروہ ۱۲ مولانا الاعظمی

(۳) فی "ش" یخرج ۱۲

(۴) واخرج ابن ماجہ فی سننہ فی باب المزاح عن ام سلمۃ قالت خرج ابوبکر فی تجارۃ الی بصری قبل موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعام ومعہ نعیمان وسویبط بن حرملۃ وکانا شہدا بدراً وکان نعیمان علی الزاد وکان سویبط رجلاً مزاحاً فقال لنعیمان اطعمنی قال حتی یجیٔ ابوبکر فقال فلاغیظنک قال فمروا بقوم فقال لہم سویبط تشترون منی عبداً لی؟ قالوا نعم قال انہ عبد لہ کلام وہو قائل لکم انی حر فان کنتم اذا قال لکم ہذہ المقالۃ ترکتموہ فلا تفسدوا علی عبدی قالوا لا بل نشتریہ منک فاشتروہ منہ بعشر قلائص ثم اتوہ فوضعوا فی عنقہ عمامۃ او حبلاً فقال نعیمان ان ہذا یستہزئ بکم وانی حر لست بعبد فقالوا قد اخبرنا خبرک فانطلقوا بہ فجاء ابوبکر فاخبروہ بذلک قال فاتبع القوم ورد علیہم القلائص واخذ نعیمان قال فلما قدموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبروہ قال فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ منہ حولاً ۱۲ سواتی

ومنها كان ابو المسور مخرمة بن نوفل القرشي الزهري شيخاً كبيراً اعمى وبلغ مائة وخمس عشرة سنة فقام يوماً في المسجد يريد ان يبول فصاح به الناس فاتاه نعيمان فنحى[1] به ناحية من المسجد وقال اجلس ههنا فاجلسه وتركه فبال وصاح به الناس فلما فرغ قال من جاء بي[2] وحكم في هذا الموضع قالوا النعيمان قال فعل الله به وفعل اما ان لله علي ان ظفرت به ان اضربه بعصاي هذه ضربة تبلغ منه ما بلغت فمكث ما شاء الله حتى نسي ذلك مخرمة ثم اتاه يوماً وعثمان رض قائم يصلي في ناحية المسجد وكان عثمان رض اذا صلى لا يلتفت فقال له هل لك في نعيمان قال نعم اين هو دلني عليه فاتى به حتى وقفه على عثمان فقال دونك هذا هو فجمع مخرمة يده بعصاه فضرب عثمان رض فشجه فقيل له انما ضربت امير المؤمنين عثمان رض فسمعت بذلك بنو زهرة فاجتمعوا في ذلك فقال عثمان دعوا[3] نعيمان لعن[4] الله ان نعيمان شهد بدراً كذا في الاستيعاب -

حادية عشر الشبهة ان الانبياء عليهم السلام اشد الناس محبة لله واحبهم عنده ولذلك فضلهم على ملائكته واوجب الايمان بهم على خلقه وافترض طاعتهم على عباده واعطاهم من القرب والجاه ما لم يعط احداً من بريته وجعل انكارهم كفراً به وحابطاً لعمل صاحبه وموجباً لافناء الوف من صبغته[5] واولهم خليفته على خليقته وصفيه من بريته ومستوجب التنظيم على كافة رسله ابو البشر آدم عليه السلام وافضلهم خمسة منهم اولو العزم نوح وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم وان لهم مع الله سبحانه معاملتين معاملة عبودية لالوهية ربهم الخالق المالك المنعم وليشاركون فيه سائر المؤمنين ويمتازون عنهم بايفاء حقها بما لم يات به غيرهم على حسب مرضيه والتقدم على غيرهم بالدعوة اليه والقيام به ولولا ذلك ما بلغوا ما بلغوا ومعاملة حبية خاصة لواحد واحد منهم واذا تاملنا من هذا الوجه فيما بينهم وجدناه حاملة الله سبحانه معهم مختلفة باصناف المحبة والمحبوبية وانى

---

(۱) في "ش" فنحى ۱۲ (۲) في "ش" من جاء بي وعلم هذا الموضع ۱۲

(۳) في "ش" دعوا نعيمان لعنة الله ومفعول دعوا، اي لا تقولوا لعنة الله او ملعوناً ۱۲ من ش

(۴) وفي الاستيعاب دعوا النعيمان لعن الله نعيمان فقد شهد بدراً ۱۳۰۸ وفيه ما فيه ۱۲ مولانا حبيب الرحمن الاعظمي دامت بركاتهم

(۵) في "ش" صبغته ۱۲

اذکر ما لاح لی بالامعان-

فاقول اما آدم علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل عز کریم سلیم الصدر فارغ القلب مطواع التول فی السکون والخوف[1] لیس لہ من نفسہ تہیج ولا قلق اذا حزن اغتم واذا سلی سکن واذا شغل بشئ اشتغل بہ اراد حبیب فائق الحسن والجمال بارع الفضل والکمال واسع النعم والافضال ان یجعلہ عاشقا علیہ مفتونا بہ فناداہ بالتعریف بلا طلب والتجلی بلا شوق[2] والاحسان الجزیل بالنعیم والراحۃ والریاسۃ العامۃ والسکن حتی اذا الغضبہ واطمئن الیہ والتذ بذلک تنکر لہ ملزما علیہ خطیئۃ واحتجب عنہ حتی اذا اشتد علیہ حزنہ وندمہ وطال بکاؤہ وغمہ و ضاق بہ ہجر المحبوب والمہ واستقر فی مقامۃ المحبۃ[3] قدمہ وتجرع غصصہا سلاہ بالعفو عن الخطا وامتن علیہ فی ذلک بتعلیم التشفع والتوسل بحبیبہ الذی لہ منہ الثناء وسکنہ بوعد اللقاء وشغلہ بخدمتہ بما شاء من استخراج الصنائع واقتناء[4] البہائم وتعمیر الصحراء فعاش فی ذلک قائما بمراد المحبوب منتظرا لوفاء الوعد ساکن الباطن عن الجزع والوجد-

واما نوح علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل قوی الجسم قوی القلب عشق رجلا عظیم الجاہ ذا دلال و عتاب لایجتری علی طلب وصالہ ولا یماطل فی الاتیان باوامرہ فاشتد بہ الحب حتی ترک الطعام والمنام الا بالضرورۃ فکلفہ المحبوب بخدمتہ وتحمل المحب فیہا کل مکروہ من الاستہزاء والشتم والضرب دہرا طویلا و ما خطر بالبال تضجر اخشیۃ ملال الحبیب الی ان بلغ بہ الصبر کل مبلغ فشکی الیہ فوات حکمتہ[5] والہوان علی عبیدہ والعجز عن نفسہ فغار لہ المحبوب غیرۃ عظیمۃ وکان المحب یغتنم ادنی التفۃ[6] من المحبوب ونظر عنایۃ منہ الیہ ویشکرہ عند کل لقمۃ وجرعۃ ونہضۃ ورقدۃ وقومۃ وقعدۃ ارضاء لہ وتقربا الیہ ولم یان لہ مع ذلک ان یرفع الحجاب وہو فی جمیع ذلک لا یزداد الا قلقا للحبیب وتشوقا الیہ فلما انتصر لہ الحبیب نصرۃ

---

(۱) فی "ش" والجزع ۱۲
(۲) فی "ش" تشوق ۱۲
(۳) فی "ش" مقام المحبۃ ۱۲
(۴) فی "ش" وافتنار ۱۲
(۵) فی "ش" فوات حکمتہ ۱۲
(۶) فی "ش" ادنی بلفتۃ ۱۲

منبعثة خالج نفسه باحسن من البسط فسأل المحبوب اما وعدتنی کذا فعاتبه المحبوب حتی قال لَا تَسْئَلْنِ مَا
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ " فطفق يستغلی[1] جرأته ويعتذر اليه ويسترحمه
بان ليس له سواه ملجأ ولا مهرب وحين فرغ من خدمته ورأی عظيم عناية فی الانتصار والعتاب عنده
السؤل استحی حياء شديدا وانقطع عن الخلق واستغرق فی ذكره ولازم صرف الظاهر والباطن فی علو دينه[2] و
خدمته حتی مضی لسبيله[3] -

واما ابراهيم عليه السلام فمثاله كمثل رجل شريف النفس زكی الفهم ظريف الطبع كريم الاخلاق رقيق القلب
سامی الهمة ثابت الاستقامة عشق بالغانی الحسن والحكمة ومحاسن الاخلاق ومعرفة الحقوق وكثرة[4]
الاحسان الغاية القصوی والدرجة العليا فما زال يفشو فضائله ويفتخر به ويخاصم الناس عليه فرغب اليه
المحبوب واستانس به لمشاكلة الغرائز وجعل يظهر له دائما من آثار جماله ما يزيده[5] محبة مع ما ارتسخ فی جوهر
نفس المحب من الوفاء والصفاء ثم ما برح يبتليه فی دعوی المحبة بمعاداة الملك الجبار والاحراق بالنار
والانقطاع عن الاهل والوطن والوسم بجز[6] شیء من البدن وذبح الابن الفريد والمحنة فی بناء البيت
الشامخ لشخصه[7] الوحيد والخروج عن الاهل والمال لذكر الحبيب والوفاء بالعهود فی البعيد والقريب فوجده
يبادر الانقياد ولا يتلكأ اصلا فی الامتثال فتمكن[8] صدق محبته فی قلبه وتيقن باهلية للانبساط اليه وايثار
محبته وجعل يحفظه ويحسن اليه ويكافيه ويزيد عليه ويغنيه عن غيره فيما يحتاج اليه وعقد بينه وبينه عقد
الخلة وقمع اصل المخالفة بتاسيس المصادقة وقال كما لم تؤثر علی احدا فلا اوثرن عليك ابدا فحصر اجتبائه
فيه وفی بنيه ولم يرض الامن ذريته ومتبعيه وسماهم حزبه وخاصة عباده وجعله اماما للمحبين من بعده

---

(۱) فی "ش" يستعلن ۱۲
(۲) فی "ش" فی عبوديته ۱۲
(۳) فی "ش" بسبيله ۱۲
(۴) فی "ش" كثيرة ۱۲
(۵) فی "ش" ما يزيد محبته الی محبته مع ما ارتسخ ۱۲
(۶) فی "ش" بجزو ۱۲
(۷) فی "ش" بشخصه ۱۲
(۸) فی "ش" تمكن ۱۲

دما انفک یتلطف ویتودد فی ذکرہ من خلفہ و قد تبین من ہذا ان ہولاء الثلثۃ الکبار من الخائضین فی بحر المحبۃ ولکن کان آدم فی ساحل المدخل ونوح فی اللجۃ وتلاطم الامواج وابراہیم فی ساحل المخرج البالغ الی استحقاق المحبوبیۃ۔

واما موسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل حکیم خالص[1] الفطنۃ صادق الفراسۃ حاذق الصنعۃ عزم علی کسر دولۃ قوم جبارین واستخلاف طائفۃ مستضعفین واظہار غرائب الصنعۃ وعلی اقامۃ النظام الفاضل الی الدہور المتطاولۃ فنظر الی اطفال کثیرۃ فلم یجد لذلک اہلا الا طفلا واحدا فاحبہ حبا شدیدا واصطنعہ لنفسہ والقی علیہ طلسما من محبتہ فرباہ فی بیت عدوہ امنا من مضرتہ وغذاہ وکساہ بطعام الملوک ولباسہم وعلمہ ضوابط السیاسۃ فی صحبتہم حتیٰ اذا بلغ ثلثین سنۃ اخرجہ من بینہم خائفا مذعورا حتیٰ لا یرغب فی الرجوع الیہم وفوضہ الی معلم یعلمہ آداب خدمتہ فلما استکمل ہناک عشر سنین وہو لا یشعر بحبۃ الحکیم لعظیم الجاہ معہ باداہ بالتجلی من غیر طلب و اللقاء من غیر توقع والمکالمۃ من دون سعی واظہر علیہ شغفہ وکلہ علی مرادہ وکان الصبی نشأ طاہر الباطن خاشع القلب قوی الجاش قوی الجسم شدید الصدق والامانۃ فصار الحکیم المحب یعطیہ عجبا بعد عجب ویزیدہ فضلا عن فضل وتقربا عقب تقرب ویغار لہ وینتصر لاجلہ من غیر ابتلاء لہ وامتحان علیہ[2] وادام المکالمۃ معہ والتنزل الیہ[3] والمصاحبۃ معہ ولکن لم یکن اخلاقہ تناسب اخلاق الحکیم المحب فکان المحبوب قد یتضجر ویعاتب وقد یطاوع ویتأذب والحکیم یحمل کل ذلک منہ ولکن یظہر علیہ تارۃ ان من عبیدہ من ہو اعلم منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو احب الیہ منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو افضل منہ فاذا اقتضا مشافہۃ التہود اعتذر الیہ بضعفہ وتستر عنہ ومع ذلک یأخذ منہ مرادہ من کبت الجبابرۃ وتربیۃ الکرام البررۃ وتسخیر قوم عظام النخوۃ اولی الہمۃ صعاب الرقبۃ بلیدی الذہن کثیری الجبن حتیٰ اذا قام بالامر غایۃ ماینبغی جعلہ قدوۃ

(۱) فی "ش" غائص ۱۲ (۲) فی "ش" من غیر ابتلائہ وامتحان علیہ ۱۲

(۳) فی "ش" والتنزل الیہ ۱۲

لاہل اجتبائہ واسوۃ لالوف من مقربیہ ومثلاً وعبرۃ لصنوف من مخلصیہ ومُخلِصیہ۔

اما عیسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل ملک کثیر التعلی عظیم الاقتدار نافذ الحکم شدید المہابۃ لہ صنفان من الجنود والخدم صنف اہل الحرم والخباء وصنف اہل المعترک والفضاء اما الثانی فانہم ظاہرون علی الناس یخالطونہم فیہم اہل الملامۃ والعتاب واہل النکایۃ والعقاب لایصلون الی الملک بانفسہم واما الاول فہم اہل الاطاعۃ والرضاء والمحبۃ والصفاء لا ملام علیہ[1] ولاعتاب لایلاقون الناس ولایتراؤن لہم ہم وسائط الرسالۃ بین الملک والصنف الثانی وشفعاؤہم عندہ والموکلون من قبلہ علی مصالحہم ومرافقہم والصنفان متخالفان بینہم بالطعام واللباس والحلی والصنائع والعادات فاتفق ان الملک اخذ عرض الفریق الثانی واصطفی منہم ولداً فادخلہ فی اہل الحرم ورباہ عندہ دہوراً طویلۃ ورزقہ من طعامہم وخولہ[2] بلباسہم وزینہ بحلیہم وحذقہ فی شیء من صنائعہم وآخی بینہ وبین صنادیدہم ومکنہ فی اعاظمہم ثم بعد حین اراد ان ینزلہ فی قومہ ویمتعہم بفیضہ وصنعتہ فقطع لہ کسوۃ من لباسہم وعودہ بطعامہم وعاداتہم وکان ینظر الیہ کل لحظۃ نظر محبۃ ومودۃ وتذکر للعہد القدیم معہ منذ مدۃ ویکرمہ بما یریدہ کانہ محبۃ طبیعیۃ بلا عوض ولاغرض ومؤانسۃ سابقۃ بلا اکتساب وخدمتہ بحق اذا استعد اعدادہ لاذاہ رفع بہ الی مقرہ وماواہ ووعدہ السلطان المبین علیہم والنصر بخاصتہ عبیدہ عند الرجعۃ الیہم وحصول فیضہ والانتفاع بہ لدیہم والقی فی رفقائہ مدۃ ما القی الیہم وخلفہ[3] فیہم زماناً بما دعالہم۔

واما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واحبائہ فمثلہ کمثل ملک جامع الفضائل تامہا سابغ الفواضل عامہا فکر فی نفسہ کیف ینبغی ان یکون غایۃ[4] محبوبہ علیہ من الصفات والاحوال فلما تم تصویرہ فی نفسہ وکان لہ علم بما سیکون عرف انہ لیس علی ہذہ السمات الاشخص واحد فالقی علیہ جملۃ محبتہ وکل عشقہ

---

(۱) فی "ش" علیہم ۱۲

(۲) ای اعطاہ ۱۲ من "ش"

(۳) فی "ش" خلفہ ۱۲

(۴) فی "ش" غایۃ محبوب علیہ ۱۲

واشاع ذکرہ فی خواصہ واہل جنابہ وقدر ان یعطیہ من المعالی والمناقب کذا وان یستعملہ علی الافعال
المہمۃ للملک علی کذا وان یختار لہ من الاعوان والاتباع کذا ومہد لہ فی القرون السابقۃ علی وجودہ
عزا کبیرا وفضلا کثیرا ثم لما فرق[1] عبیدہ فرقتین جعلہ فی افضلہا حتی اذا حان حین قدومہ ارجف بہ
الملوک ونکس لہ الاباطیل واخصب[2] بہ الخلق ونطق بہ الشواہد وعرضہ علی صنادید مملکتہ تعریفا بہ لہم و
ما ساغ للملک ان یکون لغیرہ منۃ علیہ فی تربیتہ[3] ومحافظتہ وتعلیمہ فکافأ من احسن الیہ باضعاف ما صنع
وعین من اہل خبائہ من یحفظہ حتی من حر الشمس بالغمام والاستغناء برزق الغیب عن طلب الشراب و
الطعام ولما نشأ لم یزل یؤہلہ لاجتبائہ بشرح صدرہ وحشو قلبہ وتنقیتہ من لوث قومہ وقرنائہ فانتشأ
فی سخاوۃ کاملۃ وشجاعۃ تامۃ وفصاحۃ بالغۃ وامانۃ فی غایۃ وعصمۃ وافیۃ وہمۃ عالیۃ وصدق خارق[4]
وعقل وذکاء شارق وصبر وحلم وافر ورحمۃ فی نہایۃ الی غیر ذلک من اخلاق فاضلۃ فی کمال
المشاکلۃ لاخلاق للملک یعرف لہ منہ الاجنبی والقریب ولما بلغ اشدہ جعل یعرف الیہ خاصۃ اہل خبائہ
ولما استعدوہ شافہہ بمراسلاتہ معہ بواسطۃ اخص خواصہ والقی الیہ فی ساعۃ بثلاث غطات مؤثرۃ
فی نفسہ ونسمتہ وجسمہ ما یلقی الی غیرہ فی اعوام وشہور من اہل اجتبائہ وخاطبہ بکلام لم یخاطب بمثلہ
فی الفصاحۃ ووجازۃ الالفاظ وکثرۃ المعانی وسیاق الکرامۃ والمحبۃ احدا من احبائہ ثم شوقہ الیہ شتیاقا
شدیدا تحمل بہ المجاہدات ویستحق بہا الترقیات وفوض امرہ لتوسیع باطنہ وتعمیم فیضہ الی شخص من اہل
الخباء لہ التصرف العام فی الجنود بل فی المملکۃ بالاماتۃ والاحیاء والصعق والافاقۃ حتی اذا تم استعدادہ
اسری بہ الی سریر سلطنتہ وقاعدۃ مملکتہ وقدمہ ہناک علی جملۃ مقربیہ وکبراء حضرتہ وعرض علیہ
دفاتر علمہ ونفائس صنعتہ وخزائن قہرہ ورحمتہ ولقبہ[5] شفیعا لہ جامعا لہ بین تکلیمہ ورؤیتہ وما انعم بہ

(۱) فی "ش" فارق ۱۲ (۲) فی "ش" اخصب ۱۲ (۳) فی "ش" فی تربیتہ محافظتہ ۱۲
(۴) فی "ش" حاذق ۱۲ (۵) فی "ش" لقبہ ۱۲

على احد من رعيته وتفضل عليه راجيا بما احب من جلائل نعمته ولما تم تكميل باطنه رفع درجاته في ظاهره
وتصرف(1) في مساكن الصنف الثاني ونصره بخواص عبيده من الصنفين بما لم ينصر به احدا من اهل
اصطفائه حتى بلغه اعلى المناصب في ارتقائه وفي جميع ذلك لم يزل يمتحنه بما يمتحن به اهل الخيرة و
الاستقامة ويعطيه ما يريد من الكرامة فوجده فوق ما يرجى من احد من اصفيائه والمحبوب في كل هذا
لم يعامل معاملة دلال وجرأة بل معاملة محبة(2) وعبودية كما يحكى للاياز مع المحمود فلم يبرح يزداد تحببا
الى تحبب وتقربا عقب تقرب حتى اذا لم يدع شاوا لمستبق من الدنو لامرئ(3) في مستنيم اتخذه خليلا خلة
المحبوبية فقطع عن جنابه السبيل(4) الا سبيله ولم يرض الا من تمسك به واتبعه وختم عليه اصالة القربة اليه
برسالته وضمن له ان لا ينسخ عهده وان يحوج الى شفاعته يوم العرض الاكبر سائر رعيته واهل حضرته
ممن تقدم عليه ولحقه وان يقدمه عليهم في موافقة(5) اياه وزمرته ويجعله هناك وسيلة لاهل محبته لا يبلغ
فيضه وكرامته لاحد الا بوساطته فيجعل عليهم منته(6) حتى اذا اتم على يديه مراده اشتاق الى لقائه فطلبه مكرما
مطيبا عنده وخلفه في حزبه وتابعيه احسن خلافة توفي(7) بنصرهم على العدى ونشرهم في اقطار الدنيا
واقامة المجددين فيهم في كل عصر وان يعطيهم ما اعطى جميع من سلفهم من الفخر وان يبقي كلمة هدايته و
رضاه فيهم ولا يحيط بالذل والضلال عند فسادهم عليهم وذلك هو الفضل العظيم۔

وقد تبين من هذا ان هؤلاء الثلثة العظام خاضوا بحر المحبوبية ولكن محبة موسى تشبه المحبة الغرضية
المستحكمة ومحبة عيسى تشبه المحبة الطبعية الذاتية ومحبة المصطفى صلى الله عليه وسلم تجمع(8) عدة من المعاني المحبة
العشقية لاجل الحسن والمحبة الذاتية لعقد المحبة معه من قبل الوجود والمحبة لتشاكل(9) الاخلاق الغريزية و

(1) في ش: وتصرف في مساكن الصنف الاول وتسليط في مساكن الصنف الثاني ۱۲
(2) في ش: محبته وعبوديته ۱۲ (3) في ش: ولامرئ لمستنيم ۱۲ (4) في ش: السبل ۱۲
(5) في ش: موافقه اياه ۱۲ (6) في ش: منته ۱۲ (7) فوفى ۱۲
(8) في ش: بجميع عدة ۱۲ (9) في ش: لمشاكلة الاخلاق الغريزية ۱۲

المحبۃ المستحکمۃ الغرضیۃ لانصرام المہمات الکبریٰ علی یدیہ وازداد مع ہذا الرعایۃ ادب المحبۃ بدوام الترقی فی التحبب والتدانی فی التقرب وبان اعطی لجسمہ حکم ارواحہم من البرکۃ الظاہرۃ والطیب وترو سہالم یقع فی حظ ولانصیب واللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب -

ثانیۃ عشرہا[۱۲] توجہ شیٔ ما الی امر توجہًا ضروریًا او راجحًا لاجل الاتصال والتلبس بہ ولاجل انہ اما نفس کمالہ او مفید کمالہ او مظہر کمالہ اسّ المحبۃ ومعناہا الدقیق الحکمی فاذا داخل ہذا المعنی الشعور والارادۃ وشمل الکمال لذۃ قوۃ من القوی فہو المحبۃ بالمعنی المتبادر العرفی وہذا الحکم متناول لجمیع الموجودات من العلل والمعلولات والطبائع والآثار بالاجمال وعند التفصیل یظہر ان الشیٔ[۱] الممکن اذا قیس الی کمالہ الذی یتوجہ الیہ فہو اما واجد لہ علی سبیل الاستمرار کالضوء والتدویر للشمس واما واجد لہ علی سبیل التبرک والانتقال کالاوضاع المتواردۃ علیہا واما فاقد لہ متحرک الی تحصیلہ فالاول کالعاشق الواصل المبتہج بمحبوبہ والثانی کالواجد للوسیلۃ الطالب للمقصود والثالث کالعاشق المہجور المشتاق الی المحبوب -

وبالجملۃ فمطلوب کل حقیقۃ ہو الفعلیۃ بحسب مالہا من الصفات والآثار التی یقتضیہا[۲] ضروریًا او راجحًا وہی معشوقۃ ولہذا الفعلیۃ الخاصۃ نسبۃ الی الفعلیۃ المطلقۃ من ثلثۃ وجوہ من حیث اطلاقہا ومن حیث مبدئیتہا ومن حیث شمولہا -

اما الاول فلان من خصائص حقیقۃ التقرر والفعلیۃ دون ماعداہا من الحقائق انہا اذا تجردت عن القیود کانت اتم تحصلاً واقوی موجودیۃ منہا اذا تقیدت بقید زائد علی ذاتہا اذ کونہا تقررًا محضًا وفعلیۃ صرفۃ لاشائبۃ من الابہام والقوۃ فیہا ثابت لہا من اجل ذاتہا وکونہا فعلیۃ شیٔ خاص او جمیع الاشیاء حیثیۃ زائدۃ علی ذاتہا وما للذات بالذات اقوی مما لہا من الامور العارضۃ المتاخرۃ عن الذات وان کانت مستندۃ الی الذات والفعلیات شیون واعتبارات لہا وہی کالجزئیات للکلی من حیث الاطلاق والتقلید وعلی عکس ذلک من الابہام والتحصیل[۳]

---

(۱) فی "نسخۃ" ان لمیۃ الممکن ۱۲ (۲) یقتضیہا ۱۲ (۳) ولعل الصحیح "والتفصیل" واللہ اعلم ۱۲ سواتی

مابینا فی محالہ بعدہ من البیانات ان ارتباط الماہیۃ مع وجودہا الحقیقی ارتباط الموہوم بالموجود وارتباط المنتزعات بالمنتزع عنہ

واما الثانی فلان الفعلیۃ المخصوصۃ انما کانت ہی ہی من اجل خصوص علتہا وخصوص تلک العلۃ لاجل خصوص علۃ تلک العلۃ وہکذا وینتہی سلسلۃ العلل الی علۃ بسیطۃ ہی مبدء المبادی واول الاوائل فکون ذلک المبدأ البسیط ہو ہو فی بساطتہ ووحدتہ ہو کون کل شیئ موقت ومستمر علی ما ہو علیہ فی وعاء الدہر الواقع ازلا وابدا فعالم الامکان باسرہ تفصیل لبساطۃ وحدۃ المبدء الاول بما ہو ہو۔

واما الثالث فلانا اذا وسعنا النظر من فعلیۃ معینۃ الی امثالہا فی موطنہا ومادتہا ثم من ذلک الموطن والمادۃ الی المواطن والمواد التی ہی امثالہا[1] وہکذا حصلت سلسلۃ محیطۃ من الازل والابد ومن اعلی الموجودات الی اسفلہا ولاشک ان الفعلیۃ المعینۃ جزء منہا وننتزع من جمیعہا ما ینتزع من واحدۃ منہا من معنی التحقق والوجود فجزء من ہذہ السلسلۃ وان خالف بقیۃ الاجزاء من حیث خصوصہ ولکنہ مماثل لہا فی حقیقۃ کونہ فعلیۃ ما فالحقائق فیہا کالامواج فی بحر واحد متصل فعلی جملۃ الوجوہ کل فعلیۃ معینۃ شان من شیون الفعلیۃ المطلقۃ وقائمۃ بہ ومندرجۃ فیہا وہی عین الحق جل مجدہ فلا معشوق بالحقیقۃ الا اللہ وکل شیئ فانما یشتاق الی شان من شیونہ وجہۃ من جہاتہ کالماء یتحرک بین المشرق والمغرب[2] والشمال والجنوب الی جہات لا تحصی وبالحقیقۃ سیلہ الی جہۃ واحدۃ بسیطۃ بحسب وہو المرکز بالقرب منہ ما امکن من ای جہۃ کان فایاک ان تغفل عن الجمال المطلق بالجمالات الناقصۃ الفاقدۃ لالوف من صنوف الحسن والجمال والفضل والکمال واللہ یہدی[3] لاحسن الاحوال

وعند ہذا انتہی ما کنت اردت ایرادہ فی رسالتی ہذہ[4] رسالۃ المحبۃ وقد التمس منی بعض اہل الصحبۃ ان اسمیہ باسم آخر فعرضت علی جناب استاذی اطال اللہ عمرہ ولازال ستعمہ اسماء عدیدۃ انوار المحبۃ واطوار المحبۃ وآثار المحبۃ واسرار المحبۃ فاختار لی اسرار المحبۃ ومن اللہ ارجو ان یغفر لی ولاسلافی الکرام المخلصین[5] وبہ یختم لی بما ختم بہ لاہل اجتبائہ وان یصلی علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واحبائہ کما یلیق بکمال محبتہ لہ فی جمیع احوالہ انہ ولی رحیم وتواب کریم۔

---

(۱) فی نسخۃ امثالہا ۱۲ (۲) فی نسخۃ الشرق والغرب ۱۲ (۳) فی نسخۃ یہدینی ۱۲ (۴) فی نسخۃ ہذہ ۱۲

(۵) فی نسخۃ المخلصین ... وختم لی بما ختم بہ ۱۲

قصیدة
الشیخ الرئیس ابی علی بن سینا فی السوال عن الحکمة
فی
فی ھبوط النفوس الی الابدان

الشیخ ابو علی بن عبد اللہ بن سینا ولد ۳۸۰ھ فی قریۃ افشنۃ من مضافات بخارا فی اسرۃ ممتازۃ وتلقی العلوم والفنون لاسیما الفلسفۃ والطب فی بخارا التی کانت مرکز العلوم وقبۃ الاسلام فی تلک العصور وحصل الکمال للشیخ فی العلوم والفنون و امتاز فی الطب والمعالجۃ وارتقی فی السیاسۃ حتی وصل الی الوزارۃ لشمس الدولۃ فی ہمدان رزاق من حلو الحیاۃ ومرہا کان فیلسوفاً عبقریاً وطبیباً حاذقاً شیّد ارکان الفلسفۃ الیونانیۃ بعد الفارابی (المعلم الثانی) وصنف ودرس وکتبہ فی الفلسفۃ والمنطق والطب مثل الشفاء والقانون والاشارات والنجاۃ وغیرہا شہیرۃ متداولۃ غنیۃ عن التعارف وللشیخ نظرات ثمینۃ فی الفلسفۃ وآراء قیمۃ فی المنطق وتجارب مفیدۃ فی الطب بید انہ اخطاء فی فہم بعض المسائل الفلسفیۃ وبعض العقائد الدینیۃ والمعتقدات الثابتۃ کما فی مسئلۃ علم اللہ تعالی بالجزئیات والحشر الروحانی ومسئلۃ القدم والحدوث وغیرہا کما یظہر لمن طالع الاشارات والشفاء وان لم یکن متعصباً والتوفیق بید اللہ تعالی سہ

خلیلی قطّاع الفیافی الی الحمیٰ

کثیر و ارباب الوصول قلائل

(سوانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہبطت الیک من المحل الارفع — ورقاء ذات تعزز و تمنع

محجوبۃ عن کل مقلۃ عارف — وہی التی سفرت ولم تتبرقع

وصلت علی کرہ الیک وربما — کرہت فراقک وہی ذات توجع[1]

انفت فما سکنت[2] فلما واصلت — الفت مجاورۃ الخراب البلقع

و اظنہا نسیت عہودا بالحمی — ومنازلا بفراقہا لم تقنع

حتی اذا اتصلت بہاء ہبوطہا — عن میم مرکزہا بذات الاجرع

علقت بہا ثاء الثقیل فاصبحت — بین المعالم و الطلول الخضع

تبکی وقد ذکرت عہودا بالحمی — بمدامع تہمی و لم تتقطع[3]

و تظل ساجعۃ[4] علی الدمن التی — درست بتکرار الریاح الاربع

اذ عاقہا الشرک الکثیف وصدہا — قفص عن الاوج الفسیح المربع[5]

حتی اذا قرب المسیر من الحمی — و دنا الرحیل الی الفضاء الاوسع

وغدت مخالفۃ[6] لکل مخلف — عنہا حلیف الترب غیر مشیع

رجعت[7] و قد کشف الغطاء فابصرت — مالیس یبصر بالعیون الہجع

و غدت تغنی[8] فوق ذروۃ شاہق — والعلم یرفع کل من لم یرفع

(۱) فی "دیوان ابن سینا" مطبوعہ فی طہران وایضا فی "جلاء العینین" و "الشوقیات" تفجع ۱۲ (۲) کذا فی "الشوقیات" وفی "جلاء العینین" و "دیوان ابن سینا" وما انست ۱۲

(۳) کذا فی "جلاء العینین" و "دیوان ابن سینا" وفی "الشوقیات" ولما تقلع ۱۲ (۴) فی "دیوان ابن سینا" ساجمۃ ۱۲

(۵) فی "جلاء العینین" المربع وفی "دیوان ابن سینا" الاربع ۱۲ (۶) فی "دیوان" مفارقۃ ۱۲

(۷) فی "دیوان ابن سینا" سجعت ۱۲ (۸) فی "جلاء العینین" و "دیوان" تغرد ۱۲

فلای شیٔ اہبطت من موضعٍ ۔۔۔ سام[1] الی القعر الحضیض الاوضع

ان کان اہبطہا الالٰہ لحکمۃ ۔۔۔ طویت عن الفطن[2] اللبیب الاروع

فہبوطہا ان کان ضربۃ لازب ۔۔۔ لتکون سامعۃً لما لم تسمع

وتعود عالمۃ بکل خفیۃ ۔۔۔ فی العالمین فخرقہا لم یرقع

وہی التی قطع الزمان طریقہا ۔۔۔ حتی لقد غربت بغیر[3] المطلع

فکانہا برق تالق بالحمی ۔۔۔ ثم انطوی فکانہ لم یلمع

انعم برد جواب ما انا فاحص ۔۔۔ عنہ فنار العلم ذات تشعشع

---

(۱) فی جلاء العینین "من شامخ عالٍ الی قعر الحضیض الاوضع" ۱۲

(۲) فی دیوان و جلاء العینین "عن الفذ اللبیب" ۱۲ (۳) فی دیوان "بعین المطلع" ۱۲

للشاہ رفیع الدّین المحدّث الدّہلویؒ

قصیدۃ طویلۃ بدیعۃ طنّانۃ للشیخ المحقق

المحدث المتقن الصوفی الحکیم العارف العلامۃ الشاہ محمد

رفیع الدین بن حکیم الامۃ الشاہ احمد ولی اللہ الدہلوی رحمہما

اللہ تعالیٰ اجاب فیہا عن سوال الشیخ الرئیس عن حکمۃ ہبوط

النفوس الی الابدان، ورد علی ابن سینا وابان ضعف

رأیہ وعدم بلوغ نظرہ الی الشرع المتین والی حکمۃ

اللہ تعالیٰ فی النوع الانسانی۔ (سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجباً لشیخ فیلسوف المعی	خفیت بعینیہ[1] منارۃ مشرع ٭
ھلا تفطن ان بعث النفس فی	الابدان ینشأ من مواطن شفع
منہا مواطن عامات الحکم او	مختصۃ مترتبات الموقع
و لکلہا حکم و غایات بہا	تستوجب التخصیص فی المتفرع
و جمیعہا للنفس غایات علی	ان التفاوت بینہا لم امنع
لتغالب الامداد[2] فی تلک الانابیب	التی فارت بغور ..نبع
فلربما کان المحرک واحدا	اجلی و اولی بانتاب مفرع
وسواہ بین معاون ومقارن	لولاہ انفکت عری لم تجرع
فاعم غایات الوجود بروزنا	فی روضۃ الامکان یدخل یرتعی
وشمول اطوار الوقوع مرادہ	الا الذی قال "النظام" لہ درع
والجود یانف ان یسمی قاصرا	عن سائل ہو مفصح فی عین عی
ویمن بالتکمیل حیث یمن با	التکوین ان وسع الفضا التوسع
وقلیل اضرار لدیہ موثر	ان کان بخلاً بخیر اذیع

(۱) فی "جلاء العینین" لعینیہ ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" "الاشداد" ز جمع شدد والمراد عالم العناصر واللہ اعلم ۱۲

٭ تضمنت ہذہ القصیدۃ الجواب عن السوال المذکور بسبعۃ اوجہ الاول بالنظر الی فیض القضاء والثانی بالنظر الی فیض القدر والثالث بالنظر الی صفات التشریع والکلام والرابع بالنظر الی صفات التدبیر وحسن الانتظام والخامس بالنظر الی اقتضاء النشاۃ الدنیا والسادس بالنظر الی اقتضاء النشاۃ العقبیٰ والسابع بالنظر الی طبائع النفوس انفسہا وبعض ہذہ الوجوہ السبعۃ یشتمل علی عدۃ وجوہ جزئیۃ فی ضمنہا فہذا تفصیل لقولہ فی مواطن شفع واللہ سبحانہ اعلم واحکم ۱۲ من "جلاء العینین"

و لذلک الآلام و الآثام والآفات عن ابوابه لم یدفع

و عدادہا شرا لدیہ انما ہو حیث یدعو بانعدام الموجع

او کان یعدو بأسہ فی لاصق وصلاحہ اصلاح سلک ارصع

فاذا خلت عنہ فتلک قباحۃ نسبیۃ ماعندہ بمشنع

وجمیع ما یبلی بہا فی اولہا من صرمتہ درأت وجوہ المشنع

والفیض لایرضی تخلف مابہ حفت دواعی کونہ بالمجمع

کسطوا فخ الافلاک فی حرکاتہا وروا شح الانواع فی المستنقع

و مدبرات فی معارج نزہتہ من صولۃ التاثیر ذات تضلع

ونفوس انسان وجن انعمت[1] من ہمۃ تطفی شدیدۃ مفزع

ولہا سیاق ینتقی[2] فرع عن الاصل الجلیل الاوسع

وکفی کمالا للفروع بانہ یوفی[3] لہا حق لاصل ابرع

ودرانہ[4] تبع العناصر یقتضی ان یرتقی عن کل وضع اوضع

فاذا اکتست من اعتدال خلعۃ جذبت لہا نفسا لاجل تمتع

والنفس تسقط نحوہا بتعشق لتناسب المعنی العدیم المدفع

فتناسب المعنی یہیج میلہا للجسم لاسمع لما لم یسمع

کالطیر یہوی ان رای فی فخہ[5] حبا ولا یدری مکید الجندع[6]

(۱) فی "جلاء العینین" ونفوس انسان وجن انعمت — من ہمۃ تطفی شدیدۃ فزع ۱۲

(۲) وفی "جلاء العینین" ولہا سیاق ینتقی الجزئی عن الاصل الجلیل المستمر الاوسع ۱۲ (۳) فی "جلاء العینین" بہ ۱۲

(۴) وفی "جلاء العینین" ودرارہ فی الخلق دور یعتنی — تعمیرہا عند الالٰہ ارفع ۱۲

(۵) الفخ المصیدۃ والجمع فخاخ بالکسر وفخوخ بالضم کذا فی مختار الصحاح ۱۲ سواتی (۶) فی "جلاء العینین" ولا یدری مکیدۃ اخدع ۱۲

و لقانصٍ فیہ منافع جمۃٌ — کالاکلِ او جلبِ لمال ابتع

فللبثہم فیہا عمارتہا ارتجیٰ — بصنائع الآلاف الف افرع

فی مطعم او مشرب او ملبس — او مسکن او مرکب او مسمع

او منظر او غیرہا من لذۃ — و صنوف الآت ذوات القعقع

د رقی و سحرٍ فیہ تسخیر للدوالح — کرامٍ او غلاظ ضُنّع

و دفاتر فیہا علوم جمۃٌ — بشوارق الاسرار مثل المطلع

بتصرف فیہا و فی مولودہا — حجر و حیوان و نبت مکرع؟

و کمالہا بتضرعٍ و تملق — و تجاربٍ و تمارسٍ لم یقطع

و تعاونٍ لعلائق و حوائجٌ — مع دولۃ و سیاسۃ لم تردع

و قویٰ و اخلاق و آراء و لا — یحصیٰ تشعبہا لاجل تصوع

و تفاوۃ الدرجات و الاحوال فیہا حافل لہم الی مستمتع

فاذا رأت بأسا عن المطلوب کرت — و ہی ترغب فی جوار المبدع

و استصحبت منہا التراث و کانت — المرقاۃ لاستشرافہ فی المخدع

ولہا طریف العیش او کتلادۃ(۱) — او حسرۃٍ من فعلہا المتضیع

و تقدم النفس المطیعۃ و العنیدۃ — کالمعد لکمال نفس تتبّع

و کذا نفوس الضالعین فربما — تقضی بقوۃ لاحق و تمنع

اولیس حتی نوابت الاغصان — للتشمیر من عادات قوم زُرّع

والحر فی یوم یضعف فی غد — تسخین ضوء الشمس عند تقشع

(۱) فی جلاء العینین اومالوفہ ۱۲

وسواهما في الخلق دور يعتني ۔۔۔ تعميرها عند الاله الارفع

اوماترى لو لم نكن في دارنا ۔۔۔ هذا اناس كان مثل البلقع

وانظر لكثرة اختلاف هواهم ۔۔۔ فيه اقاموا السيف للمتطلع

اوليس اسبغ ثم اطول مدة ۔۔۔ للعيش من دنياك دار المرجع

فانظر بوسعها وكثرة مابها ۔۔۔ من طيب لذات وهول مفظع

ولئن سمى العرفان فيك تراهما ۔۔۔ ملكين قدراهما على الموضع

هل يرتضي جود الحكيم ليحرما ۔۔۔ متطلبين عن الغذاء المشبع

فمصائب ذابت بها لحيوتها ۔۔۔ طبخ لها للمضغ او لتجرع

وضروب اعمال عليها اعربت ۔۔۔ كتوابل مزجت لجودة منجع

ووفاتها من قوة جذابة ۔۔۔ بهما وترجح لاجترار المبلع

وشدائد لحقت بها بعد البلى ۔۔۔ كالهضم يعرض في بطون الجوع

اوليس فيما يغتذي مايستحيل ۔۔۔ باعين اوظفرة للاصبع

فلما هناك ذخائر للانبيا ۔۔۔ والصالحين وجميع اهل تطوع

ومنائح تعطى بايمان فافعال ۔۔۔ واحوال كصدق تخشع

وفضائح للاشقيا الضالين ۔۔۔ بجهلهم وعتوهم في الجلع

فكذا نصيب الساذجات ونيله ۔۔۔ من بعد استعدادها المتوقع

ومن اعظم الاجناد عند الله في ۔۔۔ عدد وفي عدو الى الجذم اودعي!

جند الملئكة المتبرة طينة ۔۔۔ الفاضلين الطائعين الخضع

معصومة ما اضمرت عصيانه ۔۔۔ مثل الجوارح تحت قلب الاشجع

لا یسبقون مقالۃ بتفخیم — لا یترکون الحرف مما قیل رع

ولہم عزائم نافذات مع قوی — متکاملات و العلوم الوسّع

وبہم علیٰ زمر منصروف الی — رحم و منہوم ببطش مصلقع

وموکل باقامۃ الانواع والآثار — فی عرفات بید الموسّع

ومقربون ہم قوائم عرش تد — بیر و میزاب الفیوض الترع

والذائقون لذائذ البرکات فی — انزال تسکین علی المتضرّع

والخادمون ہیاکل الاسماء والمشروعۃ الاعمال للمطوّع

ومعلقون تکوّنوا من احرف — صدرت من القلب النظیف الاضرع

قد کان قطّاً وافر من قدہم — ما مد ایدیہم الیہ و لا سعی

فاراد تکمیلاً لہم خلافہم — ابداع نوع فی الخطوط مونرع

واذا ہو الانسان من متخوض — فی شدۃ او غیبۃ و مقصع!

فیہم تجددت المشاغل بینہم — واثبتوا صنعاً لما لم یصنع

واستعملوا عمالہم بحکومۃ — العدل المہیمن للخطیب المصقع

قاموا علیہم حافظین و کاتبین — وشاہدین وشافعین کالاطمع

ومبشرین ومنعمین و ناصرین و جالبین الرزق حسب المجزع

ومعذبین وخاذلین وممرضین وسالبین قوی الشدید الاصرع

ومفتشین دقائق الاعمال والنیات فی القلب الہلوع الاجزع

ومصورین و نافخی ارواحہم — القابضین لہا اَو اَن تقلع

والماسحین منازل العشاق — للرحمٰن اذ وقعوا کطیبر دُقّع

والصاعدين الهابطين بكسبهم — او روحهم او بالفضاء المهزع
وعلى الصغار المنقضين كمشفق — يغذون تربية لهم كالمرضع
وبنوا مساكنهم واسقوا زرعهم — ويعلمونهم اصول تشرع
وسواه مما يعلم الحذاق من — اصحاب تحقيق وان لم اصدع
وكذاك هم يسعون عند معادهم — في دار تنعيم ودار تجمع
كرهوا على اقذارهم اخلالهم — ما استنكفوا من ضلع او اجدع
فالناس قبلهم لاجل عبادة — وشرائع لتقرب وترفع
وكدولة سمحت بها اقدارهم — زانتهم لتحلي وعطر اقنع؟
ولاجله خروا لهم في سجدة — بتملقات القانتين الركع
وباختلاف الناس فاز شئناتهم — برداء صاد او غذاء الرضع
ولو انهم كانوا سوار ظلت — الا قوام منهم واجبين بمقدع
فيه يتم النعمة العظمى لهم — ونجاتهم اسنى مقاصد رودع
ولربك الاعلى اليك تقادل — ويجب اعذاراً لعذر المدعي
وجميع انفسنا هنالك لم تزل — من حفظها عهد المحبة تدعي
وآثارها دون الحجاب يبتلي — ذا الصدق عن ذي الاختلاف الافدع
واتاخ(1) فيهم انفسا مخطوطة — لزيارة اليقتين او لتتشفع؟
ولهم بهم ربط متين النسج لا — ينفك طول الدهر بالموت النعي
فتقر اعينهم ويكثر حزنهم — بهم وحزنهم على المتصنع

(1) وفي "جلاء العينين" واتاح فيهم انفسا محظوظة - لزيادة تفتيش او لتتشفع ۱۲

ولہٗ خطاب بالتلطف نحوہم ۔۔۔ فی البسط اطنب من کتاب مشبع
ولئن تقل بنزولها لتحدد ۔۔۔ الا غراض لست عن الصواب بمهطع
مثل الهدایة والتکمل وانتهاء ۔۔۔ الفضل و ابتدال هتفح؟
او طرد جان او لتکفیر الخطا ۔۔۔ او سبق وعدو انتظار الافجع
او خجلة منه لتقصیر الی ۔۔۔ ما لیس مذکورا و ذا تجزع
فلها هناک مواقف وتکاثف ۔۔۔ ومعاملات شرحها لم یصدع
وحدیث ابلیس و آدم عبرة ۔۔۔ لک ان تکن من ذی العیون الهجع
والفکر یرشدک المعارف جملة ۔۔۔ ان کنت تنظر فیه نظرة اصمع
ولہٗ تعالیٰ من صفات کماله ۔۔۔ ما یقتضی آثارها بتنوع
او لیس عطلتها و کف المشتهی ۔۔۔ عنها بشر ذی فساد اشنع
وهو الشدید البطش غفار الجفا ۔۔۔ الشاکر المفضال لا فی المطمع
فاحب تجربة العباد بمستقیل ۔۔۔ مذهب و بحسن مستورع؟
ولجاحد متعنت و ۔۔۔ لم ینهج التحذیر لیس بانفع؟
وحسابهم صنفا و شخصا مثل ما ۔۔۔ فیه ارتوار الظامئ المتجرع
وهو الخبیر بظاهر و ضمائر ۔۔۔ وبمستحق دون لب اللوذعی
فیحلهم حیث ارتمی مرکوزهم ۔۔۔ وغدا فیبدی السر للمتتبع
فعسیٰ تراهم کالرقوم علی بساط ۔۔۔ ذات الوان غرائب صنوع
او ضاعها بتناسب وجهاتها ۔۔۔ بتقابل فی ضابط کمرصع
او مثل عد فی بیوت الوفق ۔۔۔ کسّر ثم سُیّر فاستوی تتوزع؟

فلو انقلبت بواحد لبطل النظام — ولا یریٰ من لم یحط بموقع
ولعل ظنک فی طباع الانس ان — درورہ فینا کسائر اضرع
کلا فذالک روضۃ کلیۃ — کل الحقائق فیہ ذات تضوع
وکانہ للکون مراۃ من الاقصی — الی ادناہ اجمع اکتع
فلذا تریٰ فرداً کاٰلاف من — الافراد فی ای الکمال تتبع
وتریٰ نفوسا منہ شیطانیۃ — او کالضواری او بہائم رتع
وعلی سمات الوحش و الاطیار — والحشرات لاترتاب عند تتبع
وطباعہم کمعادن وفعالہم — مثل النباتات بعد المقلع
وتریٰ بہ الاملاک فی طبقاتہا — والدائرات مع الدراری اللمع
وتریٰ قلوباً مثل عرش اللہ فی — حمل الحلی التم دون تبرقع
واللوح والکرسی حیث ذخائرہ — للعلم او لطف وقہر مدقع؟
ولقد سمعت بان فی تصویرہ — معنی یحاکی اللہ عند الاروع
فہو النموذج للالہ بما اقتضی — اصناف اثنیۃ لسیر ابدع
فاعرف لہذا النوع رفعۃ قدرہ — فیہ استحق خلافۃ لم تخلع؟
واذا شممت من الحقیقۃ نفحۃ — فاحرف صماخ القلب نحوی واسمع

لما اراد اللہ نشر کمالہ المطوی فی التوحید کالمتقنع

بدأ البریۃ بالمبادی العاقلات — الواہبات الخیر ذات تبرع
واقام کلا مقام خطہ — شرف الجواہر والمعانی التتبع
وکلہا وجہ الوصول برہہ — علماً و حالاً مجتلی فی مدرع

فالحال توحید فعالیؐ لہٗ ان یلق داعیۃ التخلف یسفع؟
والعلم کشف احاطۃ للحسن والتنزیہ شوقٌ ......؟
فجمال صانعہا علیہا باہر ان نالہا طرف الیہ یرجع
حتیٰ انتہیٰ عند الطبیعۃ والہیولی فی فسادا ہمہا و تصدع؟
اما الہیولی فہو امر غاسق متبلد وَاہی القوام فلا یعی
لا تستبد بذاتہا لفضیلۃ وضعت لتقلب تحت ایدی الصنّع
محبوسۃ فی سجن استعدادہا والقدس لایحکی لکشف مزمع
وکذا الطبیعۃ لاعتدالٍ بایَنَتْ و تقومت بزاجمٍ مستدفع
واذا العناصر فی المزاج ترکبت تبقی التفرق دائماً ان تسطع
ثم التراکیب التی حصلت بہا متنافیات کلہا ان تجمع
اما نظام الخیر منہا فہو فی نذرٍ من الاطوار نذر الموقع
وطریقۃ تقتیدہا بالقدر والاوضاع والازمان دون مضیع
فاذا تعدیٰ واحد عن حدہ نُہما یصادف من ضعیف یصرع
وہما جمیعا شبہ میت صدتا عن حیث یستجلی بنور افزع
من ینقطع لہما یریٰ دہریۃ ترخی حجابات ثقال الخزع
ولذا توسلنا بہذا النوع کی یتمتعا فی طاعۃ و تورع
تجلیات الحق و الانوار من ملأ علی افق العلو سمتدرع؟
ما مدہا الباری تعالیٰ شانہٗ الا لیبرز بالکمال الاسنع؟
مالا یطیق من البدائع نسلہٗ وشفاہہ علنا بغیر مقرصع

ویجعل التخلیط بین شرورہا   وتعیمہا و مشارقات الاشنع
مقیاس تمییز لہا مستوعبًا   کیما تعد لموطن مستنبع
وجوارہا بالنفس یعطیہا من الا   صباغ قانون الجزاء الاینع
وتری بناحیة المثال علی شفا   الدنیا من اوضاع النحوس المصع
ومن الدواہی والشرور تشبحت   ظلمًا رعن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانة جلابة   وعلی عناد البرزات مذعذع
ونظیر مراٰة تریک الشیٔ منکو   سًا لاحکام صوادق نصّع
وکم من الادوار فی احشائہا   ہو منذرٌ بفنائہا وتبضع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من   مددٍ من الدار الدنیة مسرع
وہی التی بطنت جناحیہا علی   جند الشیاطین اللیام الفجّع
فامام ہذا النوع لما کان کالمراٰة للمقدمات التّلع
مستجلبًا من ربہ اسمائہ   طرًا ومشحونًا بہا بتوقع؛
وخلیفة فی ملکہ مستنبطًا   لغوابر فیہ من المستودع؛
فیوم ما یاتی علی عقبیہ فی   غیب ومرأیً فارغٍ او مفرع
لیکون مجموع العوالم وحدہ   ومدار جود عم کل المبدع
استوجب التفریق فی افرادہ   ضعیف الخیار وضیف قوم اسوع
منہم فریق لایزال محجبًا   وجماعة تزکوا بصوب الہمع
ولہ مع المعبود حذو جمیعہا   درک لشان خالصٍ بتضرع
فخیارہم لیجوا بصقع القدس من   حیث استبانة ما ہنا بتضعضع؟

وتمسکوا بولایۃ الملک الودود   وعروۃ وثقیٰ بغیر تزعزع

و ذووالحجا بہم و بنا ہم   فی وہم جبوا و کبر مفجع؟

و استوکرت وہمائہا فیہم وصار   دخانہا الجلباب للمتدرع

اما الذین سحاب فضل اللہ زکاہم وہم اتباع قوم افرع؟

فہم کنظم الخیر نفعًا فی الحجاب   وبہجۃ لتدار ی مستبشع

ہم کالذین عزوا عن الطرفین من   تصدیق حق او خیال مقذع

او کالذین وبیضہم متکدر   مصعود نقع من طباع اخنع

فالاولون الی الہیولیٰ امیل   و الآخرون الی الطباع الاروع

اولیس فی خیر النظام نفائس   بالحرق تصلح او بدق المقمع

ووسائل ما ہیئت الا لنفع   الغیر ما استوفت جلیل المنفع

والالف باللوعات دیدن عاشق   التعلب للعلیا ر داب الابزع

فعلی طباق القوم جاء و ما اقتنیٰ   منہ سوی قربٍ و فضلٍ اشوع

ولئن دریت حیاتہا ومماتہا   والیٰ مَ نقلتہا بسیرٍ مسرع

لعرفت ان النفس قبل حلولہا   بالجسم مثل البذر لما یذرع

والبذر مختلف القوام سلامۃ   وسوائہا من کل اوصاف تعی

وثمارہا متفاوۃ وصنوفہا   متکاثر من جنسہا المتنوع

وجمیع قوتہا بہا مکنونۃ   لاخالَ فوق خدودہا لتصنّع[1]

ماشأنہا الا شعور مجملٌ   بذواتہا والمبدأُ المترفع

وبما احاط بہا وشاکل لونہا   وجمیعہا بتوحد مستجمع

ایاک ان ترنی الیہا شنخۃً	بتغورہا عن ان تحل بمرتع
فہناک للقضاء مطیتۃ	کملائک لم تدر غیر تخضع
وتجاذب بین القوی ذاک الذی	افضی بہا الاحزان[1] حین تزعزع
وطباعہا لایقتضی الا انتشار	غصونہا فی سبب تتوسع
ومحل ہاتیک القویٰ ہی نسمۃ	وجب لہا یقوی کمثل البرقع
ورکوبہا من الحبیبۃ بدرہا	وحدوثہا عند[2] اختلاط الاربع
فیہا استعدت للمعاد مخلدًا	وبہا الرحیل الی فضاء المرتع
وبہا لہا السلطان فی العقبیٰ علی	استیفاء ما عن وصلہ لم تمنع
وہی المطیۃ للترقی فی الکمال	وغیرہا عن حدہ لم یرفع
فہبوطہا فی الجسم سنح کمالہا	ولو انہٗ کالبارق المتلمع
وانظر لما تنتابہ فی عمرہا	من عبث[3] نعمی وضر موجع
تجد الامور بشعبتین فشعبۃ	بالقصد والاخریٰ کدفع المضجع
فاذا اتاہا سانح لضرورۃ	فالقلب لایہداء بغیر تطلع
بل لایزال یقوم فیہا حاکمًا	بقبولہ او لفظہ تتبشع
ولہ مراتب مثل فعل ناجز[4]	او عزمۃ او ہاجس لم یوقع
ولہ رضیٌ وتلذذ فی حکمہ	فیہ یصیر کمثل ثوب مجزع
ونقوشہا ہی لاتزال تلازم	الاشخاص مثل الندب لم یتقلع

(۱) فی "جلاء العینین" الافراح ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" من ۱۲

(۳) فی "جلاء العینین" وانظر لما تبلی بہ فی عمرہا من عیشۃ نعمی وضر موجع ۱۲ (۴) فی "جلاء العینین" نافذ ۱۲

واشدها اثرا عقائد وظنت ‏ ها للدوام وكالوعار المتسرع

وجميع ماتلقى غدا تماثيل لها ‏ ونتائج عن غرسها فى المزرع

وجميع ماتيك القضايا صلها ‏ من خلقها وطباعها المنطبع

وعسى ترى الانسان فى آرائه ‏ متبجحا عجبا ولو ذا المنجع

فاعرف بان الاشقياء اذا راوا ‏ باسًا بليغًا مقنطًا عن مفزع

فلهم اذا شان عجيب نحوه ‏ سارت نفوسهم بكل تشجع

اما النفوس(۱) الخاليات فتنتهى ‏ انوار نظرتها بغير تلفع

وبلوغها المساوى بغير تعمل ‏ وسلامة عن جذب ايدى المنزّع

ومقام ادلال على رب الورى ‏ وفكاك اسر مثل ما للاخلع

والارتقاء بعجلة نحو الذى ‏ هو للنفوس باسرها كالمنبع

والله ان يكشف عليك صميمها ‏ ومن اين انعقدت لكنت بمقنع

اوما سمعت عناية البارى اقتضت ‏ كل الطبائع من وفور تشعشع

فهناك فاضت كلها معقولة ‏ قامت به ازلًا بغير تلعلع

لا يدخل التعليل فى تحديدها ‏ وكذا اقتران لوازم لم تنزع

وقيامها ماكان شبه عوارض ‏ بل كاندراج الضوء فى المتشعشع

فله مراتب فى القضاء تباينت ‏ وتوحدت فيه بفرط تصنع

والعارفون يرونها اظلال ‏ اسماء على اعلى المدارج سطّع

فتعاورت ايدى العقول نظامها ‏ حتى استقلت كالنجوم الطلع

(۱) فى "جلاء العينين" اما نفوس الساذجين فتنتهى - انوار نظرتها بغير تلفع ۱۲

تلقی علی لوح النفوس شعاعہا فحکی المرائی کل سر مودع

فتشعبت آثارہا و ترکبت احکامہا فبدا الشخوص باجمع

وتمیزت اعیانہا بجمیع ما ترتادہ ابدا بغیر المقطع

ولہا الہیولی مثل شمعۃ خاتم ارأیتہا انتقشت بما لم یطبع

وہل الکمال سوی تحصل ما انطوی فیہا و کان لہ الطباع کمولع

فکمال انواع بدت و صنوفہا لاریب لیس یفوت عند تمزع

ان یکن فرد علی ذاک الکمال کمثل اعمیٰ لیس یسمع اقطع

دکمالہ الشخصی لیس بفائت قطعاً و ان یطرب لہ او یجزع

والزجر والتحریض فی ادیانہم لدقیقۃ فی الناس اجمع ابصع

فیسوق کلا نحو ما فی جذرہ من فسق عاص والتقاء الاطوع

واذا انتہیت الی ہنا فالصمت بی احری فلیست قوۃ الشعرا معی

وہل اللسان بنشر دقائق فی صنع رب قاہر متمتع

لاتنکرن علیّ حیث وجدتنی لاصول مشائیۃ لم اتبع

فالحق اعظم ان یحاز بمسلک ومرادنا الحق الذی فینازعی

فالشیخ قیّد نفسہ و دہائہ بعقال فن واحد کالاظلع

ثم الصلوۃ علی النبی و آلہ

والحمد للہادی الرفیع الانفع

فی معرفة النفس

لاحمد شوقی امیر الشعرا فی القرن العشرین
(القرن الرابع عشر)

تأثر من قصيدة الشيخ الرئيس ابن سينا الذي عجز عن
درك حقيقة النفس فسأل عن وجه هبوطها الى الابدان وشوقي
شاعر جديد له شعور دقيق وذوق لطيف ومس بالفلسفة الاجتماعية
والعمرانيات والسياسة والاخلاق والمذهب تصور النفس وغموضها
حسب شعوره الشعري فابان خياله -

ومهما كان الرجل فيلسوفا عبقريا اوشاعرا مجيدا لا يرتقي
في درك حقيقة النفس سوى انها سر الهي به قوام الانسان و
عظمته وكلما هم لكشف القناع يزداد غموضها بحثا وتدقيقا مع قرب
صلة النفس بالانسان الحقنا هذه القصيدة الى قصيدة الشاه
رفيع الدين لمناسبة نفس الموضوع ولبعض الفوائد المتوقعة
والله الموفق الى الصواب - (سواني)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقد قال المقتطف فی الشاعرین (ابن سینا وشوقی) بعد کلام طویل "والاثنان جریا مجری افلاطون فی حسبان النفس روحًا کانت عند الخالق، ثم ہبطت ودخلت جسم الانسان الاانّ افلاطون تصوّرہا فرسًا مجنحۃ غذاؤہا الجمال والحکمۃ والصلاح، فلما ہبطت فقدت جناحیہا ودخلت جسم الانسان، و الفلاسفۃ یشعرون بشئ لایستطیعون معرفتہ ویصفونہ کما یتصورونہ ویجاریہم الشعراء فی التصوّر و یفوقونہم فی الوصف"

ہُمّی قِناعک یا سعادُ او رفعی — ہذی المحاسنُ ما خُلِقن لبرقع (۱)

الضاحیاتُ الضاحکاتُ ودونہا — سترُ الجلال وبعدُ شاؤ المطلع (۲)

یا دُمیۃً لایستزاد جمالہا — زیدیہ حُسنَ المحسن المتبرّع

ماذا علی سلطانہ من وقفۃٍ — للضارعین وعُطفۃٍ للمخشّع

بل ما یضرّک لو سمحتِ بجلوۃٍ — ان العروسَ کثیرۃ المتطلّع

لیس الحجابُ لمن یعزّ منالہ — ان الحجابَ لہیّنٍ لم یُمنع

انتِ التی اتخذ الجمال لعزہ — من مَظہرٍ ولسرّہ من موضع (۳)

وہو الصنّاع (۴) یصوغ کلّ دقیقۃٍ — وادقّ منکِ بنانہ لم تصنع

لمستکِ راحتہُ ومسّکِ روحہ — فاتی البدیع علی مثال المبدع

---

(۱) الخطاب للنفس خاطبہا کما یخاطبہا فیلسوف علم بدالعہا وبحث عن حقیقتہا فرآہا تزید غموضا کلما ازداد بحثًا مع انہا اقرب مایکون الیہ ۱۲

(۲) الضاحیاتُ الظاہرۃ البارزۃ وصف بہا محاسن النفس وقال انہا مع ذٰلک مطلعہا بعید وجلالہا مستور ۱۲

(۳) (من) زائدۃ والمعنی ان النفس اتخذہا الجمال مظہرًا لعزہ وموضعًا لسرہ ۱۲

(۴) الصنّاع ۔ الماہر فی الصناعۃ ۱۲

اللهَ فی الاحبار من منہالکٍ ... نِضوٍ ومہتوکِ المسُوح مصرّعٍ[1]

من کلّ غاوٍ فی طویّۃ راشدٍ ... عاصی الظواہر فی سریرۃ طیّعٍ

یتوہّجُون و یطفاُون کانہم ... سُرُجٌ بمعترکِ الرّیاح الاربع

علِموا فضاق بہم وشقّ طریقہم ... والجاہلون علی الطریق المہیع

ذہب (ابن سینا) لم یفُز بک ساعۃً ... وتولت الحکماء لم تتمتّع

ہٰذا مقامُ کلّ عزیزٍ دونہٗ ... شمس النہار بمثلہ لم تطمع

(محمد) لک و (المسیح) ترجّلا ... وترجلت شمس النہار (لیوشع)[2]

مابال (احمد) عیّ عنکِ ببیانہ ... بل ما (لعیسی) لم یقُل او یدّعِ

ولسانُ (موسیٰ) انحل الاعقدۃ ... من جانبیک علاجُہا لم ینجع

لما حللت (بآدم) حلّ الحُبیٰ ... ومشی علی الملاء السجود الرّکّع[3]

واری النبوّۃَ فی ذراک تکرّمت ... فی (یوسف) وتکلمت فی المُرضع[4]

وسقت (قریشَ) علی لسان (محمد) ... بالبابلی من البیان الممتع[5]

ومشت (بموسیٰ) فی الظلام ... وحدثتہ فی قلل الجبال اللمّع[6]

---

(۱) نصب اسم الجلالۃ علی الاستغاثۃ والکلام فی الابیات الخمسۃ بعدہ وصف لما عاناہ الاحبار والفلاسفۃ من البحث عن حقیقۃ النفس فشق طریقہم کلما زادوا بحثاً، اما الجاہلون ففی راحۃ سائرون فی المہیع ای الطریق الواسع البین ۱۲

(۲) الضمیر فی لک یرجع الی النفس اراد بہا الجوہر الالٰہی ۱۲

(۳) حل الحبا نہض والمقصود ہنا تقدیس الروح العالی الذی نفخ اللہ فی آدم ۱۲

(۴) اراد بیوسف یوسف الصدیق لما عف وتکرم وان النفس بلغت فیہ الکمال و اراد بالمرضع السید المسیح ۱۲

(۵) اراد بالبابلی السحر اشارۃ الی قولہ (ان من البیان لسحراً) ۱۲

(۶) اشارۃ الی الحنیفۃ الملتہبۃ ۱۲

حتیٰ اذا طُویت ورثت خلالہا — رُفع الرحیقُ و سرّہ لم یُرفعِ [1]

فسمت منازلک الحظوظ فمنزلاً — اترعنَ منک و منزلاً لم تترعِ

وخلیّۃً بالنحل منک عمیرۃ — وخلیّۃ معمورۃ (بالتّبع) [2]

وحظیرۃ قد اُودِعت عزر الدمیٰ — وحظیرۃ محرومۃ لم تودَعِ [3]

نظر (الرئیس) الی کمالک نظرۃ — لم تخلُ من بصر اللبیب الاروعِ

فرآہ منزلۃ تعترض دونہا — قِصرُ الحیاۃ وحال وشک المصرعِ

لولا کمالک فی (الرئیس) و مثلہ — لم تحسُن الدنیا و لم تترعرعِ [4]

اللّٰہ ثبت ارضہ بدعائم — ہم حائطُ الدنیا و رکنُ المجمعِ

لو ان کلّ اخی یراع بالغٌ — شأو (الرئیس) و کلّ صاحب مبضعِ

ذہب الکمال سُدیً وضاع محلہ — فی العالم المتفاوت المتنوعِ

★

★ ★

یا نفسُ مثل الشمس انتِ اشعۃٌ — فی عامرٍ و اشعۃ فی بلقعِ

فاذا طوی اللّٰہ النہار تراجعت — شتّی الاشعۃ فالتقت فی المرجعِ

لما نعیتِ الی المنازل غودرت — دکّاً و مثلک فی المنازل ما نُعی

ضجّت علیک معالماً و معاہداً — وبکت فراقک بالدموع الہمعِ [5]

---

(۱) فاعل طویت یعود الی النبوۃ والخلال، الصفات و المزایا التی یبقی اثرہا کما یبقی اثر الخمر بعد ما تزول ۱۲

(۲) التبع - اعاظم النحل اراد بہا ملکاتہ ۱۲

(۳) الدمی - الصور او تماثیل الجبلۃ - اشار بہا فی الابیات الثلاثۃ المتقدمۃ الی تفاوت النفوس فی الناس ۱۲

(۴) ای لولا کبار النفوس لما ارتقی العالم وصلحت الانام و المقصود من الکمال ہنا بلوغ النفس الکمال فی النبوۃ او ما یقرب من الکمال فی بعض العبقریین من الناس والرئیس منہم ۱۲

(باقی بر صفحہ ۱۴۴)

آذنتها بنوىً فقالت ليت لم — تصل الحبالَ وليتها لم تقطع

ورداءُ جثمانٍ لبست مُرقَّم — بيد الشباب على المشيب مرقّع

كم بنتِ دكم خفيتِ كانهٗ — ثوبُ المثّل او لباس المرقّع[1]

اَسِمتِ من ديباجه فنزعته — والخزُّ اكفانٌ اذا لم ينزع

فزعت وما خفيت عليها غايةٌ — لكنّ من يرد القيامة يفزع[2]

ضرعت بادمعها اليک وما درت — ان السفينة اقلعت فی الادمع

انتِ الوفيّة لا الذِمامَ لديک مذ — مومٌ ولا عهد الهوى بمضيّع

ازمعت فانهلّت دموعک رقّةً — ولو استطعت اقامةً لم تزمعی

بان الاحبّةُ يوم بينک كلّهم
وذهبتِ بالماضی وبالمتوقّع

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۳)

(۵) فاعل ضجت عائد الی المنازل ای الاجسام، ومعالم ومعاہد منصوبتان علی التمیز، اراد بالمعالم ذوی النفوس الصغیرة والمعاہد ذوی النفوس الکبیرة ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) المرقع - الکرنفال الذی یلبس الناس فیہ ثیابا مزوقة ۱۲

(۲) فزعت - تاہبت او تجارت، والضمیر عائد الی الاجسام، و اراد بالقیامة ساعة الموت ۱۲

تخمیس

للشاہ رفیع الدینؒ علی قصیدۃ والدہؒ

فی حقیقۃ النفس

نظم الشاہ رفیع الدینؒ فی ہذہ القصیدۃ ان الوجود ہبط من المحل الارفع (من اللاہوت) وکان فی ہویۃ الغیب علی الاطلاق، واکتسی نسبۃ علمیۃ وصار لازماً لحقیقۃ القصوی کنسبۃ الزوج الی الاربع وتشعبت الحقائق من موطن ثان (ما لتنزل) واکتسبت کسوۃ الاعراض، ثم تنزلت بشؤن ہی کثرۃ فی الظاہر وفی نفس الامر وحدۃ - وای انہ امر واحد بدو رشہادۃ وبرزخیا -

وکمال النفس التشخصی یؤتی لہا فی الدنیا والقبر والمحشر والجنۃ وترقی الی اعلی مدارج السعادۃ - لاکما ظن الفیلسوف انہا کانت کاملۃ من جمیع الوجوہ ہبطت من المحل الارفع وما کانت ترید الاقامۃ ہہنا الا برہۃ من الزمان ثم استقرت بالمکان البلقع ۔

بل فی ابداع النفس وابرازہا من اللاہوت وتقلیبہا حکمۃ الصانع جل مجدہ - لایعلمہا الا اللہ والحکماء الراسخون -

(سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سال الحکیم عن النفوس الرضع — وقعت فطارت لم تفز بالمطمع
فاجبت الکشف سرّہا عن منبع — ہبط الوجود من المحلّ الارفع
مستدرجًا بتجنّس و تنوّع

قد جلّ فی اطلاق غیب ہویّۃ — عن وصمۃ التقیید فی انیّۃ
حتی اکتسی من نسبۃٍ علمیّۃ — لزمت حقائق اوّلا لحقیقۃ
قصوی کمال الزوج عند الاربع

فہناک کل کان اسمًا سامیًا — عن کسوۃ التخلیط خلوًا عاریًا
لصنوف آثار التمثل حاویًا — ثم اکتست تلک الحقائق ثانیًا
بحقائق الاعراض کالمتقنع

فی اللوح قد ظلت تظل بجملۃ — مما استکنّ بروزہا فی وحدۃٍ
من کل معنی تقتضیہ وصورۃ — ثم استقرت کلہا بہویّۃ
فیہا تشخصت الشیون بجمع

ادفت بہا الناسوت حدًّا حاصرًا — و تجر الاثار فعلاً حاضرًا
ما قد حوتہ وافرًا او قاصرًا — منکشرًا تلک الحقائق ظاہرًا
متوحدًا عند اللبیب الاروع

فیدور امرٌ واحد فی دورہٖ — بشہادۃٍ او برزخٍ او غیبۃٍ
وقیام عین او تلاحق ہیئۃ — وانفس عقد جامع لمشتۃ

والنفس باطن جنّة المتجمّع

دکمالہا الشخصی یوفی بتتۃ ... دنیاً و قبراً محشراً او جنّۃ

وتری لہ نوعًا و صنفاً وسعۃ ... اتظنہا رأت الاقامۃ برہۃ

ثم استقرت بالدیار البلقع

او فانہا امرٌ تزحّص اسّہ ... اتری الحکیم البر سوّغ بوسہ

کلا فان الوہم نکس رأسہ ... اتظن ان الشئ یکرہ نفسہ

ہیہات ذاک من المحال الاشنع

قصیدة
للشاه رفیع الدین
فی بیان
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رقيقة الالفاظ دقيقة المعانی فیها تلمیحات واشارات الی وقعة
المعراج الجسمانی وکوائف هامة تتعلق بتلك السفرة المبارکة وبیان فضائل
سیدنا ومولانا محمد صلی الله علیه وسلم وظهور فطرته السلیمة وتکالمته مع
الکلیم وتخلف روح الامین عند سدرة ووصوله الی مقام القرب وما
کساه الله تعالی فی مقام القرب من اشعة ذاته ورؤیته بعینی نوره
واعطاه الله دین القویم وغیره من نعم جلائل ما لها عد ولا حد وفنائه
فی ذاته وبقائه به

(سوانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا "احمد المختار" یا زین الوریٰ　　یا خاتم الرسل ما اعلاکا
یا کاشف الدعاء من مستنجدٍ　　یا منجیً فی الحشر ما اولاکا
ہل کان غیرک فی الانام من استویٰ　　فوق "البراق" وجاوز الافلاکا
واستمسک "الروح الامین" رکابہ　　فی سیرہ واستخدم الاملاکا
عرضتک لک الدنیا وداعی ملۃ　　نسجت بفتنک لہا معین رداکا؟
فرددتہم فی خیبۃ عن قصدہم　　اللہ صانک عنہم ووقاکا
واخترت من لبنٍ وخمرٍ فطرۃً　　الاسلام بالہدیٰ الیہ ہداکا
فغدت لک الرسل العظام ترقیاً　　فعلوت مغبوطاً لہم مسراکا
وامتہم فی القدس بعد تجاوزٍ　　منہم بامر اللہ اذ ولاکا
وبکی "الکلیم" لما راک علوتہ　　وتنافسوک یحق فیہم ذاکا!
وتزینت حور الجنان لشانئہ　　بک سیدی شوقاً الی لقیاکا
خلفت "روح القدس" عند السدرۃ　　القصوی یخاف من الجلال ہلاکا؟
ادناک ربک فی منازل قربہ　　جلّی لک الاکوان ثم حیاکا
واتم نعمتہ علیک فلم تسل　　ان تؤثر الارفاق والاملاکا؟
القی الیک کنوز اسرار سمت　　عن حیطۃ الافہام اذ ناجاکا
وسالت فینا العفو منہ شفاعۃً　　فاجاب ربک قد وہبت مناکا
حتی اذا تم الدنو فسترت　　منک ہویۃ فی سنا مولاکا؟

فرأيته جهراً بعيني نوره ما كان الا الله في مجلاكا

فكساك نوراً من اشعة ذاته اذناك عنك اذا به ابقاكا

فلك المناصب والسيادة في الورى وخلافة الرحمٰن يا بشراكا

جعلت لك الأقدار و الانوار الجنات و النيران في مرآكا

اعطاك تخفيفاً وتيسيراً الى دينٍ قويمٍ محكمٍ لقراكا

وسواه من نعم جلائل مالها عدٌّ و حدٌّ ينتهي او لاكا

فرحت مسروراً بها في الجنة وجميع خلق الله قد هنّاكا

اجريت دين الله بعد قبوله؟ ومحوت راس الجهل والاشراكا؟

فلقد اتيتك سيدي مستجديا من سيبك المدرار حسن ولاكا

يا ليتني قد فزت منك بنظرةٍ في بدر وجهٍ نوّر الاملاكا